# معارفِ قطبُ المدار

# MAARIF-E-QUTBUL MADAAR

مسمّٰی باسم تاریخی

## نخبۃ الالباب لمدائح سید الاقطاب ۱۴۳۰ھ

جلد اول


تالیف

مفتی شاہ ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

صدر المدرسین جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء،

دار النور مکن پور شریف 9793347086



ناشر۔ مدار بک ڈپو مکن پور شریف، کانپور۔ یو۔ پی۔

MADAARI MEDIA

دم مدار بیڑا پار

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

# معارف قطب المدار

# MAARIF-E-QUTBUL MADAAR

(جلد اول)

## مسمی باسم تاریخی

## نخبۃ الالباب لمدائح سید الاقطاب 1430ھ

مصنف


مفتی شاہ ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

M. 9793347086


ناشر


مدار بک ڈپو مکن پور شریف، کانپور۔ یو۔ پی۔




جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | معارف قطب المدار<br>MAARIF-E-QUTBUL MADAAR |
| مصنف | : | ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری<br>ABUL HAMMAD MOHAMMAD ISRAFIL HAIDARI |
| طباعت | : | المدار آفسٹ، کانپور |
| صفحات | : | ۳۵۰ |
| سن اشاعت | : | بموقعہ عرس قطب المدار 2023 |
| تعداد | : | ایک ہزار |
| قیمت | : | ۴۰۰ روپے |

کتاب ملنے کا پتہ

**مدار بک ڈپو**

آستانہ زندہ شاہ مدار مکن پور شریف

تحصیل۔ بلہور ضلع کانپور نگر یو پی 209202

# فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | پیش لفظ | 18 |
| 2 | باب اوّل: بیعت وخلافت کا بیان  بیعت ومریدی کیا ہے؟ | 24 |
| 3 | مریدی کی قسمیں | 26 |
| 4 | مرشد خاص کی اہمیت وضرورت | 31 |
| 5 | جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شطان | 32 |
| 6 | مقام پیر | 34 |
| 7 | پیرومرشد پیغمبر کے مثل ہے | 35 |
| 8 | پیر کیسا ہونا چاہئے | 36 |
| 9 | مجلس شیخ میں مرید کے آداب | 37 |
| 10 | حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کا ادب بارگاہ رسالت میں | 38 |
| 11 | مرید کرنے کا طریقہ | 41 |
| 12 | تجدید بیعت | 42 |
| 13 | طالب ہونا | 43 |
| 14 | طالب بنانے کا طریقہ | 43 |
| 15 | بیعت کرنے کے آداب | 43 |
| 16 | بیعت کے فوائد | 44 |
| 17 | خرقۂ خلافت | 45 |





| | | |
|---|---|---|
| 18 | خرقۂ خلافت کا ثبوت | 45 |
| 19 | روایت دیگر | 46 |
| 20 | خلافت صغریٰ وخلافت کبریٰ | 47 |
| 21 | چار پیر | 49 |
| 22 | چودہ خانوادے | 50 |
| 23 | پہلا سلسلہ یا خانوادہ | 50 |
| 24 | دوسرا سلسلہ یا خانواہ | 51 |
| 25 | تیسرا سلسلہ یا خانوادہ | 51 |
| 26 | چوتھا سلسلہ یا خانوادہ | 51 |
| 27 | پانچواں سلسلہ یا خانوادہ | 52 |
| 28 | چھٹا سلسلہ یا خانوادہ | 52 |
| 29 | ساتواں سلسلہ  یا خانوادہ | 53 |
| 30 | آٹھواں سلسلہ یا خانوادہ | 53 |
| 31 | نواں سلسلہ یا خانوادہ | 54 |
| 32 | دسواں سلسلہ یا خانوادہ | 54 |
| 33 | گیارہواں سلسلہ یا خانوادہ | 54 |
| 34 | بارہواں سلسلہ یا خانوادہ | 54 |
| 35 | تیرہواں سلسلہ یا خانوادہ | 55 |
| 36 | چودھواں سلسلہ یا خانوادہ | 55 |

37 دیگر بارہ سلسلے پہلا سلسلہ بدیعیہ مداریہ 57
38 دوسرا سلسلہ قادریہ وغوثیہ 58
39 تیسرا سلسلہ یسویہ 58
40 چوتھا سلسلہ نقشبندیہ 58
41 پانچواں سلسلہ نوریہ 59
42 چھٹا سلسلہ خضرویہ 59
43 ساتواں سلسلہ شطاری عشقیہ 59
44 آٹھواں سلسلہ حسینیہ نجاریہ 60
45 نواں سلسلہ زاہدیہ 60
46 دسواں سلسلہ انصاریہ 61
47 گیارہواں سلسلہ صفویہ 61
48 بارہواں سلسلہ عیدروسیہ 61
49 سلسلہ قلندریہ 61
50 باب دوئم: ولایت کا بیان 63
51 ولایت سے متعلق چند ضروری مسائل وعقائد 63
52 ولی کا بیان 67
53 ولایت کا مقصد 72
54 ولی کی پہچان 73
55 تصوف 76





56 تصوف کی حقیقت 76
57 صوفی کون ہے؟ 77
58 فضیلت فقر 79
59 فقیر کسے کہتے ہیں 81
60 مقام ولایت 83
61 ولایت کے چار مراتب 83
62 اہل خدمات کے مراتب اور شمار 84
63 اولیاء اللہ کی مشہور قسمیں 85
64 ابدال، ابرار، اوتاد، نقباء، قطب اور غوث 86
65 اہل خدمات کے مراتب ومقامات کی فہرست 86
66 ابدال کے سبب بارش ہوتی ہے 90
67 ابدال کے سبب رزق ملتا ہے 90
68 باب سوئم: اقطاب کا بیان قطب کا لغوی معنی 92
69 قطب کا اصطلاحی معنی 92
70 اقطاب کی برکت سے عالم محفوظ ہے 92
71 قطب علوم اسرار کا عالم ہوتا ہے 92
72 قطب کی وراثت 93
73 قطب کی شان 93
74 ایک قطب کے تصرف کی حد کیا ہے 94

| | | |
|---|---|---|
| 75 | ہر زمانہ اور ہر ولایت کیلئے ایک قطب ہوتا ہے | 94 |
| 76 | اقطاب امم گزشتہ | 94 |
| 77 | وہ اقطاب جو انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں | 95 |
| 78 | تمام اقطاب قطب مدار کے محکوم ہوتے ہیں | 96 |
| 79 | مراتب اقطاب | 96 |
| 80 | کیا قطب عالم صاحب زماں، قطب الاقطاب اور قطب المدار ایک ہی شخص کے نام ہیں | 97 |
| 81 | سب سے بڑا قطب قطب مدار ہوتا ہے | 99 |
| 82 | قطب المدار پر مخلوق کے احوال روشن رہتے ہیں | 100 |
| 83 | قطب المدار ولایت کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے | 100 |
| 84 | مرتبۂ قطب المدار | 101 |
| 85 | مرتبۂ قطب المدار منتہائے درجۂ ولایت ہے | 101 |
| 86 | ولایت خاصہ محمدیہ کا فیضان | 102 |
| 87 | لطائف چھ ہیں | 103 |
| 88 | ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے | 104 |
| 89 | رشد وہدایت اور ایمان ومعرفت کا نور قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ کے وسیلے سے ہی مل سکتا ہے | 105 |
| 90 | قطب المدار کا منکر رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے | 106 |





| | | |
|---|---|---|
| 91 | قطب المدار کی تخت نشینی وتاجپوشی | 106 |
| 92 | اختیارات وتصرفات قطب المدار | 108 |
| 93 | قطب مدار کا ہفت اقلیم پر تصرف | 109 |
| 94 | قطب مدار عرش وفرش پر متصرف ہوتا ہے | 110 |
| 95 | کاروبار عالم کا دارومدار قطب المدار پر ہے | 110 |
| 96 | عالم کی بقا قطب المدار کی برکت سے | 111 |
| 97 | کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کا اجراء قطب مدار کے ذمے ہے | 112 |
| 98 | قطب المدار کے مفقود ہونے سے قیامت برپا ہوجائے گی | 112 |
| 99 | قطب المدار کے تصرفات حیات وممات میں برابر ہیں | 113 |
| 100 | وہ چار بزرگ جو مثل احیاء کے تصرف کرتے ہیں | 113 |
| 101 | قطب المدار دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کرتا ہے | 114 |
| 102 | کیا غوث اور قطب مدار میں کچھ فرق ہے؟ | 115 |
| 103 | غوث وقطب میں فرق | 116 |
| 104 | حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث اور قطب میں فرق | 117 |
| 105 | حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے نزدیک قطب ارشاد اور قطب مدار میں فرق | 118 |
| 106 | کیا قطب المدار کے اختیارات وتصرفات پر کوئی دوسرا ولی اثر انداز ہوسکتا ہے؟ | 120 |
| 107 | وہ حضرات جو قطب المدار ہوئے | 121 |
| 108 | مجدد الف ثانی کا قول | 123 |
| 109 | نوری میاں مارہروی کا قول | 123 |

110 قطب مدار کے دووزیروں کے احوال 125

111 وہ جو منصب مداریت پر فائز ہوئے 125

112 سید بدیع الدین قطب مدار ہیں 226

113 حاصل مقصد 229

114 باب چہارم: سوانح حیات کا بیان 231

115 اسم گرامی وقار 132

116 ولادت باسعادت 132

117 آپ حسنی حسینی سید ہیں 132

118 پدری نسب نامہ 133

119 مادری نسب نامہ والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یہ ہے 134

120 حضرت خضر علیہ السلام کی تائید 135

121 ازطرف والد 136

122 شجرۂ نسب میں اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش 138

123 ایک عجیب وغریب سوال اور اسکا جواب 144

124 صحابہ وتابعین کی تواریخ میں اختلاف 147

125 حضرات غوث وخواجہ کی رحلت میں اختلاف 148

126 طویل العمر ہونے کی ایک وجہ 149

127 پیدائش کے وقت کرامت کا ظہور 153

128 تعلیم وتربیت 153





129 بیعت وخلافت 154

130 سید سالار مسعود غازی مدار پاک کی دعا سے پیدا ہوئے 156

131 شیخ احمد مسروق مدار پاک کی دعا سے قطب ہوئے 160

132 بزرگان دین کے شجرات سے سن پیدائش کا ثبوت 162

133 پیران کاکوری کا شجرۂ مداریہ 162

134 مناقب الاولیاء اور سلسلۂ مداریہ 164

135 شجرات مشائخ مجددیہ 165

136 شجرۂ عالیہ مداریہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ 166

137 شجرۂ عالیہ مداریہ محدث شاہ عبدالعزیز دہلویؒ 167

138 شجرہ عالیہ مداریہ مولانا احمد حسن مدرس اسلامیہ واقع کانپور
مرید وخلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی 167

139 سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ محمد شیر میاں پیلی بھیتی 168

140 سلسلہ مداریہ حضرت امیر اللہ صفی پوری 168

141 دیگر شجرۂ عالیہ مداریہ صاحبان صفی پور (شجرۂ دیگر سلاسل) 169

142 شجرۂ عالیہ مداریہ سید علی نقی بانگرموی ابن مہدی علی شاہ 169

143 رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے قریب تر سلسلہ 171

144 حضرت بایزید بسطامیؒ کے علاوہ دوسرے مشائخ کی نسبت 174

145 اہل بدایوں شریف کا شجرۂ مداریہ 176

146 سلسلۂ المشائخ 178

147 حضرت بایزید بسطامی کا وصال 179
148 حج بیت اللہ 180
149 نسبت اویسیہ سے مشرف ہونا 181
150 اویسیت کا مطلب 182
151 فیض اویسیہ مداریہ کا اجرا 183
152 بارگاہ نبوت سے ہجر وجدائی کا احساس 184
153 سفر ہندوستان 185
154 مقام صمدیت پر فائز ہونا 187
155 رخ روشن تابناک ہوگیا 188
156 طعام ملکوتی وحلۂ بہشتی کے اثرات 191
157 حلۂ بہشتی کے کرامات 192
158 مقام صمدیت کا مطلب بزبان قطب المدار 193
159 حضرت قطب المدار کا روزہ اور صوم وصال کا مطلب 194
160 نفلی روزے 195
161 صوم وصال 196
162 غذائے روحانی 200
163 علمائے ظاہر کے سوال کا جواب 201
164 حضرت قطب المدار کی نظر میں دنیا ایک دن کی تھی 201
165 ایک غلط فہمی کا ازالہ 202





166 حضور مدار پاک کی ہندوستان آمد 203
167 مدار پاک گجرات میں 206
168 قطب المدار اجمیر میں 207
169 مدار پاک کالپی میں 209
170 شیخ سراج الدین سوختہ کا واقعہ 211
171 سراج الدین سوختہ ہوگئے 214
172 عتاب مدار سے قادر شاہ کا زوال 215
173 مدار پاک جونپور میں 215
174 علمائے ظاہر کا مدار پاک سے اختلاف کا سبب 216
175 حضرت حسین معز بلخی اور درس عوارف المعارف 218
176 حضرت مدار پاک کا دوسرا سفر جونپور اور شاہ مینا پر عنایات 220
177 قاضی محمود کنتوری پر فیضان مداریہ 221
178 مکن پور شریف کی واپسی 225
179 حضرت شاہ مینا کو قطب بنایا 226
180 قاضی مطہر بارگاہ زندہ شاہ مدار میں 228
181 قاضی شہاب الدین پر کالۂ آتش کی شان وکرامت 230
182 باب پنجم ہندوستان میں حضور مدار پاک کے مشہور خلفائے کرام 233
183 مکن پور شریف میں مدار پاک کے خلفاء 234
184 حضرت دادا علی شیر عرف قاضی لہری 235

185 حضرت مکن سرباز 235

186 حضرت یٰسین شاہ 235

187 تذکرۂ مشائخ عظام میں خلفائے کرام کی تعداد 236

188 نامور خلفاء 237

189 گلزار ابرار میں خلفائے مدار پاک 238

190 جن کے حالات میں تحت میں لکھتا ہوں
اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو 238

191 تحفۃ الابرار میں خلفائے قطب المدار 241

192 مرات مداری مولفہ ۱۰۶۵ھ میں خلفائے قطب المدار 244

193 بحر زخار میں مدار پاک کے خلفاء 244

194 سرگروہ عاشقان حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماور شریف 246

195 بابا سید عبدالغفور شیخ کپور مجذوب گوالیاری 248

196 شیخ عبدالحق محدث دہلوی 250

197 ذکر حضرت سید شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور قدس اللہ سرہ 252

198 ذکر امام نوروز 254

199 عاشقان سوختہ شاہی حضرت سید عابد خاکسار 254

200 عاشقان کمر بستہ 255

201 عاشقان لعل شہبازی 255

202 عاشقان بابا گوپالی 256





203 عاشقان مکھا شاہی 257

204 عاشقان کلامی 257

205 عاشقان کمال قادری 258

206 عاشقان کریم شاہی 258

207 گروہ دیوانگان 259

208 دیوان یا دیوان گان کا مطلب 259

209 دیوان گان کون ہوتے ہیں 260

210 دیوان گان کی شاخیں 261

211 شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کے امام 262

212 مشائخ دیوان گان مداریہ 264

213 دیوان گان کی شان 266

214 جان من جنتی کی شیخ سعدی سے ملاقات 267

215 خلفائے باوقار 268

216 حاجی ملنگ کلیانی 269

217 جان من جنتی کی ایک مشہور کرامت 270

218 کتبہ روضۂ مقدسہ 272

219 کتبۂ مسجد درگاہ 272

220 سرگروہ دیوان گان 273

221 شجرہ دیوان مدار دیوان محمد رشید 276

222 گروہ خادمان 277
223 خادمان کا مطلب کیا ہے 278
224 قطب زمن حضرت خواجہ سید محمد ارغون 280
225 حضرت ابو محمد، محمد ارغون 281
226 آپ کا نسب نامہ 281
227 خلافت وجانشینی 284
228 واتبعت ملت آبائی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق 285
229 اولاد امجاد 286
230 خلفاء کرام 286
231 ہر سہ خواجگان سے جو سلسلے جاری ہوئے 287
232 باب ششم: فیضان سلسلہ مداریہ 289
233 سلسلہ قادریہ برکاتیہ پر فیضان مداریت 292
234 جمال الاولیاء کا نسبت اویسیہ سے مستفیض ہونا 294
235 حضرت لدھا شاہ بلگرامی کا سلسلہ مداریہ 296
236 آپ کا سلسلہ بدیعیہ مداریہ کا شجرہ یہ ہے 296
237 شیخ امیر ابوالعلاء احراری اور فیضان سلسلۂ مداریہ 297
238 حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ پر فیضان مداریہ کی بارش 298
239 شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ سے سلسلہ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت 298



240 حضرت نوری میاں قدس سرہٗ کو سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت: 300
241 حضرت نوری میاں کا شجرۂ مداریہ 302
242 سیّد العلماء آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ اور سلسلہ مداریہ 303
243 حضرت سیّد اویس میاں بلگرامی کا شجرہ مداریہ 309
244 مفتی احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور سلسلہ مداریہ 310
245 فاضل بریلوی کو سلسلہ مداریہ کی خلافت واجازت 311
246 سلسلۂ مداریہ میں بیعت وخلافت اور خانوادہ مارہرہ مطہرہ 312
247 نقل سند خلافت واجازت حضور قدس سرہ 316
248 آل رسول احمدی 317
249 باب ہفتم. ذکر مشائخ حسامیہ 320
250 حضرت مولانا وجیہہ الدین گجراتی پر فیضان مداریت 322
251 سلسلۂ قلندریہ پر فیضان مداربیت 322
252 شجرۂ مداریہ 323
253 حضرت محمد غوث گوالیاری رحمہ الباری کا شجرۂ مداریہ 325
254 حضرت عیسیٰ فقیہ پر فیضان مداریت 325
255 شجرۂ مداریہ شاہ امین الدین 326
256 تاج الشریعت سیّد محمد شہباز بھاگلپوری پر سلسلۂ مداریہ کا فیضان 329
257 سلسلہ مداریہ شہبازیہ 330

| | | |
|---|---|---|
| 258 | سلسلہ مداریہ طیفوریہ شہبازیہ | 331 |
| 259 | باب ہشتم | 332 |
| | گروہ طالبان حضرت قاضی محمود کنتوری خلیفہ قطب المدار | |
| 260 | قطعہ تاریخ وفات | 334 |
| 261 | حضرت سید شاہ میٹھے مدار رضی اللہ عنہ | 334 |
| 262 | قطعہ تاریخ وفات | 335 |
| 263 | شجرۂ مداریہ شاہ ذکی الدین مانکپوری قدس سرہ | 335 |
| 264 | شجرۂ طیفوریہ مداریہ سجادہ نشینان خانقاہ سلون شریف ضلع رائے بریلی | 337 |




# پیش لفظ

از قلم ابوالحمّاد محمد اسرافیل حیدری المداری۔۔

قلم گوید کہ من شاہ جہانم

قلم کی اولین تخلیق نقطہ سے ہوتی ہے، نقطے ممتد ہو کر حروف کی شکل اختیار کرتے ہیں، اور حروف سے کلمات اور کلمات سے جملے بنتے ہیں، جملوں سے مضامین کی ترکیب ہوتی ہے، اور آہستہ آہستہ ایک خوبصورت کتاب کی تالیف ہوجاتی ہے۔ اچھا کلام اور اچھا بیان دلوں پر اپنا اچھا اثر مرتب کرتا ہے اور اِنَّ لَمِنَ الْبَیَانِ سِحْراً کا مصداق بن جاتا ہے۔ زمانہ گزرتا ہے اور وہی نوشتۂ قلم تاریخ کا عنوان بن جاتا ہے۔ قوموں کی تاریخ اہل قلم مرتب کرتے ہیں اور اصحاب علم و فضل کی تاریخ زمانے میں باقی رہتی ہے۔ رب تعالیٰ نے قلمِ قدرت کو پہلے خلق فرما کر قلم اور اصحاب قلم کو اولیت بخش دی ہے۔ حدیث شریف میں ہے'' اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ'' عالم امر کی چیزوں میں نور اور عرش مجید کے بعد قلم کی تخلیق کو اولیت حاصل ہے۔ قران مقدس نے قلم اور نوشتۂ قلم کی قسم کھا کر قلم اور اھل قلم کی اہمیت وافادیت کو ظاہر فرما دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے'' ن. وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ،، یعنی قلم کی قسم اور نوشتۂ قلم کی قسم۔۔ قلم کی اہمیت وافادیت اور ہر دور میں اس کی پذیرائی سے کسے انکار ہوگا؟

احمد فراز نے بڑی سچی بات لکھی ہے۔

''اس میں دورائے نہیں کہ جو طاقت اور جو بقا قلم کو حاصل ہے وہ کسی اور

چیز کونہیں۔شخصیات مٹ جائیں گی،ادارے ختم ہو جائیں گے،بڑی بڑی تقاریب بھلا دی جائیں گی،عظیم الشان جلسے جلوس پس پشت ڈال دیئے جائیں گے،لیکن اہل قلم سے کبھی بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ اگر زندہ رکھتی ہے تو صرف اہل قلم کو،جن کا ذکر وحوالہ اہل علم کے یہاں ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔صاحب قلم ہمیشہ زندہ رہتا ہے"قومیں اپنی تاریخ سے زندہ رہتی ہیں۔جو اپنے اجداد کی تاریخ وتذکرہ سے گرد نہیں صاف کر سکتے زمانہ اسی گرد میں انہیں دبا دیتا ہے۔اپنے اجداد کی تاریخ کو حیات نو دینے کے لئے لازم ہے کہ تاریخ کو وقت بوقت دہرایا جائے۔صدیوں اور زمانوں کے بعد کسی کی سیرت وتذکرہ اور تاریخ تذکار بیان کرنے پر دل قبول کرنے سے نکیر کرتا ہے۔۔

قرآن مجید اپنے نزول سے قبل کی تواریخ اور قصص وروایات بیان کرنے کے بعد جا بجا اعلان فرماتا ہے۔

"فِیهِ عِبرَةٌلِاُولِی الاَبصَارِ" فِیهِ عِبرَةٌ لِاُلِی الاَبَابِ"

تذکرہ،عبرت اور نصیحت تاریخ و روایات کے دامن سے وابستہ ہیں۔قران مقدس میں تذکرہ وتذکار کے ذریعے سبیل رب وصراط مستقیم تک رسائی کی بات کہی گئی ہے۔مثلاً ارشاد ہے ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَائَاتَّخَذَ اِلیٰ رَبِّہٖ سَبِیلًا یعنی یہ تذکرہ ہے۔تو اس سے جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ بنالے۔

تذکرہ نویسی اور ابرار واخیار کا ذکر جمیل دارین کی سعادتوں کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔علمائے اسلام نے اس کی بڑی صراحت کی ہے۔التاج المکلل کی کی یہ



عبارت پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے"**فقد ذکر غیر واحد من العلماء کابن الفهد المکی وغیره انّ الاشتغال بنشر اخبار الأخیار من أهل العلم والآثار من علامات سعادة الدنیا والآخرة إذ هم شهود الله فی أرضه ولهم المراتب الفاخرة .**

یعنی ابن فہد المکی وغیرہ بہت سے علماء کا بیان ہے کہ اہل علم وفضل میں سے نیکوں کی خبریں نشر کرنے میں مشغول رہنا دنیا وآخرت کی سعادت کی علامت ہے۔اسلئے کہ وہ لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں اوران کے رتبے بلند ہیں۔(التاج المکلل ص:مطبوعہ الشؤون الاسلامیہ قطر)۔

اگر کوئی چاہتا ہے کہ علماء،صوفیاء،اولیاء اوراہل کمالات کی محافل میں خود کو دیکھے،اور انبیاء ورسل اور اخیار وابرار کی محفلوں میں خود کو موجود پائے اور ان سے استفادہ کرنا چاہے تو وہ مسلسل سیرت انبیاء،اولیاء وصلحاء کا مطالعہ کرے۔

سیرت وتاریخ کا مطالعہ حوصلے کو بلند کرتا ہے،ہمت کو بڑھاتا ہے،نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے،برائیوں سے بچاتا ہے،اولیاء واخیار کی تاریخ پڑھنے سے دانائی اور بصیرت بڑھتی ہے،دوراندیشی اور فکری بلندی میں اضافہ ہوتا ہے،دل سے رنج وغم دور ہوتے ہیں،اور مسرت وشادمانی میسر ہوتی ہے۔

جس قوم کو اپنی تاریخی روایات اور پاسبانئ واقعات سے پورے پورے اطلاع ہوتی ہے،اس کی قومی امتیازات،تمیُّزات اور خصوصیات بھی قائم رہتی ہیں۔وہ شخص جو اپنے باپ دادا کے حالات سے بے خبر ہے موقع پا کر خیانت اور

بد دیانتی کر سکتا ہے۔لیکن جو جانتا ہے کہ میرے اجداد نے فلاں فلاں مواقع پر لاکھوں روپیوں کی پرواہ نہ کر کے دیانت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا،اور نیک بختی اور ناموری حاصل کی،اس سے خیانت کا ارتکاب دشوار ہے۔۔بزرگوں کے حالات سے واقفیت قوموں میں زندگی کی روح پھونکتی ہے۔نسلوں ذاتوں اور شخصیتوں میں اطاعت، عبادت، عفت عصمت، محبت، اخوت،وفاداری، رواداری، تزکیہ، تصفیہ،خوف خدااور زھد وتقویٰ کا استحکام سیرتِ خاصان خدا پڑھنے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔حضور سیدنا احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کی سیرت وتاریخ اور اولیاء و صلحاء کے مراتب ودرجات بیان کرنے کا مقصد اولین یہی ہے کہ ان کی خدمات، دعوات،عبادات وریاضات،اور طرز تبلیغِ اسلام سے دنیا کو درس ملے،اور نا مساعد حالات میں بھی خدماتِ دینیہ انجام دینے کا حوصلہ بلند رہے۔۔

آپ تصور کریں کہ جب ہندوستان میں مسلمان، علماء، فضلاء، درسگاہیں،خانقاہیں، دینی مراکز،مسلمانوں کی جمعیت،طاقت،اور منبر ومحراب کا وجود نہیں تھا اس دور میں اسلام کی دعوت وتبلیغ کا کام کتنا دشوار رہا ہوگا؟۔سامان سفر،مسافت کے ذرائع جب اس شان سے مہیا نہ تھے جواب ہیں۔ان حالات میں ہند کے گوشے گوشے میں اسلام کی شمع روشن کرنا،اور جبل ودشت، بادیات و قریات،شہر وقصبات، ہر خطے ہر ہر مقام پر بانگ تکبیر بلند کرنا اور آواز حق پہنچانا کتنا دشوار کام رہا ہوگا؟۔کفر وشرک کے اندھیروں میں ایمان ویقین کا اجالا پھیلانا۔ سب کے بس کی بات نہیں ہے۔حضور مدار پاک کا انتخاب بارگاہ رسالت علیٰ صاحبھا



الصلاۃ والسلام سے اس فریضہ کیلئے ہوا تھا۔ پہلے جنتی کھانا کھلایا گیا جسے کھانے کے بعد پھر کبھی کھانے کی حاجت نہ ہوئی، نہ آپ پر ضعف و پیری طاری ہوئی، نہ ہی رنجیدگی واَزردگی کے شکار ہوئے، ایسا بہشتی حُلّہ پہنایا گیا کہ وہ کبھی میلا ہوا نہ ژولیدہ،اور بارگاہ رسالت سے باطن میں آپ کو تمام علوم ومعارف اور زبان وبیان کے علوم عطا ہوئے،تا کہ اہل ہند کے اصحاب زبان وبیان میں کارِ تبلیغ ڈھنگ سے ہو سکے،گویا اھل ہند کے لیئے سب سے موزوں اور باصلاحیت شخصیت کو منتخب کر کے ہندوستان بھیجا گیا،منشائے رسالت کے مطابق آپ نے ہندوستان کے ہر گوشے، ہر طبقے، ہر قوم اور ہر خطے میں دعوت اسلام پہنچائی،اور فیضان رسالت کو عام کیا۔اہل ہند کے ہر سماج میں آپ کی قبولیت عام وتام ہوئی۔آنے والی نسلوں کے لیئے آپ نے بہترین پلیٹ فارم تیار کیا۔بالآخر بشارت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کے مطابق 818ھ میں مکن پور میں قدم رنجہ فرمایا،اور اسکو شرافت و سکونت کا مرکز بنایا۔پھر مکن پور کو خیر آباد کر کے 838ھ میں دنیا کو خیر باد کہا۔آپ کا تصرف حیات ومَمات میں یکساں ہے۔آج بھی مخلوق آپ کے مرقد منور سے فیضیاب ہو رہی ہے،اور ہدایت پا رہی ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے۔۔
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے۔۔

کتاب "معارف قطب المدار"

حضور قطب المدار سید احمد بدیع الدین قدس سرہ کے تذکرہ وتذکار پر مشتمل اس کم علم بے بضاعت کی طرف سے ایک حقیر سانذرانہ ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

میں نے مختلف رسائل میں اسے پہلے مضامین کی شکل میں قسطوں میں شائع کرایا تھا، اب سخت بیماری کے عالم میں توفیق الٰہی میسر ہوئی کہ اسے کتاب کی شکل دے دی جائے اور مدار پاک کی اس امانت کو اہل علم کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ پس اب یہ بفضل پنجتن قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے بعض حصے کی ٹائپنگ جناب عزیز القدر سید منیر عالم ابن سید شہزاد عالم مداری نے بڑی محنت سے کی، ان کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں، اور عزیز الاعزّ مولانا مفتی سید منور علی مداری کا بھی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے سخت عدیم الفرصتی کے باوجود بالاستیعاب کتاب کی پروف ریڈنگ کر کے آپ تک اسے پہونچانے میں میری مدد کی پھر بھی اگر کوئی کوتاہی نظر آئے تو قارئین مجھ بیمار کا قصور سمجھ کر مجھے مطلع فرمائیں، اور میرے عزیز مولانا محمد نستعین ابن اختر خان مداری اور میرے چھوٹے فرزند علی سعد سلّمہٗ اللہ المنّان اور اپنے جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء کے جملہ اساتذہ وملازمین کا بھی بہت مشکور ہوں جنہوں نے میرے حوصلے کو طاقت بخشی اور مسلسل اپنی محبتوں سے نوازا، اور بعض کاموں میں میری معاونت کی۔ میں ان سب کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت کا شرف بخشے اور اسے عام قبولیت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# باب اوّل: بیعت وخلافت کا بیان

## بیعت ومریدی کیا ہے؟

بیعت کا لغوی معنی عہد وپیمان کے ہے عرف شرع میں بیعت ومریدی ایک خاص قسم کے عہد وپیمان کا نام ہے وہ یہ کہ محبوبان خدا اور اولیاء اللہ کے مقدس وحق پرست ہاتھوں پر گناہوں سے توبہ کرنے، نیک کام کرنے اور برائیوں سے باز رہنے کا وعدہ کر لینا اور خیر وصلاح کیلئے پیمان کر لینا اور ان کے سلسلے میں داخل ہو جانا، اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینے اور ایمان کی چہار دیواری میں مکمل طور سے داخل ہونے کا عزم محکم کر لینے کا نام بیعت ومریدی ہے۔

بلاشک وشبہ اولیائے کرام کے سلسلے میں داخل ہو جانا اور ان کا مرید ومعتقد بن جانا سعادتِ دارین اور خیر وبرکت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں اور نیک بندوں کو اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے۔

چنانچہ اپنی بارگاہ ناز میں وسیلہ بنانے والوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے خود پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:

اُولٰئِکَ الَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الۡوَسِیۡلَۃَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ وَیَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَہٗ وَیَخَافُوۡنَ عَذَابَہٗ. (پ ۱۵، ع ۵)

اللہ کے مقبول بندے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے (تاکہ جو سب سے زیادہ مقرب ہو اس کو وسیلہ بنائیں) وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت صاحب معالم التنزیل ارشاد فرماتے ہیں:

مَعْناه یَنْظُرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ اَلَی اللّٰہِ فَیَتَوَسَّلُوْنَ بِه.

آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ غور کرتے ہیں کہ کون لوگ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں تا کہ ان کو اپنے لئے وسیلہ بنائیں۔

اس تفسیر سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو اپنا وسیلہ بنانا اور ان کے دست حق پرست پر بیعت ومرید ہونا اسلاف کرام کا طریقہ اور ایک مستحسن اقدام ہے۔ ایک اور مقام پر قرآن حکیم اپنے بہترین لطائف کے ذریعے تلاشِ مرشد کی دعوت اس طرح دیتا ہے کہ:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِه.

(پ ٦، ع ٩)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو اس امید میں کہ تم کامیابی پا جاؤ گے۔

آیت کریمہ کے جملوں کا حسن ترتیب فلاح احسان کی دعوت دیتا ہے اس کیلئے تقویٰ شرط ہے تو پہلے اس کا حکم ہوا کہ ''اِتَّقُوا اللّٰہ'' اللہ سے ڈرو! اب جبکہ تقویٰ پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادتاً بے وسیلۂ شیخ، بیحد مشکل ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں سلوک سے پہلے پیر کی تلاش کو مقدم فرمایا کہ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ اس لئے کہ '' اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ''، یعنی پہلے ہمسفر تلاش کرو پھر راستہ چلو۔

اب جبکہ سامان سفر مہیا ہو گیا تو اصل مقصود کا حکم دیا گیا کہ ''جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِه''، اس کی راہ میں مجاہدہ کرو لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تا کہ فلاحِ احسان پا جاؤ۔



# مریدی کی قسمیں

بیعت ومریدی کی دو قسمیں مشہور ہیں۔

اول بیعت برکت — دوم بیعت ارادت

## بیعت برکت

محض حصول برکت کیلئے کسی سچے سلسلے میں داخل ہو جانا بیعت برکت ہے۔ آج کل یہ بیعت عام طور سے رائج ہے یہ بیعت بھی بہت مفید اور دنیا وآخرت میں کارآمد ہے۔ محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور ان کے سلسلے سے منسلک ہو جانا بذات خود ایک سعادت ہے۔

بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

یعنی بلبل کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ پھول کا دوست ہو جائے۔ حدیث قدسی ہے **ھم القوم لایشقی بھم جلیسھم** یعنی یہ اللہ والے ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں رہتا بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور فیضیاب ہو جاتا ہے

(رواہ البخاری فی کتاب الدعوات وابن حبان فی الصحیح.

139/3 والبیھقی فی شعب الایمان 399/1)

قرآن مجید میں تین مقامات پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر اہل ایمان کے بیعت کرنے کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا. (سورہ فتح آیت ۱۰)

ترجمہ:(اے محبوب!) جولوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر جو تیرا ہاتھ ہوتا ہے، دراصل ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جو شخص عہد توڑے وہ درحقیقت اپنے نفس ہی پر عہد توڑتا ہے۔ اور جو شخص اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

(۲) صلح حدیبیہ کے وقت چھ ہجری میں بیعت رضوان لی گئی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا.

(سورہ فتح ، آیت ۱۷)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا جب کہ وہ درخت کے نیچے محبوب تجھ سے بیعت کررہے تھے۔ تو ان کے دلوں میں جو تھا، وہ اللہ کے علم میں تھا پس ان پر سکینہ واطمینان نازل فرمایا اور انہیں جلد ہی فتح سے ہمکنار فرمایا۔

(۳) فتح مکہ کے بعد سرکار کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت اعمال صالحہ خاص عورتوں سے لی اس موقع پر ارشاد پروردگار اس طرح ہوا:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (سورۂ ممتحنہ آیت ۱۲)

اے محبوب نبی! جب مومنہ عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے



آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گڑھ لی ہوں اور کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ انہیں بیعت فرمالیں اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں بیشک اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

نیز اس بیعت سے ان محبوبان خدا کے غلاموں سے مشابہت مطلوب ہے اور ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

(مشکوۃ حدیث 277، جلد چہارم)

## بیعت ارادت

اس بیعت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے ارادہ واختیار سے باہر ہوکر اپنے آپ کو مرشد برحق کے ہاتھوں میں سپرد کردینا اور ہر آسانی ودشواری اور ہر خوشی وناگواری کی حالت میں پیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ اس کے کسی حکم میں چوں وچرا نہ کرنا اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہوکر رہنا۔ یہ بیعت مسنون ہے یہ سالکین کی بیعت کہلاتی ہے۔ بزرگان دین اور اولیائے کاملین کا یہی طریقہ ہے۔ یہی بیعت حضور اقدس ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لی ہے چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وَعَلٰی اثرۃٍ علینا وان لانُنَازِعَ الامر اھلہ وعلی ان نقول بالحق اینما کنا لانخاف فی اللّٰہ

لومة لائم. (مسلم ج ۲، ص ۱۲۵)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری اور ہر خوشی وناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں وچرانہ کریں گے اور جہاں رہیں گے حق اور سچ بولیں گے۔

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی ارکان اسلام پر کبھی اعمال صالحہ ادا کرنے پر اور کبھی کفار کے مقابلے ثابت قدم رہنے پر۔ قرآن مجید ایسی بیعت پر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی شہادت دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْھِمْ.** (سورہ فتح ، آیت ۱۷)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا جب کہ وہ درخت کے نیچے محبوب تجھ سے بیعت کررہے تھے۔ تو ان کے دلوں میں جو تھا، وہ اللہ کے علم میں تھا پس ان پر سکینہ واطمینان نازل فرمایا۔

مزید ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ اے محبوب!

**اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا.** (سورہ فتح رکوع ۸، آیت ۹)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے اپنے بیعت کا عہد توڑا تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا۔ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے (پیر کے ہاتھ پر) اللہ سے کیا تھا



تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے بڑا ثواب دے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مختلف بیعتیں رائج تھیں۔

قبولِ اسلام کی بیعت، خلافت کی بیعت، ارکان دین کی اقامت کی بیعت، تقوی اختیار کرنے کی بیعت، ہجرت کرنے، جہاد کرنے کی بیعت اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وپیروی کی بیعت، موجودہ دور میں پیری مریدی کا یہی مقصد ہے۔

# پیرومرشد کی قسمیں

پیرومرشد کی دوقسمیں ہیں

(۱)مرشد عام (۲)مرشد خاص

## مرشد عام

مرشد عام کی تفصیل میں کلام اللہ، کلام الرسول کلام ائمہ شریعت وطریقت اور کلام علمائے دین واولیاء کاملین شامل ہیں۔

بایں طور کہ عوام کا ہادی کلام علمائے حق ہے اور علماء کا رہنما کلام ائمہ اور ائمہ کا مرشد احادیث رسول اور رسول کا پیشوا کلام الٰہی ہے۔ ظاہری فلاح ہو یا باطنی بغیر اس مرشد کے کسی کو نہیں مل سکتا جو اس سے جدا ہوگا وہ گمراہ اور اسکی عبادت تباہ وبرباد ہوگی۔

## مرشد خاص

یہ ہے کہ بندہ کسی ایسے مرشد وپیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے جو ضروریات دین کو جانتا ہو۔ سنی صحیح العقیدہ ہو صحیح الاعمال اور جامع شرائط بیعت ہو اللہ کے ولیوں کی روش پر ہو۔

# مرشد خاص کی اہمیت وضرورت

یوں تو انجام کار سبقت عذاب کے بعد ہر مومن کیلئے نجات لازمی ہے کسی پیری مریدی پر موقوف نہیں اس کیلئے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیرومرشد جاننا کافی ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے تاہم بغیر غذاب کے اول وہلہ میں نجات اور دخول جنت نصیب ہوجائے اس کی دوصورتیں ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص رحم وکرم سے بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرمادے (اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اس جماعت میں شامل فرمائے آمین)

کہ اعلان خداوندی ہے:

**یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ.** (سورہ فتح، آیت ۱۴)

کہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بے شمار اہل کبائر بھی ایسی فلاح پائیں گے (اے اللہ ہم کو بھی اس فضل عمیم میں شامل فرما)۔

دوم: یہ کہ انسان کے اعمال، افعال، اقوال اور احوال ایسے ہوں کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پوری پوری امید ہو کہ بلاحساب وکتاب اور بغیر سبقت عذاب جنت میں داخل کیا جائے گا اس دوسری صورت کی بھی دو قسمیں ہیں:

اول: یہ کہ قلب اور جسم دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالائے نہ کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے اور نہ صغیرہ پر اصرار کرے۔ نفس کی خواہشات اگر دور نہ ہوں تو کم از کم معطل اور بیکار ضرور رہوں۔

دوم: یہ کہ قلب وقالب برائیوں سے خالی اور فضائل سے آراستہ کرکے شرک خفی کی ریشہ



دوانیاں دل سے دور کی جائیں یہاں تک کہ تجلیات الٰہیہ کے علاوہ کچھ ظاہر نہ ہو۔ دل ارادۂ غیر سے خالی ہو، غیر نظر سے معدوم ہو اور حق حقیقت جلوہ فرما ہو۔

# جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان

ان دونوں قسموں کی فلاح کیلئے ایک کامل پیر ومرشد کی سخت ضرورت ہے ایسی ہی کامیابی کیلئے سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ چنانچہ سیدنا شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ:

**روی عن ابی زید انه قال من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان .**

جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیشوا شیطان ہے۔

اور رسالہ قشیریہ میں سیدنا ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے ارشاد ہے کہ:

**یجب علی المرید ان یتأدب بشیخ فان لم یکن له استاذ لایفلح ابدا. هذا ابو یزید یقول من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان.**

مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے اس لئے کہ بے پیرا کبھی فلاح نہیں پائیگا یہ ہیں بایزید (بسطامی) جوفرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔

# حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کا قول

(ولادت: ۶۰۵ھ۔ وفات: ۲۴۷ھ)

حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ فرماتے ہیں:

ہر کہ بے پیر پیرش ابلیس است
این سخن معتبر در افواہ است

یعنی یہ بات بہت ہی معتبر ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر ابلیس ہے۔

اسی بارے میں بزرگوں سے یہ حدیث بھی منقول ہے:

**من مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة.**

(صحیح مسلم رقم ح: 1801)

یعنی جو مرید ہوئے بغیر مرا گویا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

سیدنا تراب علی قلندر فرماتے ہیں:

ہر کہ نگرفت دامن پیرے
طفل نادان و مرد گمراہ است
پیر رابگزیں کہ بے پیراین سفر
ہست بس پُرآفت و خوف وخطر

کہ جس نے کسی پیر کا دامن نہیں پکڑا وہ گویا ناسمجھ بچہ اور گمراہ آدمی ہے۔ پیر کو منتخب کرلو کیونکہ بغیر پیر کے یہ دنیاوی دینی سفر آفتوں اور خوف وخطر سے بھرا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں کہ:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ بود

میں اس وقت تک مولائے روم مرجع خلائق اور محبوب خاص وعام نہیں ہوسکا جب تک کہ حضرت شمس تبریز کے مریدوں میں شامل نہیں ہوگیا۔



# مقام پیر

ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کے رسول مصطفےٰ جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو وہی افراد محبوب ہیں جو اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے کی کوشش کرتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس مققصد کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔

(عوارف المعارف ص ۲۲۲، مطبوعہ دہلی)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وصف کا تذکرہ اپنے ارشاد میں فرمایا ہے یہ مرتبہ مشیخیت یعنی پیری اور دعوت الی اللہ کا ہے۔ مشائخ پیران عظام لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اور خدا کے بندوں کا رشتہ خدا سے جوڑتے ہیں اس راہ میں ان کی کوششیں بارگاہ الٰہی میں قبولیت پاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرنے لگتا ہے اسی بناء پر طریقۂ تصوف میں شیخ کا مرتبہ ایک اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے۔

(عوارف المعارف)

مشائخ کرام اور پیران عظام اللہ تعالیٰ کے وقار سے آگاہی کے ذریعہ ہیں کہ مرید ان سے ظاہری و باطنی ادب حاصل کرتے ہیں چونکہ پیران عظام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دی جاتی ہے لہٰذا وہ اس کے مستحق ہیں کہ ان کی پیروی کی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهِ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ .

یعنی یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔

نوٹ: شیخ اور پیر معنوی باپ اور روحانی مربی ہوتا ہے۔

# پیرومرشد پیغمبر کے مثل ہے

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حق کی نیابت میں شیخ ، پیرومرشد پیغمبر کے مثل ہے پس مشائخ اپنے زمانے میں حق کے نائب ہیں۔ (فتوحات مکیہ)

حدیث نبوی **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** سے بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

**دخوله فی حکم الشیخ ، دخوله فی حکم اللّٰه ورسوله واحیاء لسنة المبایعة.**

پیر کے حکم کے ماتحت ہونا اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کے زیر حکم ہونا ہے اور سنت مبایعت کو زندہ کرنا ہے۔عوارف المعارف )

حضرت ابوتراب علی نقشبندی کاکوری فرماتے ہیں:

پنجۂ پیر نقش اللہ است
کئے ازیں رمز ہر کس آگاہ است
**از یداللّٰه فوق ایدیهم**
شد نصیبم کہ مرشد اللہ است

پیر کا پنجہ اللہ پاک کا نقش ہے۔ہر شخص بھلا کب اس راز سے آگاہ ہے۔
**یداللّٰه فوق ایدیهم** کی رو سے یہ میرا نصیب ہے کہ میرا مرشد اللہ ہے۔



# پیر کیسا ہونا چاہئے

**(۱)** ایسے پیر سے مرید ہونا چاہئے جس کا سلسلہ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو بیچ میں کہیں سلسلہ منقطع نہ ہو ورنہ فیضان مصطفوی کا حصول ناممکن ہوگا اور مرید کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ وآلہ علیہ وسلم سے متصل نہ ہوگا۔

کچھ لوگ بغیر مرید ہوئے بنا اجازت وخلافت کے اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں اور پیری مریدی شروع کردیتے ہیں یہ عمل ناجائز ہے ایسے لوگوں سے مرید ہونا بے فیض ہے جس طرح بانجھ عورت سے اولاد کی امید نہیں اسی طرح ان سے اجرائے فیض کی امید بے سود ہے۔

**(۲)** پیر کیلئے لازم ہے کہ عقیدہ اس کا درست ہو، سنی صحیح العقیدہ ہو اس لئے کہ سنی صحیح العقیدہ ہی فیضان نبوت کا سچا وارث ہوسکتا ہے۔گمراہ، بدمذہب اور بدعقیدہ کا سلسلہ توشیطان تک پہنچتا ہے اس سے رحمانی فیوض ملنا ناممکن ہے۔آج کل بہت سارے بدمذہب جیسے ناصبی اور خارجی وغیرہ حصول جاہ وزر کیلئے مکروفریب سے پیری مریدی کررہے ہیں ایسے لوگوں سے ہوشیار وخبردار رہنا چاہئے۔

کسی نے بہت خوب کہا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
بس بہر دستے نباید داد دست

اے دوستو! بہت سے ابلیس انسان کی شکل بنائے ہوئے ہیں بہت ہوشیار وخبردار رہنا چاہئے ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔بہتر ہے کہ سادات کرام سے مرید ہو کہ ان کے دامن تھامنے سے گمراہی کا خطرہ کم رہتا ہے۔

**(۳)** پیر کا عالم ہونا ضروری ہے یعنی اتنا علم ضروری ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسری

ضروریاتِ دین بقدرِ ضرورت جانتا ہو عقائد اہلسنت سے پوری طرح واقف ہو، کفر واسلام اور ہدایت وگمراہی کے درمیان خوب فرق کر لیتا ہو۔ ورنہ ایک دن اپنی ہی جہالت سے حق پیری کھو بیٹھے گا اور شیطان کا مسخرہ بن کر رہ جائے گا۔ پیر کو ضروریات دین کا جانکار، سخی، حلیم اور بلند اخلاق ہونا چاہیئے۔

(۴) پیر کو متقی پرہیز گار اور باعمل ہونا چاہیئے۔ اس کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ شیطان کی مکاریوں اور نفس کی برائیوں سے خبردار ہو اور فسق وفجور سے بیزار ہو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت کی شمع اس کے دل کے قندیل میں فروزاں ہو اور وہ شریعت کی راہ پر مضبوطی سے گامزن ہو۔

# مجلس شیخ میں مرید کے آداب

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حسن الادب ترجمان العقل۔ حسن ادب عقل کا ترجمان ہے۔ اور ایک بزرگ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ تصوف پورا کا پورا ادب ہے ہر مقام کیلئے مخصوص ادب ہے اور ہر حال کیلئے ادب ہے پس جو کوئی ادب کو اختیار کرتا ہے وہ مرد کامل کی منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جو ادب سے محروم ہوتا ہے وہ مقام قرب سے دور اور مقام قبولیت سے مردود ہو جاتا ہے۔

☆ پس مرید کیلئے بہترین طرز ادب یہ ہے کہ پیر کے حضور میں مکمل خاموشی اختیار کرے اور اس وقت تک گفتگو نہ کرے جب تک پیر خود اس کے قول وفعل اور احوال کی بھلائی کیلئے کلام کی ابتدا نہ کرے۔ پیر کی طرف سے اگر گفتگو کی اجازت مل جائے تو بلند آواز میں گفتگو نہ کرے اس لئے کہ بلند آواز سے گفتگو کرنا وقار کے منافی ہے جب پیر کا وقار دل میں بیٹھ جاتا ہے تو زبان تکلم سے باز رہتی ہے۔ شیخ کا وقار تکلم سے مانع ہوتا ہے۔ دیکھا گیا ہے



کہ بعض مریدوں پر پیر کا رعب اس قدر غالب ہوتا ہے کہ وہ پیر کو نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتے۔ صحابہ کرام محفل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔

## حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کا ادب بارگاہ رسالت میں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں اتنی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے جیسے کوئی سرگوشی کرنے والا بھائی اپنے دوسرے بھائی سے کان میں کچھ کہہ رہا ہو اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی بارگاہ رسالت میں کچھ عرض کرتے تو ان کی آواز اتنی ہلکی اور پست ہوتی تھی کہ جب تک ان سے دوبارہ دریافت نہیں کیا جاتا تھا ان کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ یہ آوازوں کی پستی اور دھیماپن صرف اس لئے تھا کہ سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر کہیں ان کی آواز بلند نہ ہو جائے کہ بارگاہ ربوبیت میں باز پرس ہونا پڑے۔

☆ بے اجازت پیر بہت زیادہ گفتگو کرنے سے بھی احتراز کرے۔

☆ پیر کو نام لے کر نہ پکارے بلکہ القاب وآداب سے پکارے۔

☆ مرید جب پیر کی خدمت میں حاضر ہو اور اس کے پاس پہنچے تو عجلت نہ دکھائے اور اس وقت کا انتظار کرے جب اس کا پیر اپنی خلوت گاہ سے باہر آئے اس سلسلے میں سورۂ حجرات کی یہ آیت پیش نظر رکھے وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (سورۂ حجرات) اور اگر یہ اس وقت تک صبر کرتے جب تک آپ ان کیلئے باہر نکلیں تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا۔

☆ مرید کو پیر کی خدمت میں ایک خادم کی حیثیت سے رہنا چاہیئے ہم نشین اور ساتھی کی حیثیت سے نہیں۔

☆ مرید پیر کے کام میں اعتراض اور چون و چرا نہ کرے اگر اپنی کم علمی کے سبب پیر کا کوئی فعل ناگوار گذرے تو یہ سمجھے کہ پیر اپنی علم وحکمت کی زبان سے مناسب توجیہ کرے گا۔ ایسے معاملے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصے کو ذہن میں تازہ کرے کہ کس طرح حضرت خضر علیہ السلام کے کاموں کو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام ناپسند کرتے تھے مگر جب حضرت خضر علیہ السلام نے ان افعال کے حقائق اور رازوں سے پردہ اٹھادیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام اعتراضات ختم ہوگئے۔

☆ مرید اپنے احوال کی کوئی بات پیر سے نہ چھپائے اور جن احوال کے اظہار میں شرم وحیا آتی ہو ان کو اشارۃً و کنایۃً بیان کرے۔

☆ مرید اپنے روحانی حالات وواقعات اور مکاشفات پر پیر سے رجوع کئے بغیر بھروسہ نہ کرے کیونکہ پیر طریقت کا علم اس سے کہیں زیادہ اور وسیع تر ہے اور اس کا دروازہ اللہ کی جانب کھلا ہوا ہے پس کوئی حال یا واقعہ مرید پر من جانب اللہ نازل ہوا تو پیر اس کی مدافعت کرے گا اور اس حال کو جاری رہنے دے گا اور اگر اس حال میں کسی شک وشبہ کا شائبہ ہے تو پیر کے توسط سے اس کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

☆ مرید اپنے آپ کو پیر کے حوالے کردے اور اس کی رائے کو تسلیم کرے اور تمام معاملات میں اس کی صواب دید کا پابند ہو۔

☆ مرید اس وقت تک اپنے پیر کی صحبت میں نہ بیٹھے جب تک اس کو اس بات پر کامل یقین نہ ہوجائے کہ اس کا شیخ اس کی اصلاح وتادیب کا ذمہ دار ہے اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اس کا پیر ہی زیادہ سے زیادہ اصلاح کرسکتا ہے۔ کیوں کہ اگر وہ کسی دوسری شخصیت سے بھی اپنی اصلاح حال کا متوقع ہے تو اس صورت میں وہ اپنے پیر سے زیادہ استفادہ نہیں کرسکے گا



اور اس پیر کی بات ایسے مرید پر اثر نہیں ڈالے گی کیونکہ اس کا باطن پیر کے روحانی فیض کی قبولیت کی استعداد کامل نہیں رکھتا ہے۔ یہ فیض تو صرف اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ مرید صرف ایک ہی پیر سے وابستہ رہے اور اسی کو تسلیم کرے اور اس کی پیری پر اعتماد کامل کرے۔ اس کی فضیلت کو پہچانے اور اس سے محبت کا رشتہ قوی کرے جس قدر محبت کا رشتہ قوی ہوگا اسی قدر مرید پیر سے روحانی فیض کا اکتساب کرسکے گا۔

**تنبیہ**: ایک شاگرد یا مرید کیلئے اپنے استاد یا پیر کی عظمت کا کس قدر پاس دار ہونا چاہئے اس حدیث پاک سے اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

**مَنْ عَلَّمَ عَبْدًا آيةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ مَوْلَاهُ. يَنْبَغِيْ لَه اَنْ لَايَاخُذَ لَه وَلَايَسْتَاثِرُ عَلَيْهِ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَصم عروة من عرى الاسلام .**

(عوارف المعارف)

جس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت بھی سکھائی تو وہ اس کا استاذ ہے اس کو چاہئے کہ وہ اس استاذ کو کبھی رسوا نہ کرے اور نہ اپنے کو اس پر ترجیح دے اور جس نے اس کو رسوا کیا یا اس پر ترجیح دی اس نے اسلام سے ایک رشتہ کو توڑ دیا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد رسول ہے کہ:

**لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُبَجِّلْ كَبِيْرَنَا وَيُرْحَم صغيرَنَا وَيَعْرِفُ لِعَالِمِنَا حَقَّه.**

وہ ہم میں سے یعنی ہماری جماعت میں سے نہیں ہے جس نے اپنے بڑے کا احترام نہیں کیا اور چھوٹے پر رحم نہیں کیا۔ اور ہمارے علماء کا حق نہیں پہچانا۔

# مرید کرنے کا طریقہ

بیعت لینے اور مرید کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی بیعت کا خواستگار آئے اور اپنے مرید ہونے کی درخواست کرے تو پیر کو پہلے دیکھنا چاہئے کہ یہ واقعی قابل بیعت ہے کہ نہیں اگر اس میں بیعت کی صلاحیت پائی جاتی ہے تو اس سے معلوم کرے کہ اس سے پہلے کسی کے ہاتھ پر بیعت ہوا ہے یا نہیں اگر وہ نفی میں جواب دے تو اس کے آباء واجداد کا حال دریافت کرے کہ وہ کس سلسلہ سے منسلک ہیں وہ جس سلسلہ کا نام لے اگر اس سلسلے میں مرید کرنے کی اجازت ہو تو اس سلسلہ میں مرید کرلے اور اگر اس سلسلہ کی اجازت نہ ہو تو صاف صاف اس سے معذرت کردے کہ مجھے اس سلسلہ کی اجازت نہیں ہے البتہ اس کے علاوہ فلاں فلاں سلسلے میں مرید کرسکتے ہیں اب تم (مرید) بتاؤ کہ اس سلسلے میں مرید ہونا چاہتے ہو یا نہیں اگر اس سلسلہ میں وہ مرید ہونے کا خواہاں ہو تو بلا جھجک اسے مرید کرلے۔

وہ اس طرح کہ پہلے مرید ہونے والے کو پیر حکم دے کہ وہ تازہ غسل یا وضو کرے پھر بہ نیت توبہ وانابت دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے نماز سے فارغ ہوکر جب تک بیعت و مرید نہ ہو جائے کوئی بات نہ کرے اگر شیرینی میسر ہو تو تھوڑی شیرینی پیر کے روبرو لائے پیر اس ہونے والے مرید کو اپنے مقابل دوزانو اس طرح بیٹھائے کہ گھٹنوں سے گھٹنے ملے ہوں اور جیسے مصافحہ کرتے ہیں اس طرح اس کا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں تھام لے اس طرح کہ پیر کا ہاتھ اوپر ہو اور مرید کا ہاتھ نیچے۔ پھر تعوذ اور تسمیہ اور کلمہ طیبہ اور استغفار اس سے کہلائے اور زبان وقلب سے ہر چھوٹے بڑے گناہ سے توبہ کرائے اور نیکیوں پر قائم رہنے کی تاکید کرے پھر شیرینی



پر بزرگان طریقت کے نام کا فاتحہ پڑھ کر پیر اپنے ہاتھ سے مرید کو دے اور تاکید کردے کہ وہ اسے کھا جائے یا شربت ہو تو نوش کرجائے مرید بنانے کا یہ آسان تر طریقہ ہے جو میرے بزرگوں نے مجھے بتایا ہے۔

**نوٹ**: عورتوں کو مرید بناتے وقت ان کا ہاتھ ہاتھ میں نہیں لیا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ عورتوں کو بیعت بالکلام کرتے تھے جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

(مسلم ج ۲، ص ۱۳۱)

# تجدید بیعت

اگر شیخ اوّل کی بیعت سے پورے طور سے سکون قلبی حاصل ہے تو تجدید بیعت کی ضرورت نہیں ہے، ہاں! اگر وہ سکون قلبی میسر نہ آسکا تو مرید کو اختیار ہے ضرورت جانے تو کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر دوبارہ حصول برکت کیلئے مرید ہوسکتا ہے شیخ اول کے ہاتھ پر بھی بوقت ضرورت تجدید بیعت کرسکتا ہے۔

بعض بزرگوں نے شیخ کامل سے مرید ہونے کے بعد دوسرے کسی شیخ سے مرید ہونے کو جائز نہیں ٹھہرایا ہے فرمایا کہ ''لَا یُفْلِحُ مُرِیْدٌ بَیْنَ شَیْخَیْنِ''یعنی دو پیروں کے درمیان مرید فلاح نہیں پاتا۔ البتہ دوسرے کامل پیر سے فیضان حاصل کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ البتہ سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت ہونے کے بعد مزید کسی سلسلے میں طالب ہونے کی کوئی رسم بزرگان سلسلہ سے مسموع نہیں ہے البتہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ سلسلوں کے مشائخ و پیران عظام نے سلسلہ عالیہ مداریہ میں کثرت سے نسبت مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل کی ہے۔

## طالب ہونا

اگر کوئی شخص کسی دوسرے پیر کا مرید ہے اور کسی پیر کے پاس بہ نیت بیعت آئے تو اس کو مرید نہیں کرنا چاہیئے ہاں طالب بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ طالب ہونا درحقیقت بہت سے بزرگوں سے کسب فیض کرنا ہے اور بے شمار اولیاء امت نے اپنے اپنے زمانوں کے بہت سارے بزرگوں سے اکتساب فیض کیا ہے۔

## طالب بنانے کا طریقہ

تبرک اور حصول برکت کیلئے طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کی صورت کلمہ طیبہ و توبہ و استغفار پڑھایا جائے پھر نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ اور شریعت پر قائم رہنے کی تاکید و نصیحت کی جائے اور جس سلسلے میں طالب بنایا ہے اس سلسلے کا شجرہ عنایت کر دیا جائے تاکہ وہ طالب پابندی سے شجرہ شریف پڑھ کر فیضیاب ہوتا رہے اور اپنی اس نسبت کو مضبوط بنائے رکھے۔

## بیعت کرنے کے آداب

شیخ کو چاہیئے کہ مرید کو حکم کرے کہ وہ سب سے پہلے طہارت حاصل کرے پھر نفیس و پاکیزہ کپڑا پہنے خوشبو لگائے اور پاک و صاف جگہ کا انتخاب کرے جہاں اسے بیعت ہونا ہے۔ اپنے اعزہ و اقارب کو مدعو کرے تاکہ وہ بھی شاہد ہوں کہ فلاں شخص نے آج سے اپنے گناہوں سے تائب ہو کر نیکیوں کے راستے پر چلنے کا قصد کر لیا ہے اور اللہ والوں کی جماعت میں داخل ہونے کی بشارت سے مشرف ہونے والا ہے۔ پھر کچھ شیرینی و تبرک کا اہتمام کرے۔ مرید ہونے کے بعد پیر شیرینی و تبرکات سے استعمال فرما کر کچھ مرید کے حوالے کرے تاکہ وہ بھی کھائے



اور موانست و محبت میں اضافہ کرے۔ چاہیئے کہ شیخ مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کرے۔ البتہ بغیر ہاتھ میں ہاتھ لئے بھی بیعت منعقد ہو جاتی ہے۔ اور مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر کو بزرگوں کے طریقے پر کچھ نذور و فتوح پیش کرے اور شیرینی و تبرکات کو تقسیم کر دے اور اگر ممکن ہو تو اعزہ و اقارب کو اچھے کھانے پر دعوت کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا اَیُّ الْاَعْمَالِ خَیْرٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِقْرَاءُ الضَّیْفِ. ترجمہ۔ یعنی صحابی رسول علیہ السلام نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہترین عمل کیا ہے؟ جواب مرحمت فرمایا۔ کھانا کھلانا اور سلام کو رواج دینا اور مہمان نوازی کرنا سب سے اچھے اعمال ہیں۔ (حدیث متفق علیہ ہے)

## بیعت کے فوائد

بیعت سے سنت مُبَایَعَتْ کا احیاء ہوتا ہے بیعت کے وقت جب مسلمان خلوص دل سے توبہ کرتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَہٗ گناہ سے توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو جاتا ہے گویا اب اس کے احوال ایسے شخص کی طرح ہو گئے کہ جس کے پاس کوئی گناہ نہیں ہو۔ مرید جب شیخ کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو اس سے رذائل زائل ہونے لگتے ہیں اور وہ اخلاق حسنہ اور خصائل فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف ہونے لگتا ہے۔ اس کی باطنی کثافتیں دور ہونے لگتی ہیں اور اس کا قلب نور ایمان سے منور ہونے لگتا ہے۔ شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں اسے لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور طریقت کی برکات سے استفادہ

کرنے لگتا ہے۔قرب کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں اور بالآخر مجلس شیخ کی ہم نشینی کے لائق ہو جاتا ہے۔

## خرقۂ خلافت

تصوف کی اصطلاح میں خرقہ خلافت دستار پگڑی، جبہ اور اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے شیخ اپنے مرید کو خلافت یا جانشینی کے وقت عطا کرتا ہے اسے خرقہ درویشی اور خرقہ طریقت بھی کہا جاتا ہے۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ طہارت نفس اور تزکیۂ باطن کی علامت کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور شرف وعزت کا ظاہری نشان مانا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسرار نبوت اور حقائق ولایت کی علامت پوشیدہ ہے۔جو اس خرقہ کی صورت میں ودیعت کی گئی ہے جو حضرت علی مولیٰ المرتضیٰ علیہ السلام کو عنایت کئے تھے۔حضور مدار پاک کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے خرقہ لباس بہشت کی صورت میں عطا کیا گیا تھا۔

## خرقۂ خلافت کا ثبوت

خرقۂ خلافت فقر کے بارے میں تمام ارباب تصوف متفق ہیں چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء راحت القلوب اور سیر الاولیاء میں خواجگان چشت سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العزت سے خرقۂ حاصل کیا ہے جب معراج سے واپس تشریف لائے تو صحابہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ میں نے خرقہ حاصل کیا ہے اور مجھے فرمان ہوا ہے کہ کسی کو دوں اس کے بعد پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی



اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر یہ خرقہ تم کو دوں تو کیا کرو گے انہوں نے کہا۔میں صدق سے کام لوں گا اور اطاعت کروں گا اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ خرقہ تم کو دوں تو کیا کرو گے انہوں نے عرض کیا کہ عدل وانصاف کروں گا۔اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ تم کو دوں تو کیا کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا میں۔انفاق کروں گا اور سخاوت سے کام لوں گا اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ تم کو دوں تو کیا کرو گے۔انہوں نے جواب دیا کہ میں پردہ پوشی کروں گا اور بندگان خدا عز وجل کے عیب چھپاؤں گا۔پس پیغمبر علیہ السلام نے وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان ہوا تھا کہ جو شخص یہ جواب دے خرقہ اس کو دوں۔

## روایت دیگر

دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ السامی لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ اسی پر مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ صمدیت سے ایک کپڑا لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا آپ نے اس کے چار حصے کئے اور ایک حصہ حضرت ابوبکر کو ایک حصہ حضرت عمر کو ایک حصہ حضرت عثمان بن عفان کو اور ایک حصہ حضرت علی ابن ابی طالب کو دیا اور فرمایا کہ اس کی حفاظت کرنا اور بوقت ضرورت لے آنا۔ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا اصحاب مذکورین سے طلب فرمایا تین آدمی گئے اور اسے نہ پایا حضرت علی نے اس کے چاروں حصے لاکر حضرت اقدس کی بارگاہ میں پیش کیا۔فرمان ہوا مبارکباد اسے پہنو اور پہناؤ۔

# خلافت صغریٰ وخلافت کبریٰ

حضرت شیخ محمد مینا چشتی میر سید محمد گیسو دراز کی کتاب جامع الکلم سے یہ ملفوظ نقل کرتے ہیں کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام سے دوقسم کی ہے (۱) کبریٰ (۲) صغریٰ۔ خلافت کبریٰ خلافت باطن ہے اور خلافت صغریٰ خلافت ظاہر ہے اور اجماع امت یہ ہے کہ خلافت کبریٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مخصوص تھی اور خلافت صغریٰ کے متعلق امت میں اختلاف ہے۔ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ پہلے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔ شیعہ اور رافضی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ہے۔ ناچیز مؤلف کہتا ہے کہ خلافت صغریٰ اولاً امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے تھی ان کے بعد حضرت فاروق اعظم کیلئے ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کیلئے اور ان کے بعد سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تک یہ نعمت پہنچ گئی۔ اور ان کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوئی۔ اور ان کے اوپر ہی اس کا اختتام ہوگیا اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہوگیا۔ حدیث شریف میں ہے:

**خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم یوتی الله الملک من یشاء. رواه ابو داؤدفی السنن وفی الترمذی عن سفینة انه قال الخلافة فی اُمَّتی ثلاثون سنة ثم ملک بعد ذالک.**

ترجمہ: یعنی نبوت کی خلافت ۳۰؍سال ہے پھر اس کے اختتام کے بعد اللہ پاک ملک عطا فرمائے گا جسے چاہے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے سنن میں کیا ہے اور ترمذی میں حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری خلافت راشدہ میری امت میں ۳۰؍سال رہے گی اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔



حضرت میر سید جمال الدین محدث روضۃ الاحباب میں صحیح مسلم و بخاری سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع ادا کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو راستے میں غدیر خم کی منزل پر جو جحفہ کے قریب ہے پہنچ کر نماز عصر اول وقت میں ادا کی اس کے بعد اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا اَلَسۡتُ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ کیا میں مومنوں کیلئے ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے عالم بقا کی طرف طلب کیا گیا اور میں نے قبول کرلیا تم کو جاننا چاہئے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے۔ یعنی قرآن مجید اور اہلبیت! تم ان کو قبول کرلو اور احتیاط کرنا کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اور ان کے حقوق کس طرح ادا کرتے ہو اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس دونوں ساتھ ساتھ آئیں گے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنۡ وَّالَاہُ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے اے اللہ دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھتا ہے۔ **وعاد من عاداه** اور دشمن ہو اس کا جو علی کا دشمن ہے۔ وَانۡصُرۡ مَنۡ نَصَرَہٗ اور امداد کر اس کی جو علی کی مدد کرے وَاخۡذُلۡ مَنۡ خَذَلَہٗ اور رسوا کر اس کو جو علی کو رسوا کرنے کی کوشش کرے۔ **وادرالحق ماهو حیث کان** اور حق اس کے ساتھ رکھ جہاں بھی وہ ہو۔ روایت ہے کہ قدوہ اصحاب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے علی! آج صبح سے آپ ہر مومن مرد و عورت کے مولا بن چکے ہیں۔

رو از برائے سرور دین خویش تاج ساز
زخاک پاک جوانمرد وال من والاہ

از دل عداوت او دور دار تا نخوری
از تیغ لفظ بنی زخم عاد من عاداہ

یعنی اے! جا! اپنے دین کی خوشی کیلئے تاج بنا۔ کس چیز سے؟ اس جواں مرد کے پاؤں کی خاک سے جس کے حق میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "**وال من والاہ**" یعنی اے اللہ تو محبت کر اس سے جو محبت کرتا ہے علی سے۔

اور علی کی عداوت سے اپنے دل کو پاک رکھ تا کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ "**وعاد من عاداہ**" کی تلوار سے تو زخمی نہ ہو سکے۔

## چار پیر

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پیدائش 15 ستمبر 601ء مطابق 13 رجب المرجب 23 سال قبل از ہجرت نبوی وصال 29 جنوری 661ء مطابق 21 رمضان 40ھ ہجری سے خرقۂ خلافت چار شخصیتوں کو پہنچا ہے جن کو چار پیر کہتے ہیں۔

(۱) حضرت امام حسن علیہ السلام جن کی پیدائش 4 مارچ 625ء مدینہ منورہ۔ مطابق رمضان 3ھ ہجری۔ وصال 669ء مطابق 50 ہجری۔ 28 صفر المظفر ہے۔ بعض نے 49 ہجری تحریر کیا ہے۔ وصال کے وقت کل عمر شریف 47 یا 48 سال بتائی جاتی ہے۔

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام جن کی پیدائش جنوری 626ء 3 شعبان 4ھ اور شہادت 10 اکتوبر 680ء مطابق 10 محرم الحرام 61ھ کربلا میں ہے۔

(۳) حضرت خواجہ کمیل ابن زیاد ابن نہیک نخعی کوفی یمنی۔ پیدائش 633ء ہے وصال 82 ہجری مطابق 701ء ہے۔ حجاج بن یوسف الثقفی نے قتل کرایا۔ اوّل درجہ کے تابعین میں سے ہیں۔ حضرت مولیٰ علی کے ساتھ جنگ صفین میں



شرکت فرمائی۔ اپنی فوج کے معزز اور مطاع تھے۔

(۴) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی پیدائش 21ھ م 641ء ہے اور وفات 110ھ م 728ء ہے۔ (مقدمہ مرأۃ الاسرار)

## چودہ خانوادے

ان چاروں پیروں میں سے حضرت خواجہ حسن بصری سے متاخرین صوفیا کے نزدیک چودہ سلسلے مشہور ہوئے جو چودہ خانوادے کہے جاتے ہیں اور ان چودہ خانوادوں سے بیشمار ذیلی سلسلے وجود میں آئے جن میں سے کچھ سلسلے عرب وعجم میں زیادہ مشہور اور رائج ہوئے اور کچھ کم۔

## پہلا سلسلہ یا خانوادہ

زیدی یا زیدیان ہے جو حضرت شیخ العباد ابو عبیدہ بصری خواجہ عبد الواحد بن زید (متوفی 177 ہجری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے آپ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی تربیت حاصل کر کے خلافت واجازت حاصل کی تھی۔

آپ نے آخری وقت میں وہ خرقۂ خلافت جو حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا (21ھ۔110ھ) حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ (متوفی 187ھ) کو عطا فرمایا اور دوسرا خرقہ جو حضرت خواجہ کمیل بن زیادہ رضی اللہ عنہ (متوفی 701 عیسوی مطابق 82 ہجری) سے حاصل کیا تھا ابو یعقوب السوسی کو مرحمت فرمایا اور ان دونوں بزرگوں سے یہ دونوں سلسلے جاری ہوئے۔

# دوسرا سلسلہ یا خانواہ

عیاضیہ یا عیاضیان ہے جو حضرت خواجہ فضیل بن عیاض متوفی 187ھ سے منسوب ہے آپ خلیفہ تھے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔ دیگر مشائخ وقت سے بھی آپ نے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ سے ایک عالم نے فیض حاصل کیا اور عیاضیان کہلائے۔

# تیسرا سلسلہ یا خانوادہ

تیسرا سلسلہ یا خانوادہ ادھمی یا ادہمیان ہے جو حضرہ خواجہ ابراہیم ابن ادہم متوفی 161ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کو تین بزرگوں سے خرقۂ خلافت ملا ہے۔ آپ ایک مدت تک حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت وصحبت میں رہے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے بھی تربیت وخلافت حاصل کیا اس کے بعد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک کی تربیت مکمل کی اور امام علیہ السلام کی خلافت سے مستفیض ہوئے۔

# چوتھا سلسلہ یا خانوادہ

چوتھا سلسلہ یا خانوادہ ہبیر یہ یا ہبیر یان ہے جو حضرت خواجہ ابوہبیر ہ امین الدین بصری متوفی 287ھ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ ابوہبیر ہ امین الدین بصری شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ ابوقتادہ حذیفہ مرعشی شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت ابراہیم بن ادہم



رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ کے مریدین ہبیر یہ یا ہبیر یان کہلاتے ہیں۔ حضرت حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلطان بایزید بسطامی سے بھی صحبت ملی تھی آپ کو علم لدنی حاصل تھا آپکا وصال ۱۴ رشوال ۲۵۲ھ یا ۲۵۳ھ کو ہوا۔

# پانچواں سلسلہ یا خانوادہ

چشتیان ہے جو حضرت خواجہ علی دینوری سے جاملتا ہے آپ حضرت خواجہ ابو ہبیر ہ امین الدین بصری رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ حضرت حذیفہ مرعشی شامی رضی اللہ عنہ کے اور وہ حضرت خواجہ ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ کو جو نعمت اور امانت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام وحضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہم السلام اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی صحبت سے ملی تھی آخری عمر میں سب خواجہ حذیفہ مرعشی شامی رضی اللہ عنہ کے حوالہ فرمائی۔ حضرت خواجہ علی دینوری رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ ابواسحٰق شامی چشتی متوفی 329ھ رضی اللہ عنہ کو اجازت وخلافت سے نوازا جن سے سلسلۂ چشتیہ مشہور ومعروف ہوا۔ یہ پانچوں خانوادے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔

# چھٹا سلسلہ یا خانوادہ

چھٹا سلسلہ یا خانوادہ عجمیوں کا ہے جو حضرت خواجہ حبیب عجمی متوفی 156ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے آپ مرید وخلیفہ عظیم ہیں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے آپ اکثر مشائخ کے مقتدا اور سرحلقہ ہیں۔

# ساتواں سلسلہ یا خانوادہ

ساتواں سلسلہ یا خانوادہ طیفوریان ہے جو سلطان الاولیاء سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ ولادت 136ھ وفات ۵ر شعبان 261ھ۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک سو سولہ مشائخ کی صحبت پائی آپ بارہ سال تک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے اور ان سے خلافت حاصل کی نیز آپ کو حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔

آپ کی عظمت شان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے تذکرۃ الاولیاء میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اولیاء اللہ میں بایزید بسطامی کا مقام ویسے ہے جیسے فرشتوں میں جبریل امین کا مقام۔ آپ کے مرید طیفوری کہلاتے ہیں آپ کے چار خلفاء کا ذکر اکثر کتابوں میں آتا ہے شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ لیکن سلسلۂ طیفوریہ کی شہرت واشاعت عرب وعجم میں حضرت شیخ احمد بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ہے۔ عام طور سے سلسلہ عالیہ مداریہ کو سلسلۂ طیفوریہ مداریہ بھی کہتے ہیں اور طبقاتیہ مداریہ بھی اسی سلسلے کا نام ہے بعض کتب میں شامیہ مداریہ بھی تحریر ہے۔

# آٹھواں سلسلہ یا خانوادہ

آٹھواں سلسلہ یا خانوادہ کرخیان ہے جو حضرت معروف کرخی (متوفی 200ھ) رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے آپ کو حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ



عنہ کی غلامی، خدمت اور صحبت نصیب ہوئی اور اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے۔ حضرت داؤد طائی نے بھی خرقۂ خلافت سے مشرف فرمایا ہے۔

# نواں سلسلہ یا خانوادہ

نواں خانوادہ سقطیان ہے جو حضرت خواجہ سری سقطی متوفی 253ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

# دسواں سلسلہ یا خانوادہ

جنیدیان ہے جو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی متوفی 297ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا سلسلہ بھی بہت شہرت پذیر ہوا اور بڑے بڑے اکابر آپ کے سلسلے میں پیدا ہوئے۔

# گیارہواں سلسلہ یا خانوادہ

گاذرونیوں کا ہے جو حضرت خواجہ ابواسحاق گاذرونی متوفی 426ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ آپ مرید وخلیفہ حضرت ابوعبداللہ خفیف کے ہیں اور وہ حضرت خواجہ ردیم کے اور وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

# بارہواں سلسلہ یا خانوادہ

بارہواں خانوادہ طوسیان یعنی طوسیوں کا ہے جو شیخ علاء الدین طوسی متوفی 560ھ کے نام سے منسوب ہے آپ حضرت خواجہ وجہ الدین ابوحفص کے مرید وخلیفہ ہیں۔ سلسلۂ طوسیہ چھ واسطوں سے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

# تیرہواں سلسلہ یا خانوادہ

تیرہواں خانوادہ سہروردیوں کا ہے جو شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی متوفی 563ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے آپ بھی حضرت شیخ وجہ الدین ابوحفص کے مرید وخلیفہ تھے۔

شیخ وجہ الدین ابوحفص اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہما کے درمیان چار واسطے پائے جاتے ہیں۔ نیز شیخ ابونجیب نے خرقۂ خلافت شیخ احمد العرلاء سے بھی حاصل کیا تھا اور شیخ احمد اور سید الطائفہ کے درمیان پانچ واسطے ہیں۔

# چودہواں سلسلہ یا خانوادہ

چودہواں سلسلہ یا خانوادہ فردوسیوں کا ہے جو حضرت نجم الدین کبریٰ متوفی 618ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ اکابر فردوس میں سے تھے۔ شیخ وجہ الدین ابوحفص کے اشارے سے حضرت شیخ ابونجیب سہروردی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ نفحات الانس میں علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ نے حضرت شیخ عمار یاسر سے جو ابونجیف سہروردی کے اعظم اصحاب سے تھے بھی تربیت حاصل کر کے نور علی نور ہوئے۔ حضرت شیخ ابونجیف سہروردی کا سلسلہ چھ واسطوں سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے پیوست ہوتا ہے۔

الغرض فردوسی، سہروردی، طوسی اور گازرونی یہ چاروں سلسلے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے اور ان کے ذریعے سے حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے اور ان کے ذریعے سے حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے پیوست ہوتے ہیں



اور یہ ساتوں سلسلے حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے جا ملتے ہیں اور ان کے بعد ان کے والد محترم حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر ان کے بعد ان کے والد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کے والد محترم حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد حضرت امام حسین علیہ السلام بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ یہ نو سلسلے یا خانوادے حضرت سیدنا حبیب عجمی سے منسوب ہیں۔ یہ چودہ خانوادے حضرت مولیٰ علی علیہ السلام سے منسوب ہیں۔ مشائخ نقشبند کا سلسلہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بتوسط حضرت امام جعفر صادق ملتا ہے۔

چار پیر اور چودہ خانوادوں کا مختصر ذکر پورا ہوا۔ ان چودہ خانوادوں سے سیکڑوں فروعی سلسلے نکلے جو عالم میں مشہور و مروج ہوئے یہ جو عوام میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ چار سلسلے ہیں قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ نقشبندیہ تو اس کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور سلسلہ نہیں ہے۔ یہی چاروں اصل سلسلے ہیں باقی سب ان کے فروعی ہیں ایسا سوچنا اور خیال کرنا محض باطل گمان ہے ایسا کہنے والا جاہل و نادان ہے۔

صاحب کشف المحجوب حضرت سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل تصوف کے بارہ گروہ صاحب مذہب ہیں۔ ان میں سے ہر گروہ تصوف میں ایک مخصوص مذہب رکھتا ہے۔ ان میں سے دو گروہ مردود ہیں ایک گروہ حکماء یعنی فلاسفہ کا جو حلولی ہیں یعنی عقیدۂ حلول رکھتے ہیں حلول کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں ذات حق اس طرح حلول کئے ہے جس طرح پانی میں شکر یہ عقیدہ خلاف اسلام ہے اسلئے کہ اس سے خدا کیلئے متعدد وجود لازم آتا ہے حالانکہ خدا کا ایک وجود ہے وحدت الوجود۔

دوسرا گروہ حلاجیوں کا ہے جو ترک شریعت اور الحاد و بے دینی سے منسوب ہیں سوائے حسین بن منصور حلاج اور ان کے خاص ساتھیوں کے اور ان میں سے باقی دس گروہ مقبول ہیں۔

پہلا گروہ: محاسبیہ کا ہے جو ابوعبد حارث محاسبی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ دوسرا گروہ قصاریہ کا ہے جو ابو صالح حمدون القصار سے تعلق رکھتا ہے۔ تیسرا گروہ طیفوریہ جو ابو یزید طیفور بسطامی سے متعلق ہے (اسی سلسلۂ طیفوریہ سے سلسلہ مداریہ نکلا ہے۔) چوتھا گروہ جنیدیہ ہے جو ابی القاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتا ہے۔ پانچواں گروہ نوریہ ہے جو ابوالحسن نوری سے تعلق رکھتا ہے۔ چھٹا گروہ سہیلیہ ہے جو سہل ابن ابی عبداللہ تستری سے تعلق رکھتا ہے۔ ساتواں گروہ حکیمیہ ہے جو ابی عبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی سے تعلق رکھتا ہے۔ آٹھواں گروہ خفیفیہ ہے جو ابی عبداللہ محمد بن خفیف سے تعلق رکھتا ہے۔ نواں گروہ خرازیہ ہے جو ابی سعید خراز سے تعلق رکھتا ہے۔ دسواں گروہ سیاریہ ہے جو ابی العباس سیاری سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سب محققین اور اہل سنت و جماعت ہیں یہ دسوں گروہ پاک و پسندیدہ طریق والے ہیں۔

## دیگر بارہ سلسلے

## پہلا سلسلہ بدیعیہ مداریہ

یہ سلسلہ حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے(242ـ838ھ)۔(۲) آپ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سلطان العارفین بابزید بسطامی عرف طیفور شامی (متوفی 261) رضی اللہ عنہ کے (۳) وہ حضرت خواجہ حبیب عجمی (متوفی 156ھ) رضی اللہ عنہ کے (۴) وہ حضرت خواجہ حسن بصری (21ھ-110ھ) رضی اللہ عنہ کے (۵) وہ حضرت مولیٰ



علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے۔ نیز آپ اویسی بھی ہیں اور نسبت مہدویہ بھی آپ کو حاصل ہے جبکہ جعفریہ وحسینیہ وحسنیہ نسبتیں آپ کو وراثت میں ملی تھیں۔

## دوسرا سلسلہ قادریہ وغوثیہ

یہ سلسلہ حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی سے جاملتا ہے۔(۱) آپ شیخ ابوسعید مخزومی رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے (۳) وہ شیخ ابوالحسن علی القرشی کے (۴) وہ شیخ ابو الفرح طرطوسی کے (۵) وہ شیخ ابو الفضل عبدالواحد یمنی کے (۶) وہ شیخ ابوبکر شبلی کے (۷) وہ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ایک خرقۂ خلافت جدی طریق سے بھی ملا ہے جو حضور سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جاملتا ہے۔ لیکن رشدی سلسلہ ہی طریقت میں زیادہ مشہور ہے۔

## تیسرا سلسلہ یسویہ

اس سلسلے کے بانی حضرت خواجہ احمد یسوی ہیں آپ یوسف ہمدانی کے مرید وخلیفہ ہیں وہ خواجہ علی الفارمدی کے وہ خواجہ ابوالقاسم گرگانی کے وہ ابوعثمان مغربی کے وہ خواجہ ابو علی کاتب کے وہ ابو علی رودباری کے وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔

## چوتھا سلسلہ نقشبندیہ

اس سلسلے کا ظہور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے ہے۔ آپ حضرت امیر علی کلال کے مرید وخلیفہ ہیں وہ خواجہ محمد سماسی کے وہ خواجہ علی رامتینی کے وہ خواجہ محمود

ابوالخیر فغنوی کے وہ خواجہ عارف دیوگیری کے وہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے وہ خواجہ یوسف ہمدانی کے وہ خواجہ علی فارمدی کے وہ چار واسطوں سے سید الطائفہ جنید بغدادی کے رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

## پانچواں سلسلہ نوریہ

پانچواں سلسلہ نوریہ ہے یہ سلسلہ شیخ ابوالحسن نوری سے منسوب ہے آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد تھا آپ بغبوری کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کو خرقۂ خلافت حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے ملا ہے،آپ نے ذوالنون مصری کو بھی دیکھا ہے۔

## چھٹا سلسلہ خضرویہ

یہ سلسلہ خواجہ احمد خضرویہ سے شروع ہوا آپ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ حاتم اصم رضی اللہ عنہ کے وہ حضرت شفیق بلخی کے وہ حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہما کے۔

## ساتواں سلسلہ شطاری عشقیہ

ہندوستان میں یہ سلسلہ حضرت عبداللہ شطاری سے شروع ہوا آپ حضرت شیخ محمد عارف کے مرید وخلیفہ تھے وہ شیخ محمد عشقی کے وہ شیخ خدا قلی ماوراءالنہری کے وہ شیخ ابوالحسن عشقی خرقانی کے وہ شیخ ابوالمظفر مولانا ترک طوسی کے وہ شیخ بازید عشقی کے وہ شیخ محمد مغربی کے وہ سلطان العارفین بابزید بسطامی کے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

**نوٹ**: حضرت عبداللہ شطاری کو سلسلۂ مداریہ میں بھی اجازت وخلافت حاصل ہے۔



## آٹھواں سلسلہ حسینیہ نجاریہ

یہ سلسلہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری رحمہ الباری سے منسوب ہے آپ کا جدی سلسلہ اس طرح ہے آپ کے پیر سید احمد کبیر بخاری ان کے پیر سید جلال اعظم بخاری ان کے پیر ابوالموید بخاری ان کے پیر سید جعفر بخاری ان کے سید محمود بخاری ان کے سید احمد ان کے سید عبداللہ ان کے سید علی اشقر ان کے حضرت امام علی نقی ان کے حضرت امام علی تقی ان کے امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا درویش نہ رہ گیا جس کی صحبت سے آپ مشرف نہ ہوئے ہوں اور اخذ فیض نہ کیا ہو آپ نے ایک سو چالیس سے زائد مشائخ واہل ارشاد سے خلافت واجازت حاصل کی ہے لیکن مکمل تربیت وارشاد حضرت شیخ رکن الدین سہروردی ملتانی اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے حاصل کی۔آپ کو سلسلہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت وخلافت بھی حاصل ہے جو براہ راست امام سلسلہ سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار سے ہے۔آپ کے بعد یہ کمالات آپ کے ذریعے اور متعدد بزرگوں سے خلافت حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی ہے۔

## نواں سلسلہ زاہدیہ

یہ سلسلہ حضرت خواجہ بدرالدین زاہد سے موسوم ہے۔آپ خواجہ فخر الدین زاہد کے مرید وخلیفہ تھے وہ سات واسطوں سے سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔

## دسواں سلسلہ انصاریہ

اس سلسلے کا مرجع حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہیں جن کو پیر ہرات بھی کہتے ہیں یہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کے مرید وخلیفہ تھے۔

## گیارہواں سلسلہ صفویہ

یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اوربیلی رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا آپ حضرت شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ چار واسطوں سے شیخ ابونجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

## بارہواں سلسلہ عیدروسیہ

اس سلسلے کا منبع حضرت میر سید عبداللہ مکی العیدروس ہیں آپ شیخ ابوبکر کے مرید وخلیفہ تھے وہ شیخ عبدالرحمٰن کے وہ شیخ مولیٰ کے وہ شیخ علی کے وہ شیخ علوی کے وہ شیخ محمد بن علی المقتدر کے وہ شیخ ابومحمد مدین مغربی کے وہ چند واسطوں سے حضرت جنید بغدادی کے مرید وخلیفہ ہیں۔

## سلسلہ قلندریہ

سلسلہ قلندریہ یہ بھی ایک مشہور سلسلہ ہے یہ چند سلسلے کے لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ محمد قلندر اوران کے مریدین کا ایک گروہ کثیر تھا جو یہ عظیم القدر مشرب قلندریہ رکھتا تھا ان کے علاوہ شاہ حیدر قلندر شاہ حسین بلخی اوران کے



مرید۔ نیز شیخ شمس الدین تبریزی، مولانا روم اوران کے اصحاب اور دیگر اہل اللہ مثلاً شیخ فخر الدین عراقی خواجہ اسحاق مغربی خواجہ حافظ شیرازی وغیرہم۔ ہر سلسلہ کے بہت سے شہباز قلندریہ مشرب رکھتے تھے اور ابدال اکثر اسی مشرب پر ہوتے ہیں۔ اخبار الاخیار مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں مشرب قلندریہ نے شاہ خضر رومی سے شہرت پائی وہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں قلندری لباس میں حضرت خواجہ قطب الارشاد قطب الدین اوشی قدس سرہ کی خدمت میں دہلی آکر مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے تربیت کے بعد خرقۂ خلافت ان کو عطا کیا۔ اور رخصت کیا لیکن لباس قلندری کو تبدیل نہ کیا جونپور کے علاقے میں شاہ نجم الدین قلندر آپ کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ شیخ شاہ قطب الدین بینا دل شیخ محمود قلندر لکھنوی شیخ عبدالرحمٰن لاہرپوری اسی سلسلے میں تھے۔ حضرت شیخ شرف بوعلی قلندر پانی پتی رضی اللہ عنہ کا شمار اس سلسلے کے شہبازوں میں ہوتا ہے۔ ان کا بیت ہے

گر بو علی نوائے قلندر نہ نواختے
صوفی بودے ہرآنکہ درعالم قلندر است

یعنی اگر بوعلی قلندرانہ نغمہ نہ الاپتے تو جو جہان میں جو قلندر ہیں سب صوفی ہوتے قلندر کوئی نہ ہوتا۔

☆☆☆

# باب دوئم: ولایت کا بیان

## ولایت

ولایت کا لغوی معنی ہے حاکم ہونا، کسی کا ولی ہونا، یار ہونا، دوست ہونا، کسی کے کام کا ذمہ دار ہونا، نصرت و دوستی، حکومت امیری اور نزدیکی بندہ کی خدا سے۔

(لغات کشوری)

اصطلاح شریعت میں ولایت ایک قرب خاص کو کہتے ہیں کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ اور اپنی نیابت کے لائق بنادیتا ہے۔

## ولایت سے متعلق چند ضروری مسائل وعقائد

**مسئلہ:** ولایت وہبی شئی ہے محض اعمال شاقہ سے یہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی البتہ غالباً اعمال صالحہ اس عطیۂ الٰہی کیلئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو یہ ابتداءً مل جاتی ہے۔

**مسئلہ:** ولایت بے علم کو نہیں ملتی۔ خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیئے ہوں۔ چونکہ اولیاء انبیاء کے علوم و معارف اور اسرار و مکاشف کے وارث ہوتے ہیں اور کوئی نبی بے علم نہیں ہوا اسی لیے لازم ہے کہ اولیاء بھی علم والے ہوں تاکہ وراثت نبوت کے حقدار ہوسکیں۔ نیز وراثت میں انبیاء کرام نے علوم وعرفان کی دولت ہی چھوڑی ہے اس لئے وارثین انبیاء کیلئے عالم نہ ہونا بعید از قیاس ہے۔



**عقیدہ:** تمام اولیاء اولین و آخرین سے اولیائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یعنی اس امت کے اولیاء افضل ہیں گزشتہ امتوں کے اولیاء سے۔

**عقیدہ:** تمام اولیائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ معرفت وقرب الٰہی والے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ اور ان میں افضلیت کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے زیادہ معرفت وقرب سیدنا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو ہے پھر امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو ہے پھر امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو ہے پھر مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو ہے۔ ان کے بعد سیدنا امام حسن علیہ السلام کو ہے ساری عورتوں کی سیدہ سیدۃ کائنات بی بی فاطمہ زہرا ہیں بضعہ رسول علیہ السلام ہونے کی وجہ سے ان کی شان الگ ہے۔ خود مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ سب سے افضل بعد انبیاء حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق ہیں لیکن ہم اہلبیت پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔

**ہاں!** مرتبۂ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کریمین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت سیدنا عثمان غنی اور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اور اس کا اجرا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہی کیا تو جملہ اولیائے مابعد نے سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے یہ نعمت پائی اور انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

**عقیدہ:** طریقت منافی شریعت نہیں بلکہ یہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور وہ محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح

کفر والحاد ہے۔

**مسئلہ:** کوئی ولی کتنا ہی عظیم ہو احکام شرعیہ کی پابندی سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔

بعض جہلاء جو یہ بکتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے اور راستہ کی حاجت ان کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے ان کیلئے سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

**صدقوا لقد وصلوا ولکن الی این ؟ الی النار.**

وہ سچ کہتے ہیں بے شک وہ لوگ پہنچے مگر کہاں؟ جہنم میں البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہوتو اس سے قلم شریعت اٹھ جائے گا مگر یہ بھی جان لیجئے کہ جو اس قسم کا ہوگا اس کی ان جاہلوں جیسی باتیں کبھی نہ ہوں گی وہ شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

**مسئلہ:** اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو کائنات میں تصرف کا اختیار دیا ہے وہ سیاہ وسفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں ۔ یہ حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ہی ان کو اختیارات وتصرفات ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں سے بہت کو ما کان وما یکون اور لوح محفوظ پر اطلاع دے دی جاتی ہے مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ وعطا سے ہوتا ہے بے وساطت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بھی غیر نبی کسی بھی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

**عقیدہ:** کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

**مسئلہ:** مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرضیکہ تمام خوارق عادات اولیاء اللہ



سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کیلئے ممانعت ثابت ہوچکی ہے جیسے قرآن حکیم کے مثل کوئی سورۃ لے آنا یا دنیا میں بیداری میں ماتھے کی آنکھوں سے آسمانوں پر بلا کر اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو کوئی اپنے لئے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے وہ گمراہ وکافر ہے۔

**مسئلہ:** اولیاء اللہ سے مدد مانگنا اور استعانت طلب کرنا محبوب ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں جب کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا تو مسلمان انہیں ایسا خیال نہیں کرسکتا۔ مسلمان کے فعل کو قبیح صورت پر ڈھالنا خوارج ونواصب کا خاصہ ہے اور ان کا فریب ہے۔

**مسئلہ:** اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری مسلمان کیلئے سعادت وبرکت کا باعث ہے۔

**مسئلہ:** ان کو دور ونزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

**مسئلہ:** اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم وادراک اور سمع وبصر حیات ظاہری کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوجاتے ہیں۔

مسئلہ: انہیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات وامر مستحب ہے عرف عام میں بطور ادب اسے نذر ونیاز کہتے ہیں یہ نذر شرعی نہیں بلکہ یہ ایسے ہے جیسے بادشاہ کو نذر دینا ان میں خصوصاً حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ زندہ شاہ مدار کی سترہویں شریف اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف اور حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی چھٹی کا فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

مسئلہ: عرس اولیاء کرام یعنی قرآن خوانی فاتحہ خوانی، نعت خوانی وعظ وتقریر اور ایصال ثواب اچھی چیز ہے۔ البتہ منہیات شرعیہ ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات مقدسہ کے پاس اور زیادہ مذموم ہیں۔

# ولی کا بیان

**ولی :** ولی کا لغوی معنی ہے محبت کرنے والا، دوست، مددگار، متصرف، کسی کام کا ذمہ دار اور کفیل، تابع، وہ نیک بندہ جو خدا کی بارگاہ میں مقرب ہو۔

کہا جاتا ہے وَاللّٰہُ وَلِیُّکَ اللہ تمہارا حافظ و مددگار رہے والمؤمن ولی اللہ۔ مومن خدا کا مطیع و فرمانبردار ہے اور وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہے۔

لفظ ولی اور ولایت کے سارے معانی مقربین بارگاہ الٰہی پر صادق آتے ہیں اور شریعت کا مقصود بھی یہی ہے کہ بندہ مومن اپنے قلب و روح کو اتنا منور و مجلی اور قوی بنالے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خلافت و نیابت کا ظہور ہونے لگے اور قلب المؤمن عرش اللہ کا مصداق بن جائے جب ایسا ہو جائے گا تو حریم دل پر صرف اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہوگی اور اس سے صرف اسی کے جلوؤں کا انعکاس ہوگا۔ اس کو کسی مقام پر بھی کسی قسم کا حزن و ملال اور خوف و ہراس نہیں ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے:

اَلاَاِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

آگاہ! بلاشبہ اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف نہیں ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہوں گے۔

وہ اولیاء اللہ جنہیں خوف اور حزن نہیں ہے قرآن مجید نے ان کی صفات کا احاطہ تفصیل سے کیا ہے چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے۔

(۱) فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ. (البقرہ ۳۸)

یعنی تو جنہوں نے میری ہدایت دین اسلام کی اتباع کی تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

مزید دوسری جگہ ارشاد ہے:



(۲) مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ(البقرۃ: ۶۲)

یعنی جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیک عمل کئے تو ان کیلئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

مزید اسی سورہ بقرہ میں ایک جگہ ارشاد ہے:

(۳) مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَهٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ(البقرۃ: ۱۱۲)

یعنی جنہوں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا اور اس عمل میں انہوں نے احسان کیا بہتر گمان ان کے لیے ان کا صلہ ہے ان کے رب کے پاس اور نہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن و ملال۔

اسی سورت میں آگے یہ بھی ارشاد ہے:

(۴) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ(البقرہ: ۲۷۴)

یعنی جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات و دن پوشیدہ طور سے اور اعلانیہ تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور آخرت میں انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ملال۔

اسی سورہ میں مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۵) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

(البقرہ: ۲۷۷)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اور نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کیلئے ان کے رب کے پاس ان کا بدلہ ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

اسی سورت مبارکہ میں ایک جگہ ارشاد ہے:

(۶) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(البقرہ: ۲۶۲)

یعنی جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر اپنے خرچ کئے کے پیچھے احسان نہیں جتاتے اور نہ ہی تکلیف پہونچاتے ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر وثواب ہے ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

سورہ آل عمران میں ایک جگہ ان کیلئے ارشاد ہے:

(۷) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(آل عمران : ۱۶۹۔۱۷۰)

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں ہرگز مرا ہوا گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ حیات والے ہیں اپنے رب کے حضور رزق پاتے ہیں وہ حیات کی اور رزق کی ان نعمتوں پر خوش رہتے ہیں جو انہیں اللہ پاک نے اپنے فضل سے عطا کیا ہوا ہے اور وہ بشارت وفرحت پاتے ہیں اپنے ان لوگوں سے جو تا حال ان سے ابھی نہیں ملے ان کے پچھلوں سے وہ خوش ہیں اس بات پر کہ انہیں بھی کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔



یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ(آل عمران: ۱۷۱)

اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتِ قرب اور وصال کے فضل سے خوش رہتے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

ایک جگہ اس طرح ارشاد ہے:

(۸) فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(الانعام: ۴۸)

تو جو لوگ ایمان لائے اور اپنی اصلاح وتزکیہ کرلیا تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غم میں رہیں گے۔

سورہ اعراف میں یوں ارشاد ہوا:

(۹) فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ .
(الاعراف: ۳۵)

یعنی جو متقی ہوگئے اور مصلح بن گئے تو اب ان پر بروز قیامت نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ رنج وغم پائیں گے۔

(۱۰) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(الاحقاف: ۱۳)

یعنی جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر شان عبودیت میں استقامت اختیار کی تو آخرت میں نہ ان پر خوف ہوگا نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

ان دسوں آیات میں اولیاء اللہ کی مختلف صفات حمیدہ کا بیان ہوا۔(۱) اولیاء اللہ کی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں (۲) اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں (۳) اولیاء اللہ اپنے رب کیلئے خود کو سونپ دیتے ہیں

اوراس عمل خودسپردگی میں اخلاص واحسان سے کام لیتے ہیں(۴) اللہ والے اپنے اموال خفیہ طوراور ظاہراً رات ودن خرچ کرتے اورانفاق میں تسلسل رکھتے ہیں(۵) اولیاء اللہ اعمال صالحات کرتے ہیں نماز قائم رکھتے ہیں اورزکوٰۃ دیتے رہتے ہیں(۶) اولیاء اللہ اللہ کی راہ میں جوخرچ کرتے ہیں اس میں وہ دے کر احسان نہیں جتاتے اورنہ ہی سائل کواذیت دیتے ہیں(۷) اولیاء اللہ راضی برضا رہتے ہیں جواللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اس پرخوش رہتے ہیں اوراپنے مسلم بھائی کی نعمتوں پر بھی وہ شاد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت وفضل پر نازافتخار کرتے ہیں(۸) اولیاء اللہ مومن ہونے کے ساتھ مصلح بھی ہوتے ہیں اپنی اورلوگوں کی صلاح وطاعت میں اصلاح فرمانے کا کام کرتے رہتے ہیں (۹) اولیاء اللہ متقی ہوتے ہیں اورتقویٰ کی ساری قسموں کواپنا لیتے ہیں(۱۰) اولیاء اللہ صرف اپنے رب کوہی اپنا معبود جانتے ہیں اورحریم ربوبیت سے ہی ان کی پرورش ہوتی ہے اوروہ ثابت قدم رہتے ہیں اوراستقامت کی شان پرقائم رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ان پرکوئی خوف طاری کیا جائے گا اورنہ ہی حزن وملال اورغم واندوہ دیا جائے گا۔ وہ نعمتوں اورفضیلتوں میں رہیں گے۔

دراصل جب بندہ اپنی ہرچیز خدا کے حوالے کردیتا ہے اوروہ خدا کا ہوجاتا ہے تو خدا بھی اس کا ہوجاتا ہے اورجس کا خدا ہوجاتا ہے ساری خدائی پراس کی حکومت ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا محی الدین ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہوطاقت بشری کے مطابق اوراس عرفان کے باوجود ظاہری وباطنی طاعت وعبادت کا پابند ہواورظاہری وباطنی گناہوں سے پرہیز کرتا ہو۔ کرامات وخوارق عادات ولایت کی شرط نہیں



اورعصمت شرط ولایت ہے لیکن ولی گناہوں سے محفوظ ہوتا ہے اورنبی معصوم۔یعنی جس وقت سے اللہ تعالیٰ بندہ سے اپنی ولایت کبریٰ کا اعلان کراتا ہے اس وقت سے ہی اللہ پاک اسے گناہوں سے محفوظ فرمادیتا ہے۔

(مراۃ الاسرار ص۲۳)

# ولایت کا مقصد

مقاصد ولایت کی تفصیل قرآن وحدیث میں کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کی مدد کرنا چاہتا ہے اس لئے ان کو اپنی ولایت عطا فرماتا ہے کیونکہ اس نے ان کی مدد کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ایک دوسری جگہ اس کا ارشاد ہے اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ. آگاہ رہو مومن کیلئے اللہ کی نصرت قریب ہے۔

یا یہ کہ محبت وخلت میں انہیں مخصوص فرما کردشمنی کے مقامات سے محفوظ رکھنے کیلئے ولایت تفویض کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ . وہ(اولیاء اللہ) خدا سے محبت کرتے ہیں اورخدا انہیں محبوب رکھتا ہے تا کہ ان کی دوستی خدا کیلئے ہواوروہ انہیں کودوست رکھے۔

اوریہ بھی جائز ہے کہ کسی کوولایت عطا فرما کراپنی طاعت پرقائم رکھے اوراپنی حفاظت وپناہ میں رکھے تا کہ وہ اطاعت الٰہی پرقائم رہیں اوراس کی مخالفت سے اجتناب کریں یہاں تک کہ ان کی حسن طاعت کودیکھ کرشیطان ذلیل ہوکر بھاگے۔

اوریہ بھی جائز ہے کہ کسی کو ولایت اس لئے عطا فرمائے کہ اس کی عقدہ کشائی سے ملک میں عقدہ کشائی ہواورتمام بندوبست اورامورتکوینیہ ان کے قبضے

میں دیگران کی دعاؤں کومستجاب اوران کے انفاس کومقبول بنائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:

**رب اشعث اغبر ذی طمرین لایُؤبَهُ وفی روایة مسلم مدفوع بالابواب لواقسم علی اللّٰه لابره.** (مشکوٰۃ المصابیح)

میری امت میں بہت سے بندگان خداایسے ہیں جوظاہراًپریشان حال، غبار آلود، لباس پھٹے ، بال بکھرے ایسے کہ لوگ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور دروازوں سے ٹھکرادیتے ہیں لیکن اگروہ بندے کسی معاملے میں اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسموں کوضرور پورا کرتا ہے۔

یعنی اگروہ قسم کھالیں کہ کل بارش ہوگی تو خداتعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرنے کیلئے ضرور بارش برسادے گا، اگروہ قسم کھالیں کہ فلاں کے گھرلڑکا پیداہوگا تواللہ تعالیٰ ان کی قسم کوپورا کرنے کیلئے ضروراس کے گھرلڑکا پیدافرمائے گا۔اسی لیے کہا گیا ہے۔

نگاہِ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

## ولی کی پہچان

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفورشامی پیرومرشدحضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھاولی کون ہے؟ آپ نے ارشادفرمایا:

**الولی هو الصابر تحت الامر والنهی** ۔یعنی ولی وہ ہے جواللہ تعالیٰ کے امرونہی کے تحت صبر کرے کیونکہ جس کے دل میں جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنی ہی وہ خدا کے حکم کی تعظیم کرے گااوراس کی مخالفت سے دوررہے گا۔نیز آپ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ فلاں شہر میں اللہ کا ایک ولی



رہتا ہے۔آپ اٹھےاوراس کی زیارت کی غرض سے سفرشروع کردیاجب آپ اس کی مسجد کے پاس پہنچے تو وہ مسجد سے نکل رہاتھا آپ نے دیکھا کہ اس کے منہ کا تھوک فرشِ مسجد پرگررہاہے آپ وہیں سے واپس لوٹ پڑے اسے سلام تک نہ کیا۔ آپ نے فرمایا ولی کیلئے شریعت کی پاسداری ضروری ہے تا کہ حق تعالیٰ اس کی ولایت کی حفاظت فرمائے اگر یہ شخص ولی ہوتا تواپنے منہ کے تھوک سے مسجد کے فرش کوآلودہ نہیں کرتا بلکہ اس کا احترام کرتا۔اسی رات حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے خواب میں دیکھاحضورنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ارشادفرمایا! اے بایزید! جوکام تم نے کیا ہےاس کی برکتیں ضرور پاؤگے۔آپ (حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں دوسرے دن ہی میں اس درجہ پرفائز ہوگیاجہاں آج تم سب مجھے یہاں دیکھ رہے ہو۔ (کشف المحجوب)

علامہ ابن حجرعسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی سے مرادوہ شخص ہے جوعالم باللہ اورطاعت پرمواظبت کرنے والا اورعبادت میں مخلص ہو۔

(فتح الباری شرح البخاری)

حضرت ابوعلی جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

**الولی هو الفانی فی حاله والباقی فی مشاهدة الحق لم یکن له عن نفسه اخبار ولامع غیر اللّٰه قرار.** (کشف المحجوب)

**ترجمہ:** ولی وہ ہے جواپنے حال میں فانی اورمشاہدۂ حق میں باقی ہےاس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ اپنے حال کی خبردےاورنہ اسے غیراللہ سے سکون وقرار حاصل ہوتا ہے۔

کیونکہ خبردینا تو بندے کے احوال سے تعلق رکھتا ہے۔جب بندے کے احوال ہی فنا ہوگئے تواس کی خبردینا کیسے درست ہوسکتا ہے۔جب وہ خدا کے سوا کسی

سے آرام پا ہی نہیں سکتا تو اپنے احوال کی خبر دوسرے کو کیسے دے سکتا ہے کیونکہ اپنے حال کی خبر کسی دوسرے کو دینا گویا حبیب کے اسرار کو منکشف کرنا ہے جو غیبی حال سے متعلق ہے اور حبیب کے حال کا انکشاف غیر حبیب پر محال ہے۔ نیز جب ولی مشاہدے سے ہوتا ہے تو مشاہدے میں غیر کی رویت محال ہوتی ہے جب غیر کی رویت تک کا امکان نہیں تو غیر سے سکون وقرار تو بعید از قیاس ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

**اَلْوَلِیُّ مَنْ لایَکُوْن لَه خَوْفٌ لِاَنَّ الخَوفَ ترتب بِمَکرُوه یَحِلُّ فِی الْمُستَقبِلِ اَو انتظارُالمَحْبُوبِ یَفُوتُ فِی المُستَانِفِ وَالوَلِیُّ این وقتُه ، لَیْسَ لَه وَقتٌ مُستقبلٌ فُیُخَافُ شَیئًا کَمَا لاخَوفَ لَه وَلارَجَاء لَه لاَنَّ الرَّجَاءَ انتظَارُ مَحْبُوبٍ یَحْصِلُ اَوْمَکْرُوْه یُکْشِفُ وَذَالِکَ فِی الثَّانِی مِنَ الوَقْتِ وَکَذَالِکَ لایَحْزَنُوْنَ مِنْ حَزُوْنَةِ الْوَقْتِ .**

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ولی کو خوف نہیں ہوتا کیونکہ خوف اس مکروہ چیز کو کہتے ہیں جس کے آنے سے دل میں ناگواری یا جسم پر کوئی سختی آئے یا حاصل شدہ محبوب چیز کے گم ہونے کا خدشہ ہو۔ ولی کے پاس اتنا وقت ہی کہاں کہ وہ آنے والے لمحات کا خوف کرے۔ جس طرح ولی کو خوف نہیں ہوتا اسی طرح اسے امید بھی نہیں ہوتی، اس لئے کہ ''امید'' نام ہے کہ کسی محبوب چیز کے حاصل ہونے کا انتظار کرنا یا کسی ناگوار چیز کے دور ہونے کی آس لگانا۔

**من کان فی ضیاء الرضاء ونور الشکر وروضة الموافقة فأنّی یکون له حزن قال اللّٰه تعالیٰ اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لاَخَوفٌ عَلَیْهِم وَلاَ هُمْ یَحْزَنُوْنَ.**

یہ دوسری بات بھی وقت کے قبیل سے ہے اور ان کے پاس اتنا وقت نہیں



ہوتا۔ اسی طرح ولی کو کوئی غم بھی نہیں ہوتا کیوں کہ غم وقت کی تلچھٹ ہے جو شخص رضا کی روشنی اور شکر کی چاندنی میں ہو اسے غم کہاں؟ اللہ تعالیٰ اسی کی خبر دیتا ہے کہ خبر دار! اللہ کے ولیوں کیلئے کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم وفکر۔ ولی کی تعریف وتعارف کے بعد صوفی اور تصوف اور فقیر اور فقر کی تشریح وتوضیح اس جگہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

## تصوف

**التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیه فی التصوف .**

پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنا زیادہ پاکیزہ اخلاق ہوں گے اتنا ہی زیادہ وہ صوفی ہوگا۔

## تصوف کی حقیقت

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

**التصوف نعت اقیم العبد فیه قیل نعت للعبد ام للحق فقال. نعت الحق حقیقة ونعت العبد رسم.**

تصوف ایک صفت ہے جس میں بندے کو قائم کیا گیا ہے۔ کسی نے پوچھا یہ حق کی صفت ہے یا بندے کی؟ آپ نے فرمایا اس کی حقیقت حق کی صفت ہے اور اس کی ظاہری رسم وحالت بندے کی صفت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی حقیقت بندے کی صفت کی فنا چاہتی ہے اور صفت بندگی کی فنا حق کے ساتھ بقا کی صفت ہے اور یہ صفت حق ہے اور اس کی ظاہری رسم وحالت بندے کی دائمی ریاضت ومجاہدے کی مقتضی ہے اور دائمی مجاہدہ بندے کی

صفت ہے۔

حضرت ابوالحسن نوری رضی اللہ عنہ جو اولیائے متقدمین میں سے ہیں آپ کے نزدیک نفسانی خواہشات سے دستبردار ہوجانے کا نام تصوف ہے۔ فرماتے ہیں: **التصوف ترک کل حظ للنفس** ۔یعنی تصوف تمام نفسانی لذات وخواہشات سے دست کشی کا نام ہے۔

اسی مضمون کو حضرت ابوعمرو دمشقی رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

**التصوف رویۃ الکون بعینِ النقص بل غض الطرف عن الکون.**

یعنی جہاں کو نقص وعیب کی آنکھ سے دیکھنے کا نام تصوف ہے بلکہ دنیا سے منہ پھیر لینے کا نام تصوف ہے۔

اس لئے کہ دنیا سے آنکھیں بند کر لینے میں ربانی بصیرت کی بقا ہے۔

اور حضرت حصری علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ دل کو مخالفت کی کدورت سے پاک وصاف رکھنے کا نام تصوف ہے۔

ناچیز مؤلف ابوالحماد کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کے ساتھ کما حقہ اوامر الٰہیہ پر عمل کرنا اور منہیات شرعیہ سے باز رہنا اور ورع وتقویٰ اختیار کر کے قرب حق پالینا ہی اصل تصوف ہے۔

## صوفی کون ہے؟

**الصوفی اذا نطق بان نطقه عن الحقائق وان سکت نطقت عنه الجوارح بقطع العلائق.**

یعنی صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے



اظہار میں ہو اور جب وہ خاموش رہے تو اس کا معاملہ اور اس کا سلوک اس کے حال کو ظاہر کرے اور علائق سے کنارہ کشی اس کے حال پر ناطق ہو۔

مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کہے جو خود اس میں موجود نہ ہو جب وہ بولے تو اس کی ہر بات حق ہو اور جب وہ خاموش رہے تو اس کا ہر فعل فقر ہو۔

حضرت ابوالحسن نوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

**الصوفية هم الذين صفت ارواحهم فصاروا فی الصف الاوّل بين يدی الحق .**

دراصل صوفیائے کرام وہ حضرات ہیں جن کی زندگیاں کدورت بشری سے آزاد اور آفت نفسانیہ سے پاک وصاف ہو کر آرزوؤں اور تمناؤں سے بے نیاز ہوگئی ہوں یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے حضور بلند درجے اور صف اول میں آرام گستر ہوں اور ماسوی اللہ سے قطعاً کنارہ کش ہو چکے ہوں۔

حضرت ابو محمد مرتعش رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

**الصوفی لایسبق همته خطوته البته.**

صوفی وہ ہے جس کا باطن اس کے ظاہر کے ساتھ ہم قدم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ دل وہاں ہو جہاں قدم ہو اور قدم وہاں ہو جہاں دل ہو یعنی حق کے ساتھ ظاہر ہو کر خودی سے حاضر ہو۔

حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک صوفی کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: صوفی وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل کے بقدر اور اپنی فراست کے ساتھ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہیں اور اپنے نفوس کی شرارتوں سے بچنے کیلئے اپنے پیشوا اور سردار کا دامن پکڑے ہوئے ہیں۔

(عوارف المعارف)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رکھے اور اپنے دل کو کدورت کینہ اور بغض وحسد سے پاک رکھے۔ جناب ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرزند! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ صبح وشام اس حال میں بسر کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو تو ایسا ضرور کرنا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے فرزند! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ رکھا گویا اس نے مجھے زندہ رکھا اور جس نے مجھے زندہ رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔

حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو اپنے نفس کی پسندیدہ چیزوں کو ترک کردے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ساتھ اس کو سکون نہ ملے۔

# فضیلت فقر

راہ حق میں فقر ودرویشی کا بڑا مرتبہ ہے اس کی شان نرالی ہے اس کی فضیلت عظیم ہے۔ حصول فقر کیلئے بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَايَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ. (پ ۳، ع ۵)

ان فقیروں کیلئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے جاہل انہیں تونگر سمجھتے ہیں بچنے کے سبب سے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا.

(پ ۲۱، ع ۱۵)



ان کی کروٹیں خوابگاہوں سے جدا ہوتی ہیں اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف کے ساتھ امید کرتے ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فقر کو فخر قرار دے کر اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور فقر ومسکنت کو پسند کیا ہے۔ ارشاد ہے:

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ ۔(ابن ماجه 4126 والحاکم 322/4 والبيهقي 13/7 وصححه الحاکم)

یعنی فقر پر مجھے ناز ہے اور فقر تو میری سنت ہے۔ مزید ارشاد ہوتا ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ.

اے اللہ مسکینی زندگی عطا فرما مسکینی میں وفات دے اور مسکینوں کے زمرے میں اٹھانا۔ (حدیث) (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

يَدْخُلُ فُقَرَاءُ اُمَّتِي الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ نِصْفَ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ . (رواه الترمذی وابن ماجه الامام احمد،مشکوٰة)

میری امت کے فقیر دولت مندوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کے برابر ہوگا۔

ایک جگہ اور ارشاد فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میرے محبوبوں کو میرے قریب لاؤ فرشتے عرض کریں گے اے اللہ! تیرے محبوب کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ مسکین فقراء ہیں۔

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

مقام فقر کتنا بلند ہے شاہی سے
رَوِش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہئے
میرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی
دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
جس فقر سے آتی ہو بوئے اسداللّٰہی

(ڈاکٹر اقبال)

# فقیر کسے کہتے ہیں

**فقیر:** فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور کوئی چیز اسے خلل انداز نہ کرے۔ نہ وہ اسباب دنیا کی موجودگی سے غنی ہو اور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج ہو اسباب کا ہونا اور نہ ہونا دونوں اس کے فقر میں یکساں ہو بلکہ اسباب کی غیر موجودگی میں زیادہ خوش وخرم رہتا ہو۔

**فقیر:** وہ ہے جو خلق سے بے تعلق اور آدمیت کی نسبت سے بے نیاز ہو اور صرف اللہ کا محتاج رہے دونوں جہاں کو مچھر کے پر کے برابر جانے۔

**فقیر:** وہ ہے جو اللہ کے ساتھ غنی ہو۔ (شیخ ابوسعید رضی اللہ عنہ)

اس سے مراد ابدی کشف ہے جسے ہم مشاہدۂ حق کہتے ہیں۔

**فقیر:** وہ نہیں ہے جو ساز و سامان سے خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا دل آرزوؤں اور تمناؤں سے خالی ہو۔ (کشف المحجوب)

**فقیر:** وہ ہے جو اپنے اسرار باطنی کو اغراض دنیاوی سے بچائے اور اپنے نفس کو حرص وتمنا کی آفت سے محفوظ رکھے اور اس پر شریعت کے احکام وفرائض جاری کرے۔



(حضرت صائم بن محمد رضی اللہ عنہما)

سب سے افضل مقام یہ ہے کہ فقر پر صبر کو مضبوطی سے تھامے۔

(بشر حافی رضی اللہ عنہ)

**فقیر:** وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی چیز میں راحت نہ پائے۔

(حضرت شبلی رضی اللہ عنہ)

اس لئے کہ درویش خدا کے سوا کسی سے کوئی علاقہ اور واسطہ نہیں رکھتا ہے۔

**فقیر:** فقیر کی تعریف یہ ہے کہ نہ ہونے کے وقت خاموش رہے اور جب ہو تو سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ (ابوالحسن نوری رضی اللہ عنہ)

**تنبیہ:** فقیر ہرگز ہرگز وہ نہیں ہے جو دن بھر مخلوق سے بھیک مانگتا ہے اور رات بھر خدا سے غافل رہتا ہے وہ تو حریص، لالچی اور مسخرۂ شیطان ہے وہ ننگ دھڑنگ نہنگ درویش جو درویشی کا لباس پہن کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں نہ نماز، روزہ، نہ فرض ونفل، نہ ذکر وفکر، نہ شریعت وطریقت بلکہ صرف بھنگ، چرس میں مست، بکواس وفحاشی میں غرق ہیں وہ ہرگز فقیر نہیں بلکہ فقیروں کے نام پر کلنک اور دھبہ ہیں۔ ڈاکٹر اقبال شاعر مشرق اصلی اور نقلی فقیروں کی اس طرح تصویر کشی کرتے ہیں۔

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی ودلگیری
اک فقر کی مٹی میں خاصیت اکسیری
اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری
میراث مسلمانی سرمایۂ شبیری

قوت سلطان ومیراز لاالٰہ
ہیبت مرد فقیر از لاالٰہ
فقر عریاں گرمئی بدر وحنین
فقر عریاں بانگ تکبیر حسین

## مقام ولایت

اولیاء اللہ کی ولایت برحق ہے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے ان کے مراتب ومدارج **فضلنا بعضھم علی بعض** کے تحت ایک دوسرے سے فوق درفوق ہیں۔ ولی، ابطال، قطب، غوث، امامان، اوتاد، نقباء، نجبا، عمداء، مکتومان، اخیار، ابدال، ابرار، قطب الارشاد، غوث اعظم، قطب الاقطاب، قطب المدار، افراد اور فرد الافراد، مقام صمدیت، معشوقی ومقام محبوبیت۔ یہ سب ولایت کے مراتب ومدارج ہیں۔

## ولایت کے چار مراتب

حضرت شیخ حسین کشمیری ہدایت الاعمیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ چھپا نہ رہے کہ مرتبہ ولایت کے چار ہیں (۱) صغریٰ (۲) وُسطیٰ (۳) کبریٰ (۴) عظمیٰ اور ان چاروں کے ہر مرتبہ میں تین تین مقام ہیں (۱) بدایت (۲) وسط (۳) نہایت۔ پس ولایت کے بارہ مقام ہوئے۔ بدایت ولایت صغریٰ میں سب مؤمنین داخل ہیں اور ابطال صاحب نہایت مرتبۂ صغریٰ کے ہیں اور ابدالؔ صاحب مقام بدایت وُسطیٰ کے ہیں اور سیاحؔ وسط وُسطیٰ میں مقام رکھتے ہیں اور اوتادؔ نہایت وسطیٰ میں اور غوثؔ وقطبؔ کا مقام بدایت کبریٰ اور قطب الاقطاب صاحب وسط ونہایت کبریٰ کے ہیں اور بدایت عظمیٰ مقام حضرات چار یار کا ہے اور وسط اور نہایت اس کا نصیب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔



## اہل خدمات کے مراتب اور شمار

اہل خدمات کے مراتب علیحدہ علیحدہ ہیں ہمیشہ شمار میں تین سو چھپن سے کم نہیں ہوتے اول مرتبہ میں تین سو تن ہیں جنہوں نے ہوا وہوس کے طریق کو باطل کیا ہے ارباب سلوک کی اصطلاح میں ان کو ابطالؔ کہتے ہیں۔ دوسرے مرتبہ میں چالیس تن ہیں انہوں نے اپنے اخلاق ذمیمہ کو حمیدہ سے بدل ڈالا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے سانچے میں ڈھل گئے اور اللہ کی صفات سے متصف ہوگئے جیسا کہ حدیث شریف میں حکم ہے: **اتصفوا بصفات اللّٰہ وتخلقوا باخلاق اللّٰہ** یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہوجاؤ اور اللہ کے اخلاق میں ڈھل جاؤ۔ (مؤلف) اس وجہ سے ان کو ابدالؔ کہتے ہیں۔

تیسرے مرتبہ میں سات تن ہیں جن کو سیاحؔ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے ارادہ وحکم سے خلق کے انتظام اور بندوبست کے واسطے سیر وسیاحت میں مشغول ہوتے ہیں ان تین سو سینتالیس (۳۴۷) تن میں سے کسی کو ارشاد کا مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ انتظام کے سوا کسی کو کچھ فائدہ باطن کا پہنچا دیں۔ باقی نو تن اہل ارشاد ہیں ناقصوں کی تکمیل کے واسطے ان کے درجے بھی متفاوت ہیں اول پانچ تن ان کو اوتادؔ کہتے ہیں اور تین تن اور ہیں ایک غوثؔ ایک قطبؔ الاوتاد اور ایک قطب الارشادؔ اور ایک قطب الاقطابؔ ہے کہ یہ وہ ہیں جو مقرب ہیں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بے واسطہ حضرت سے مستفیض ہیں اور تمام عالم کی مخلوق انہیں قطب الاقطاب کے واسطے سے فیضیاب ہے۔ (ہدایت الاعمیٰ ص ۹۸۔۹۹)

# اولیاءاللہ کی مشہور قسمیں

حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرہ تذکرہ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ اولیاءاللہ کی بہت سی قسمیں ہیں اگر چہ ٹھیک ٹھیک سوائے ذات پاک کے کوئی نہیں جانتا لیکن مشہور یہ ہیں۔قطب المدار، قطب الارشاد، قلندر، خضر وقت، غوث، ابدال، اوتاد، صوفی الوقت، صوفی ابن الوقت۔ (تذکرہ غوثیہ مع ضمیمہ جدیدہ)

# مکتومان

حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ مکتومان کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اولیاءاللہ میں سے چار ہزار تو وہ ہیں جو پوشیدہ رہتے ہیں کہ وہ نہ تو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور نہ اپنے حال کی خوبی وجمال کو جانتے ہیں ان کی حالت خود اپنے سے اور تمام لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں اور اولیائے کرام کے اقوال اس پر شاہد وناطق ہیں۔ مجھ پر خود بحمداللہ اس کے معانی ظاہر ہو چکے ہیں۔ (کشف المحجوب اردو ص ۳۱۲)

سچ فرمایا گنج بخش نے حدیث قدسی ہے:

**اولیائی تحت قبائی لایعرفھم سوائی.**

میرے کچھ اولیاء میرے قبائے کبریائی میں مستور ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

# اخیار

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو اولیاءاللہ حق تعالیٰ کی بارگاہ کے لشکری ہیں اور مشکلات کو حل کرنے اور حل شدہ کو بند کرنے والے ہیں ان کی تعداد تین سو ہے ان کو اخیار کہتے ہیں۔



# ابدال، ابرار، اوتاد، نقباء، قطب اور غوث

اور چالیس وہ ہیں جن کو ابدال اور سات وہ ہیں جن کو ابرار اور چار وہ ہیں جن کو اوتاد اور تین وہ ہیں جن کو نقباء اور ایک وہ ہے جسے قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم اور پانچ کے قلب جبرئیل اور تین کے قلب میکائیل اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) جب وہ ایک انتقال کرتا ہے تو تین میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا کوئی بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عامۃ المؤمنین سے **فَبِھِمْ یحی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء** یعنی انہیں تین سو چھپن اولیاء اللہ کے ذریعے سے خلق کی حیات وموت، بارش کا نزول، نباتات کا اگنا اور بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔

(رواہ ابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر عن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

# اہل خدمات کے مراتب ومقامات کی فہرست

صاحب الدر المنظم نے بھی اہل خدمات کے مراتب ومقامات کی فہرست جاری کی ہے جو معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ قدرے تفصیلی بھی ہے۔ فرماتے ہیں پہلا مرتبہ قطبیت کا ہے (ص ۵۸) دوسرا مرتبہ غوثؔ کا ہے (ص ۶۸) تیسرا مرتبہ امامان کا ہے ان سے مراد یہ ہے کہ یہ بجائے وزیر کے قطب کے ساتھ رہتے ہیں

(ص ۷۱) چوتھا مرتبہ اوتاد کا ہے اصطلاحات کاشی میں ہے کہ اوتاد چار شخص ہیں جن کے منازل عالم کی چار قسمیں ہیں یعنی شرق، غرب، جنوب اور شمال ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ ان چاروں جہتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور وہی جہتیں محل نظر حق تعالیٰ ہوتی ہیں اور ایسا ہی لطائف اشرفی میں بھی ہے اور وہ ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ نہ بڑھتے ہیں نہ گھٹتے ہیں شرق والے کا نام عبدالحی ہے۔ غرب والے کا نام عبدالعلیم ہے۔ جنوب والے کا نام عبدالقادر ہے اور شمال والے کا نام عبدالمرید ہے۔ (ص ۷۲) اور صفحہ ۷۳ پر ہے کہ جو عالم کے قطب ہیں یہ اوتاد ان کے نائب ہیں۔

پانچواں مرتبہ نقباء کا ہے اصطلاحات کاشی میں ہے کہ یہ لوگ متحقق باسم باطن ہیں لوگوں کے باطنی حالات پر مطلع ہو کر ان کے امور قلبیہ پر کہ جو مخفی ہیں واقف ہوتے ہیں اور جامع الاصول میں ہے کہ نقباء بارہ ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے ترجمہ: ''اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے'' صاحب بحر المعانی لکھتے ہیں کہ سارے نقباء کے نام علی ہوتے ہیں اور فواتح میں ہے کہ وہ بارہ شخص ہیں کہ جو اسرار نفوس پر مطلع ہوتے ہیں خطیب اور ابن عساکر ان کی تعداد تین سو کہتے ہیں اور ایسا ہی لطائف اشرفی میں ہے اور یہ قول صاحب فصوص اور ان کے تابعین کا ہے۔

(ص ۷۳) چھٹا مرتبہ نجباء کا ہے اصطلاحات کاشی اور متممات جامع الاصول میں ہے کہ وہ چالیس ہیں ان کا قیام دنیا میں مخلوقات کے امور کی اصلاح اور ان کے بوجھ اٹھانے کے واسطے ہے اور ان کا تصرف صرف خلق کے حقوق میں ہوتا ہے اور خطیب نے تاریخ بغداد میں ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ وہ ستر (۷۰) ہیں اور اقتباس الانوار میں بھی یہ ہے کہ وہ ستر (۷۰) ہیں اور ان کے نام حسن ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نجباء چالیس ہیں مردان غیب سے جو بحر و بر کی اصلاح کیلئے قائم ہیں اور فواتح میں ہے کہ وہ آٹھ ہیں جو مخلوقات کا بوجھ اٹھانے میں مشغول ہیں اور شیخ



کمال الدین عبدالرزاق چالیس کہتے ہیں اور نقباء کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ تین سو ہیں اور جامع الاصول میں ہے کہ نجباء بعدد الافلاک والکرسی آٹھ ہیں اور ستاروں کے حالات پر واقف ہوتے ہیں ان کی سیر ساتوں آسمانوں پر بالکشف ہوتی ہے نہ بعلم النجوم۔ اور نقباء کا مرتبہ ان کے فوق ہے کیوں کہ وہ احوال نجباء اور اسرار نجوم اور عرش و کرسی پر مطلع ہوتے ہیں۔ (ص ۷۳)

ساتواں مرتبہ عمداء کا ہے وہ چار ہیں برقول ابن عساکر و خطیب اقتباس الانوار میں ہے کہ ان کے نام محمد ہوتے ہیں اور عمداء زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں اور زبدۃ الاعمال میں ہے کہ سراج الحرم شیخ ابوبکر کتانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ نقباء تین سو ہیں اور نجباء ستر (۷۰) ہیں اور ابدال چالیس اخیار سات اور عمداء چار اور غوث و قطب ایک ہوتا ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب اور نجباء کا مصر اور ابدال کا شام اور اخیار پھرا کرتے ہیں اور عمداء زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں جب لوگوں کی کوئی حاجت ہوتی ہے تو پہلے نقباء دعا کرتے ہیں پھر نجباء پھر ابدال پھر اخیار پھر عمداء اگر دعا قبول ہوگئی تو خیر ورنہ غوث و قطب دعا کرتے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (الدر المنظم)

**تنبیہ:** غوث و قطب قضائے مبرم حقیقی کے خلاف کبھی دعا نہیں کرتے۔

آٹھواں مرتبہ مکتومان کا ہے لطائف اشرفی میں ہے کہ وہ چار ہزار کی تعداد میں ہیں جو قباب عزت و نقاب عفت میں چھپے ہوئے ہیں وہ ہمیشہ عالم میں رہتے ہیں مگر ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور نہ اپنے حال کو جانتے ہیں وہ کل حال میں اپنے آپ سے اور خلق سے مستور رہتے ہیں۔ (در المنظم ص ۷۴) انہیں کی شان میں ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری یعنی میرے اولیاء میرے قبائے نور میں مستور ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ

نے بھی مکتومان کی وضاحت اسی طرح کی ہے۔ (کشف ص۳۱۲)

نواں مرتبہ اخیار کا ہے برقول ابن عساکر وخطیب وہ سات ہیں ۔کشف المحجوب میں ہے کہ اخیار تین سو ہیں بعض مشائخ اٹھارہ بھی کہتے ہیں اور بعضے سات یہ سب نائبین درگاہ حق تعالیٰ وحاجبین بارگاہ عزوجل ہیں ہمیشہ سیاحت میں رہتے ہیں اور کسی جگہ توقف نہیں کرتے۔

دسواں مرتبہ ابرار کا ہے یہ سات آدمی ہیں بعضے کا قول ہے کہ چھ ہیں ۔

گیارہواں مرتبہ افراد مفردون کا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو قطب کی نظر سے خارج ہیں کذا فی اصطلاحات الکاشی ومتممات جامع الاصول اور خارج ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ قطب وغوث کو ان کے حال کا ادراک یا اطلاع نہیں ۔مطلب یہ ہے کہ ابدال، اوتاد اور اخیار وغیرہ جو سرہنگان درگاہ ربانی اور حاجبین بارگاہ سبحانی ہیں وہ جس طرح سے امور عالم میں قطب وغوث کے مشوروں کے محتاج ہیں یہ نہیں ہوتے بلکہ یہ ان احکام سے خارج ہیں اور دائرۂ ہدایت میں داخل ہیں۔

صاحب فتوحات مکیہ لکھتے ہیں کہ مفردون وہ جماعت ہے جو دائرۂ قطب سے خارج ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام بھی انہیں میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از بعثت نبوت انہیں میں سے تھے۔صاحب بحر المعانی لکھتے ہیں کہ فرد قلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر قطبیت حقیقی پر جو مقام معشوقی ہے پہنچتا ہے اور وہ قطب وحدت ہو جاتا ہے۔حضرت سید شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرد وہ ولی ہے جو بے واسطہ قطب الاقطاب کے فیض جناب الٰہی سے لیتا ہے اور فرد وہ محبوب ہے جس کو بعد فردیت کے مرتبۂ محبوبیت حاصل ہو اور فرد الافراد حاصل تمام ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے یعنی جامع تنزیہہ وتشبیہ کا اور اس کے اوپر کوئی رتبۂ ولایت نہیں ہے۔ (ص۷۵)



بارہواں مرتبہ ابدال کا ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ خصائص امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اس میں اقطاب ، اوتاد اور نجباء ونقباء وابدال موجود ہیں ۔حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ خاص اسی بیان میں ہے جس کا نام ہے **الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال**۔ (ص۷۵)

## ابدال کے سبب بارش ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ان میں کا کوئی انتقال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

**يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام العذاب.**

انہیں کے سبب بارش ہوتی ہے انہیں کے صدقے دشمنوں پر مدد ملتی ہے ان ہی کے باعث شام والوں سے عذاب پھیر دیا جاتا ہے۔ **رواه احمد عن علی كرم الله وجهه بسند حسن.**

ابن عساکر کی روایت میں ہے:

**يصرف عن اهل الارض البلاء والغرق .**

یعنی انہیں کے طفیل زمین والوں سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے۔

## ابدال کے سبب رزق ملتا ہے

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔فضائل شام میں ہے:

**بهم ينتصرون وبهم يرزقون . رواه الطبرانی فی الکبیر عن**

عوف بن مالک وفی الاوسط عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کلاھما بسند حسن۔

انہیں کی برکت سے لوگ مدد پاتے ہیں اور انہیں کے وسیلہ سے رزق۔

نیز طبرانی نے اوسط میں انس بن مالک سے اور ابن حبان نے اپنی تاریخ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ارشاد رسول علیہ الصلوۃ والسلام ہے:

لن تخلو الارض من اربعین رجلا وفی روایۃ ابی ھریرۃ ثلثین رجلا مثل خلیل الرحمن بھم تسقون وبھم تنصرون وبھم تغاثون وبھم ترزقون وبھم تمطرون۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ التحیۃ والثناء سے خو بو میں مشابہت رکھنے والے چالیس یا تیس اولیاء کرام سے زمین ہرگز خالی نہ ہوگی یہ حضرت خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے پرتو پر ہوں گے انہیں کے سبب تمہیں بارش ملے گی انہیں کے وسیلے تم مدد پاؤ گے انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اور انہیں کی برکت سے تمہیں رزق دیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے یدفع اللہ بھم عن اہل الارض یقال لھم الابدال یعنی اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے زمین والوں سے عذاب دور کردے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

ابدال کی عظمت شان سے متعلق علامہ سخاوی کا رسالہ نظم اللآل فی الکلام علی حدیث الابدال قابل دید ہے۔

☆☆☆



# باب سوئم: اقطاب کا بیان

## قطب کا لغوی معنی

چکی کی کیل جس پر چکی گھومتی ہے۔ مدار کار، سردار قوم زمین کے محور کا کنارہ۔ ایک ستارہ کا نام جس سے قبلہ کی تعیین کرتے ہیں۔

## قطب کا اصطلاحی معنی

قطب اس کو کہتے ہیں جو عالم میں منظور نظر حق تعالیٰ ہو ہر زمانہ میں اور وہ برقلب اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے۔ (الدر المنظم ص ۵۰)

## اقطاب کی برکت سے عالم محفوظ ہے

حضرت شیخ اکبر فتوحات کے باب تین سو تراسی میں لکھتے ہیں کہ قطب کے سبب اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے کل دائرۃ وجود کو عالم کون وفساد سے اور امامین کی وجہ سے عالم غیب وشہادت کو اور اوتاد کی وجہ سے جنوب وشمال کو اور مشرق ومغرب کو اور ابدال کی وجہ سے ساتوں ولایتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور قطب الاقطاب سے ان سب کو کیوں کہ وہ تو وہ شخص ہے جس پر سارے عالم کا امر دائر ہے۔

## قطب علوم اسرار کا عالم ہوتا ہے

شیخ عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر کے پینتالیسویں ۴۵ ویں باب میں لکھتے ہیں کہ شیخ اکبر فتوحات کے باب دوسو پچپن (۲۵۵) میں لکھتے ہیں کہ قطب اپنی قطبیت میں قائم نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ اس کو ان حروف مقطعات کے معانی معلوم نہ

ہوں جواوائل سور قرآنی میں ہوتے ہیں۔ (بحوالہ الدرالمنظم)

شیخ اکبر فتوحات کے باب دوسوستر (۲۷۰) میں لکھتے ہیں کہ قطب کا نام ہر زمانہ میں عبداللہ اور عبدالجامع ہے اور اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ موصوف باوصاف الٰہی ہو یعنی بمصداق واتصفوا بصفات اللہ وتخلقوا باخلاق اللہ قطب صفات الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے اور اخلاق سرمدیہ کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے، اسطور پر کہ اس میں تمام معانی اسمائے الٰہیہ پائے جاتے ہیں۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ قطب کہتے ہیں چند ذاتوں کو جو متفرق آبادیوں میں رہتے ہیں کیوں کہ ہر ولایت میں اگر قطب نہ ہوتو آثار برکات اور ظہور حسنات اور قیام دنیاوی ممکن نہ ہو۔

## قطب کی وراثت

شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ قطب وہ مرد کامل ہے جس نے وہ چار دینار حاصل کئے ہوں جس کا ہر دینار پچیس (۲۵) قیراط کا ہو اور ان سے مردان خدا کی کیفیت معلوم کی جاتی ہو اور چار دینا سے مراد رُسُل، انبیاء، اولیاء اور مومنین ہیں اور ان سب کا وارث قطب ہوتا ہے۔

## قطب کی شان

شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے باب تین سوا اکاون (۳۴۱) میں رقمطراز ہیں کہ قطب کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس حجاب میں رہتا ہے جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے اور حجاب مرتے دم تک نہیں اٹھتا اور جب قطب انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔



## ایک قطب کے تصرف کی حد کیا ہے

سرکار غوث پاک عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کیلئے سولہ عالم ہیں اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے جو اس عالم کے دنیا و آخرت دونوں کو محیط ہے مگر اس امر کو سواء قطب کے کوئی نہیں جانتا۔

(الدرالمنظم فی مناقب غوث اعظم، ص ۵۸)

## ہر زمانہ اور ہر ولایت کیلئے ایک قطب ہوتا ہے

الدرالمنظم میں ہے کہ ہر ہر مقام پر اس مقام کی حفاظت کیلئے وہ گاؤں ہو یا قصبہ ایک ولی اللہ ہوتا ہے جو اس گاؤں کا قطب کہا جاتا ہے خواہ اس گاؤں میں مسلمان رہتے ہوں یا کافر اگر مسلمان موجود ہیں تو ان کی پرورش زیر تجلی اسم ہادی ہوگی اور اگر کافر ہیں تو ان کی پرورش زیر تجلی اسم مضل ہوگی اور یہ دونوں صفتیں ایک ہی ذات کی ہیں۔ (الدرالمنظم ص ۶۴)

اور فصل الخطاب میں ہے کہ بقول صاحب فتوحات مکیہ قطبوں کی کوئی انتہا نہیں ہر ہر سمت میں ایک قطب ہوتا ہے جیسے قطب عباد، قطب زہاد، قطب عرفاں، قطب متوکلاں وغیرہ۔

## اقطاب امم گزشتہ

یاد رکھیں کہ اقطاب سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر دور میں قطب زماں کا ورود وظہور ہوا ہے۔ شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے چودھویں باب میں رقم فرماتے ہیں امم گزشتہ کے تمام اقطاب کاملین حضرت آدم علیہ السلام سے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

تک کل پچیس ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے مشہد قدس میں کہ جو مشاہدۂ برزخیہ ہے ان سے ملاقات کرائی۔ اس وقت میں شہر قرطبہ میں تھا۔ اور وہ پچیس اقطاب یہ ہیں۔

(۱) فرق (۲) مداوی الکلوم (۳) بکاء (۴) مرتفع (۵) شفاء الماضی (۶) ماحق (۷) عاقب (۸) منجور (۹) سجر الماء (۱۰) عنصر الحیات (۱۱) شرید (۱۲) صائغ (۱۳) راجع (۱۴) طیار (۱۵) سالم (۱۶) خلیفہ (۱۷) مقسوم (۱۸) حی (۱۹) رانی (۲۰) واسع (۲۱) بحر (۲۲) مضف (۲۳) ہادی (۲۴) اصلح (۲۵) باقی۔

## وہ اقطاب جو انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں

شیخ عبدالرحمٰن چشتی بحوالہ فتوحات نقل فرماتے ہیں کہ بارہ اقطاب ایسے ہیں جو بعض انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں جس میں پہلا قطب حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ یٰسین شریف ہے دوسرا قطب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ اخلاص ہے تیسرا قطب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ نصر اذا جاء نصر اللہ ہے چوتھا قطب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ فتح ہے پانچواں قطب حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ زلزال ہے چھٹا قطب حضرت سلیمان علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ واقعہ ہے۔ ساتواں قطب حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ بقرہ ہے۔ آٹھواں قطب حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ کہف ہے نواں قطب حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ نمل ہے دسواں قطب حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ انعام ہے گیارہواں قطب حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا وردسورہ طٰہٰ ہے بارہواں قطب حضرت شیث علیہ السلام کے



قلب پر ہے اس کا وردسورہ ملک ہے اور قطب مدار قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے اور بڑے شہر میں ہوتا ہے اور اس کا فیض عالم سفلی وعلوی پر برابر ہوتا ہے۔

(اردو مراۃ الاسرار ص۹۳ شیخ عبدالرحمٰن چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دلی)

## تمام اقطاب قطب مدار کے محکوم ہوتے ہیں

اقطاب جتنے ہوتے ہیں سب کے سب قطب مدار کے محکوم وماتحت ہوتے ہیں اور یہ بارہ اقطاب بھی جن کا ماسبق میں ذکر ہوا قطب مدار کے محکوم ہوتے ہیں اور ان بارہ قطبوں میں سے سات ہفت اقلیم کے ہیں یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب اور پانچ قطب یمن کی ولایت میں رہتے ہیں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں۔ قطب عالم یعنی قطب مدار کا فیض اقطاب اقالیم پر وارد ہوتا ہے اور اقطاب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر آتا ہے اور اقطاب ولایت کا فیض تمام اولیاء پر جاتا ہے اور یہی طریقہ قیامت تک رہے گا۔

(مراۃ الاسرار اردو ۹۳ شیخ عبدالرحمٰن چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دلی)

## مراتب اقطاب

گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ ولایت کے چار مرتبے ہیں (۱) صغریٰ (۲) وُسطیٰ (۳) کبریٰ (۴) عظمیٰ اور ان چاروں کے ہر مرتبے میں تین تین مقام ہیں (۱) بدایت (۲) وسط (۳) نہایت اسی طرح اقطاب کے بھی مختلف مقامات ومراتب ہیں چنانچہ سیدنا سید میر محمد جعفر مکی مرید وخلیفہ سیدنا سید نصیر الدین چراغ دلی رحمہما اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف بحر المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب ولی یعنی قطب ترقی کرتا ہے تو قطب ولایت ہو جاتا ہے اور قطب ولایت ترقی کر کے قطب

اقلیم اور قطب اقلیم ترقی کر کے قطب عالم ہو جاتا ہے۔ اور قطب عالم ترقی کر کے عبدالرب کے مرتبہ پر جو وزیر چپ قطب الارشاد ہو جاتا ہے اور قطب اقلیم ہی کو قطب ابدال بھی کہتے ہیں پھر تیسری مرتبہ میں یہ قطب الارشاد ہو جاتا ہے اور قطب الارشاد ترقی کر کے مقام فردانیت میں پہنچ جاتا ہے الغرض قطب عالم کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اقطاب کو قطبیت سے معزول کر دے۔

عبارت بالا سے اقطاب کے مراتب و درجات میں ترقی و پرموشن صاف ظاہر ہے مزید برآن قطب زہاد، قطب عباد، قطب عرفا، قطب متوکلاں وغیرہ بھی اقطاب کے درجات ہیں جیسا کہ فصل الخطاب میں ہے اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ والرضوان نفحات الانس میں حضرت شیخ احمد جام کے احوال میں لکھتے ہیں کہ وہ قطب اولیاء تھے اور قطب اولیاء تمام ربع مسکوں میں ایک ہوتا ہے جس کو قطب ولایت کہتے ہیں اور اس کو قطب جہاں اور جہاں گیر عالم بھی کہتے ہیں کیوں کہ (اس کے ماتحت کے) کل اقسام ولایت کا قیام اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (نفحات الانس علامہ جامی) اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ قطب ولایت کو قطب اولیاء، قطب جاں اور جہانگیر عالم کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

## کیا قطب عالم صاحب زماں، قطب الاقطاب اور قطب المدار ایک ہی شخص کے نام ہیں

اسی طرح قطب عالم، صاحب الزماں، قطب الاقطاب، قطب اکبر، قطب الارشاد اور قطب المدار کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سب ایک ہی شخص کے نام والقاب ہیں چنانچہ سند السعادت سیدنا باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں کہ



قطب الارشاد، قطب الاقطاب اور قطب العالم اور صاحب الزماں اور قطب المدار ایک شخص کے نام ہیں جو بالاصالت عرفان کی کنجی ہے اور اقطاب کی دراصل موصل الی اللہ ہیں وہ نیابت میں قطب الاقطاب کے رہتے ہیں اور اس کو اختیار رہتا ہے کہ وہ چاہے ان کو اپنی نیابت میں رکھے یا نہ رکھے۔

(مطالب رشیدی ص ۲۶۷، الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم)

بحر المعانی میں ہے کہ قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور موجودات علوی و سفلی کا وجود اس کے وجود کے سبب قائم ہوتا ہے اور بوجہ اس کے قطب عالم ہونے کے سب چیزیں قائم ہوتی ہیں اور بارہ اقطاب اس کے سوا اور ہوتے ہیں اور قطب عالم کو حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض پہنچتا ہے اور اسی کو قطب اکبر اور قطب الارشاد اور قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ کذالک فی مراۃ الاسرار ص ۹۱ بحر المعانی میں مزید یہ بھی تحریر ہے کہ علامت قطب الارشاد (قطب المدار) یہ ہے کہ اس میں نور تمکین نظر آئے جو سبز رنگ کا ہوتا ہے اور کبھی کبھی سرخ رنگ کا اور وہ بے جہت تمام اطراف کو آنکھ کھولے خواہ بند کئے ہو یکساں دیکھتا ہے۔ اس نور کی حقیقت جاننا خاصہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیوں کہ آپ ہی پر اس کا پرتو پڑا ہے۔ انتہیٰ کلامہ۔

اسی طرح تذکرۃ العابدین ص ۲۴۴ پر ہے اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان تمام گروہوں میں کیا کیا مرتبہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے دینا کا کل کارخانہ اللہ جل شانہ نے اولیائے کرام کی ذات سے وابستہ کیا ہے اور اس گروہ کے بارہ نوع ہیں اول ان میں قطب الاقطاب ہے جس کو قطب العالم بھی کہتے ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے خواہ قطب الارشاد ہو یا قطب المدار اس کے بارہ نائب یا یوں کہئے کہ مدار المہام ہوتے ہیں دوسرا غوث ہے رتبہ اس کا قطب سے کم ہے الخ۔ ان عبارتوں سے خوب خوب

معلوم ہوا کہ اقطاب کے مختلف درجات و مقامات ہیں نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ قطب اکبر، قطب عالم، قطب الاقطاب اور قطب الارشاد و قطب المدار ایک ہی شخص کے نام ہیں ان ناموں میں سے کسی نام سے ان کے اوصاف و مراتب اور مقامات ومناقب بیان ہوں وہ سب قطب المدار کے اوصاف و مراتب اور مقامات ومناصب ہوں گے۔

## سب سے بڑا قطب قطب مدار ہوتا ہے

تفسیر روح البیان اردو زیر آیت والجبال اوتادا (پ عم) رقم ہے کہ ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطب مدار، قطب جہاں اور جہانگیر عالم عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم اسی کے فیض وبرکت سے قائم ہوتا ہے اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہوکر رہ جائے قطب عالم براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام وفیض حاصل کرتا ہے اوران فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے بڑی عمر پاتا ہے۔ نور خاص مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے حاصل کرتا ہے وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا ولی کو مقرر کرنا، اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے اوراس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے حتی کہ وہ مقام فردانیت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال اللہ میں اس



قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے۔

(تفسیر روح البیان اردو ص۱۲ از زیر آیت والجبال اوتادا پ عم) مترجم مولانا محمد فیض احمد اویسی مطبوعہ رضوی کتاب گھر مٹیا محل دہلی)۔

## قطب المدار پر مخلوق کے احوال روشن رہتے ہیں

چوں کہ قطب المدار پر خلق کے احوال گردش کرتے رہتے ہیں اس لئے قطب المدار مخلوق کے احوال کو جانتا ہے اوراس پر خلق کی حالت آشکار ہوتی ہے۔

شیخ عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سبحانہ فرماتے ہیں:

**القطب فی اصطلاح القوم اکمل الانسان متمکن فی مقام الفردیة تدور علیه احوال الخلق.**

(رساله ابن عابدین الشامی ص ۲۶۵)

صوفیہ کی اصطلاح میں قطب یعنی قطب المدار اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت پر فائز ہو جس پر مخلوق کے احوال گردش کرتے ہیں۔

## قطب المدار ولایت کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے

صاحب فتاویٰ شامیہ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ النورانی نقل فرماتے ہیں کہ:

**الخلیفة الباطن وهو سیداهل زمانه سمی قطبا لجمع جمیع المقامات والاحوال ودورانها علیه.**

(رساله ابن عابدین الشامی ص ۲۶۴)

خلیفۂ باطن جو اپنے زمانے والوں کا سردار ہوتا ہے اسی کو قطب المدار کہتے ہیں کیوں کہ تمام مقامات واحوال کا وہ جامع ہوتا ہے اور تمام مقامات ومراتب اسی کے اردگرد گھومتے ہیں۔

## مرتبۂ قطب المدار

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں قطبیت کبریٰ قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے کہ جو مرتبہ باطن نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ کیلئے مخصوص ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نبوت عامہ ورسالت شاملہ میں سارے عالم کیلئے اکملیت کے ساتھ مخصوص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم النبوت پر ہو۔ (فتوحات فصل ۳۱ باب ۱۹۸ بحوالہ الدر المنظم ص ۵۰)

## مرتبۂ قطب المدار منتہائے درجۂ ولایت ہے

صاحب الدر المنظم فرماتے ہیں قطب الاقطاب وہ ہے جس کے مرتبہ سے اعلیٰ سوائے نبوت عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہ ہو اسی وجہ سے قطب الاقطاب صدیقوں کا سردار ہوتا ہے۔ (الدر المنظم ص ۵۰)

حضرت سید باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں مقام قطب الارشاد بہت رفیع المنزلت ہے جس کے آگے اولیاء کا مقام نہیں۔

(الدر المنظم ص ۶۰)

لطائف اشرفی میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو اس طرح نقل کیا ہے:

**اما القطب وهو الواحد الذی موضع نظر الله تعالیٰ من العالم**



**فی کل زمان وجمیع اوان وهو علی قلب اسرافیل علیه السلام والقطب الکبریٰ وهی مرتبة قطب الاقطاب باطن نبوته صلی الله علیه وسلم فلایکون الالورثته لاختصاصه علیه السلام بالاکملیت فلایکون خاتم الولایة وقطب الاقطاب الا علی باطن خاتم النبوة .**

(لطائف اشرفی نقل از فتوحات فصل ۳۱ باب ۱۹۸)

یعنی قطب وہ ہے جو عالم میں منظور نظر الٰہی ہوتا ہے اور وہ ہر زمانے میں ہوتا ہے۔ اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے مشرب پر ہوتا ہے۔ اور قطبیت کبریٰ جو قطب الاقطاب (قطب المدار) کا مرتبہ ہے اور مرتبہ باطن نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ کمال صرف وارثان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اکملیت سے مختص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ **انتہیٰ کلامہ۔**

عبارت بالا سے واضح ہوا کہ قطب المدار قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوتا ہے قطب المدار جو قطب الاقطاب بھی ہوتا ہے وہی اکملیت کے ساتھ وراثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حامل ومتحمل ہوتا ہے اور قطب المدار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے منتہائے درجۂ ولایت خاتم الولایت کے منصب پر فائز ہوتا ہے اور وہی ولایت خاصہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث کامل ہوتا ہے۔

## ولایت خاصہ محمدیہ کا فیضان

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ولایت خاصہ سے ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں فناء اتم اور بقائے اکمل حاصل ہوتی ہے تو جو نیک بخت

اس نعمت عظمیٰ سے مشرف کیا گیا اس کا جسم طاعت کیلئے نرم ہوگیا اس کا سینہ اسلام کیلئے کھل گیا اوراس کا نفس مطمئنہ ہوگیا اوراس کا نفس اپنے مولیٰ سے راضی ہوگیا اوراس کا مولیٰ اس سے راضی ہوگیا۔ اوراس کا دل رب تعالیٰ کی ذات کیلئے ہی خالص ہوگیا اوراس کی روح پورے طور پر صفات لاہوت کے مکاشفے کیلئے آزاد ہوگئی اوراس کا سر شیون واعتبارات کے ملاحظہ کے ساتھ موصوف ہوگیا اوراس مقام میں تجلیات ذاتیہ بَرقیہ سے مشرف ہوگیا۔ اوراس کا لطیفۂ خفی رب تعالیٰ کے کمال تنزہ اورتقدس کبریا کے سامنے دریائے حیرت میں ڈوب گیا اس کا لطیفۂ اخفی اس ذات کے ساتھ بے کیف اور بے مثال طریقہ پر اتصال پذیر ہوگیا۔

**هنيئا لارباب النعيم نعيما**

ارباب نعمت کو نعمتیں مبارک ہوں

(مکتوبات مجدد جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۵)

## لطائف چھ ہیں

یادرہے کہ انسانی وجود کے اندر لطائف کل چھ ہیں جو لطائف ستہ کے نام سے موسوم ہیں یعنی (۱) لطیفۂ نفس (۲) لطیفۂ قلب (۳) لطیفۂ روح (۴) لطیفۂ سرّ (۵) لطیفۂ خفی (۶) لطیفۂ اخفیٰ۔ لطیفۂ نفس کا مقام ناف ہے لطیفۂ قلب کا مقام بایاں پہلو لطیفۂ روح کا مقام دایاں پہلو لطیفۂ سر کا مقام درمیان قلب وروح، لطیفہ خفی کا مقام پیشانی اور لطیفۂ اخفیٰ کا مقام سر کی چوٹی ہے۔ اقتباس الانوار میں ہے کہ قطب ارشاد (جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم لدنی کا وارث ہوتا ہے اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات کیلئے ازبس صاحب لطیفۂ اخفیٰ ہوتا ہے۔

(اردو اقتباس الانور شیخ محمد اکرم قدسی ص ۴۱، مطبوعہ جسیم بکڈپو دلی زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ)



یعنی اس کا لطیفۂ اخفیٰ جو سر کی چوٹی میں ہے زندہ وذاکر ہوتا ہے۔ یہ مقام فنا بلکہ فناء الفناء ہے جس کے اوپر کوئی مقام نہیں۔

## ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
## تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں اورایک بات جو ذہن میں رکھنی چاہئے یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام عروج ونزول کے تمام طریقوں میں دوسرے تمام مراتب ولایت سے ممتاز اورالگ ہے جناب عروج میں تو اسطرح کہ لطیفۂ اخفیٰ کی فناء اوراس کی بقاء اسی ولایت خاصہ کے ساتھ مختص ہے باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے درجات کے فرق کے مطابق صرف لطیفۂ خفی تک ہے یعنی بعض ارباب ولایت کا عروج صرف روح تک ہے اور بعض کا سر تک اور کچھ دوسروں کا عروج لطیفۂ خفی تک ہے اور یہ ولایت عامہ کے درجات کی آخری حد ہے۔ اور جناب نزول میں اسطرح کی ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ کے اولیاء کے اجسام طاہرہ کو بھی اس ولایت کے درجات کمالات سے حصہ ملتا ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج جہاں تک خدا نے چاہا جسد عنصری کے ساتھ عروج نصیب ہوا آپ پر جنت اوردوزخ پیش کی گئیں اور آپ حق تعالیٰ کی رویت بصری سے مشرف کئے گئے اس طرح کی معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اوروہ اولیاء جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کمال متابعت سے موصوف ہوکر ولایت خاصہ کے وارث ہوئے ہیں اورآپ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انہیں بھی اس مرتبۂ مخصوصہ سے حصہ ملتا ہے۔

**وللارض من كأس الكرام نصيب**

لیکن جو اولیاء زیر قدم نبوت ہیں انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت اصلیہ کی حالت نہیں، رویت اور اس حالت میں فرق اصل وفرع اور شخص وسایہ کا فرق ہے۔ رویت اور یہ حالت ایک دوسرے کا عین نہیں۔

( مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۵)

## رشد وہدایت اور ایمان ومعرفت کا نور قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ کے وسیلے سے ہی مل سکتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں قطب ارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے اور بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا جوہر وجود میں آتا ہے عالم تاریک اس کے نور ظہور سے نورانی ہوتا ہے اور اس کی ہدایت وارشاد کا نور محیط عرش سے لیکر مرکز فرش تک تمام جہان کو شامل ہوتا ہے اور جس کسی کو رشد وہدایت اور ایمان ومعرفت حاصل ہوتا ہے اسی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے وسیلے کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پاسکتا۔ مثلاً اس کی وحدانیت کا نور دریائے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور ہرگز حرکت نہیں کرتا اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے اور اس راہ سے توجہ واخلاص کے مطابق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہچانتا نہیں تو اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہوتا ہے لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ زیادہ بہتر اور بڑھ کر ہے۔



## قطب المدار کا منکر رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے

لیکن وہ شخص جو اس بزرگ (قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ) کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے یہی انکار وآزار اس کے فیض کا مانع ہوجاتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے۔ کیوں کہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی اور وہ لوگ جو اس عزیز (قطب المدار) کے ساتھ محبت واخلاص رکھتے ہیں اگرچہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد وہدایت کا نور ان کو پہنچ جاتا ہے۔

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگردر دہ کس است
میں بس کرتا ہوں زیرک لوگوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے
میں نے دو آوازیں دے دی ہیں اگر گاؤں میں کوئی ہے

( مکتوبات امام ربانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۰)

## قطب المدار کی تخت نشینی وتاجپوشی

پروردگار عالم جب کسی ولی کو مرتبۂ قطب المدار پر سرفراز کرتا ہے تو اس کو تاج کرامت دے کر تخت پر بیٹھاتا ہے اور اپنی خلافت سے اس کو مشرف فرما کر عالمین کیلئے اس کو مُطاع ومراد بنادیتا ہے چنانچہ شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو مرتبۂ قطبیت کبریٰ میں متولی فرماتا ہے تو عالم مثال میں اس کے لیے ایک تخت بچھا کر اس پر اس کو بٹھاتا ہے اور اس مکان کی

صورت بہ حیثیت اس کے مرتبہ کے بناتا ہے مثلاً اس کو اپنے عرش پر مستوی ہونے کی صورت بناتا ہے اپنے ہر چیز کے ساتھ احاطۂ علمی کے ذریعے اور اللہ سے بڑھ کر کون اعلیٰ مثل دے سکتا ہے تو جب وہ تخت بچھالیا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو ان تمام اسماء کا خلعت دیا جاتا ہے جن کا طالب تمام عالم ہے۔ اور اسماء اس عالم کے طالب ہوتے ہیں پھر اس سے حُلّے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب اس قطب کو پہنا کر اور تاج کرامت دے کر اس کو تخت پر بیٹھاتے ہیں اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے پھر اللہ جل شانہ تمام عالم کو حکم دیتا ہے اس سے بیعت کرنے کا اس شرط پر کہ سب لوگ اس کی اطاعت کریں اور سختی اور راحت ہر حال میں کریں پس سارا عالم ادنیٰ واعلیٰ سب اس کی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں سوائے عالون کے عالون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے جلال میں در آئے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بالذات حق کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے اور قوم ملأ اعلیٰ بھی اس قطب کے پاس سب سے پہلے آتے ہیں اپنے مراتب کے موافق یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے اور وہ سب اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں بنا کسی سختی وراحت کی قید کے اور وہ لوگ ان دونوں صفتوں کو اپنے میں جانتے نہیں ہیں اس لئے کہ کسی شئی کی شناخت کما حقہ بغیر اس کی ضد کے نہیں ہوتی اور ملاء اعلیٰ ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ کی گنجائش ہی نہیں ہوتی تو جو روحیں قطب کے پاس بیعت کے لئے آتی ہیں وہ اس سے علم الٰہی سے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں اور وہ جواب میں کہتا ہے کہ اے شخص کیا تو فلاں فلاں امر کا قائل ہے۔ جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو قطب اس سے کہتا ہے اس مسئلے میں دو جہتیں ہیں اور وہ دونوں متعلق ہیں علم الٰہی سے جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہے تو ہر بیعت کرنے والا اس قطب سے مستفید ہوتا ہے اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اس کو معلوم



نہیں ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ میں نے کل سوالات قطبیت ایک علیحدہ رسالے میں لکھا ہے اور مجھ سے پہلے کسی نے ان کو نہیں لکھا ہے اور وہ مسائل معین نہیں ہوتے ہیں کہ بار بار اس قطب سے وہی پوچھے جائیں بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے یعنی پہلے سے وہ سوال اس کے ذہن میں نہیں ہوتا ہے بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اس قطب سے عقل اول سوال کرتی ہے پھر نفس پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں ان ملائکہ سے جو آسمان وزمین کے بنانے والے ہیں یا ان پر مؤکل پھر وہ روحیں جو ان ہیاکل کے مدبرہ ہیں جنہوں نے بعد انتقال اپنے جسموں سے مفارقت کی ہے پھر اجنہ پھر مؤلدات پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

(فتوحات مکیہ ۳۳۶واں باب بحوالہ الدر المنظم)

# اختیارات وتصرفات قطب المدار

چونکہ قطب المدار جامع کمالات ولایت محمدیہ علیہ صاحبہا الصلوۃ والسلام ہوتا ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے اور وہی باطن خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اس لئے بغیر کسی واسطے کے فیضان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم اس کے زمانے میں اسی کے ذریعے ہوتی ہے اور اس کو نعمات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر متصرف ومختار بنادیا جاتا ہے اور مدار انعامات الٰہیہ سے اس کو مشرف وسرفراز کیا جاتا ہے اور زمام عزل ونصب اس کے ہاتھوں میں تھمادیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا نصیر الدین چراغ دلی کے مرید وخلیفہ سیدنا میر جعفر مکی علیہما الرحمہ اپنی کتاب بحر المعانی میں رقم فرماتے ہیں کہ:

اے محبوب گوش دار کہ مراتب اقطاب وقطب المدار چیست؟ مراتب اقطاب

آنست کہ ایشاں اگر بخواہند ولی را از ولایت معزول کنند و بجائے او دیگر را نصب کنند ومرتبۂ قطب المدار یعنی قطب عالم آنست کہ او اگر بخوہد اقطاب را از مقام قطبیت معزول کند و اگر اللہ تعالیٰ فرشتہ را کار فرمودہ باشد بگفت قطب مدار از آں کار فرشتہ را معزول کند وبگفت قطب مدار حضرت جلّت قدرتہ احکام لوح محفوظ را نیز محو گرداند وزندہ کردن موتی وانتقالات عرش وکرسی ایں جمیع تصرفات مرقطب مدار باشد۔ (بحرالمعانی)

اے محبوب! دھیان سے سنو کہ اقطاب اور قطب مدار کے مراتب کیا ہیں؟

اقطاب کا مرتبہ یہ ہے کہ یہ لوگ اگر چاہیں تو ولی کو ولایت سے معزول کر دیں اور اس کی جگہ دوسرے کو مقرر فرما دیں۔ اور قطب المدار یعنی قطب عالم کا مقام یہ ہے کہ وہ اگر چاہے تو قطبوں کو مقام قطبیت سے معزول کر دے اور اگر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو کسی کام کا حکم فرما چکا ہو اور قطب مدار کی مرضی ہو کہ یہ کام نہیں ہونا چاہئے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا کی خاطر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو اس کام سے روک دے۔ اور قطب مدار کے کہنے پر اللہ تعالیٰ لوح محفوظ کے نوشتہ کو بھی محو فرما دے۔ مردوں کو زندہ کرنا عرش وکرسی کو منتقل کر دینا یہ سب قطب مدار کے خصوصی تصرفات ہیں۔

## قطب مدار کا ہفت اقلیم پر تصرف

مزید فرماتے ہیں کہ قطب مدار تمام اقالیم اور تمام اقطاب پر متصرف ہوتا ہے۔

ان کی عبارت ہے۔

قطب عالم یعنی قطب مدار متصرف بر جمیع اقالیم وبر جمیع اقطاب باشد واز عرش تا ثریٰ متصرف بود۔ (بحرالمعانی ص۹۲)

قطب عالم یعنی قطب مدار تمام اقلیموں اور سارے اقطاب پر متصرف ہوتا ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے۔



## قطب مدار عرش وفرش پر متصرف ہوتا ہے

نیز ان ہی کا فرمان ہے کہ:

مقام جبروت یعنی مقام جبر وکسر خلائق مقام قطب مدار است یعنی قطب مدار کہ او متصرف است از عرش تا ثری و جبر وکسر در شش جہت کند وقطب عالم یعنی قطب مدار را فیض از عرش مجید است کہ تعلق بعز لیت ونصبیت دارد۔

(بحرالمعانی ص۹۳)

مقام جبروت یعنی مخلوق کے جبر وکسر کا مقام مقامِ قطب مدار ہے یعنی قطب مدار جو عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے چھ جہتوں میں جبر وکسر کرتا ہے اور قطب مدار جس کا فیض عرش مجید سے وارد ہوتا ہے وہ عزل ونصب سے تعلق رکھتا ہے یعنی مخلوق میں سے کسی کو اس کے منصب سے معزول کر دینا یا کسی کو صاحب مقام بنا دینا قطب مدار کے اختیارات وتصرفات سے متعلق ہیں۔

## کاروبار عالم کا دارومدار قطب المدار پر ہے

سلسلۂ رضویہ کے امام مولانا احمد رضا خاں

فاضل بریلوی کے مرشد اجازت سید شاہ ابوالحسنین احمد نوری مارہروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہر زمانے میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس زمانے کے تمام اولیائے کرام کا سردار وسرتاج ہوتا ہے اور اس کے زمانے کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پا سکتا اس کو قطب المدار بھی کہتے ہیں اس لئے کہ تمام عالم کے کاروبار کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔

(سراج العوارف مترجم موسوم بہ شریعت وطریقت ص۱۱۴۔۱۱۵، مصنف ابوالحسنین احمد نوری مارہروی)

# عالم کی بقاقطب المدار کی برکت سے

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

**جعلنا اللّٰہ تعالیٰ معینا للقطب المدار من اولیاء اللّٰہ تعالیٰ الذی جعلہ اللہ تعالیٰ مدارا للعالم وجعل بقاء العالم ببرکۃ وجودہ وافاضتہ (الحدیقۃ الندیۃ فی شرح الطریقۃ النقشبندیہ مطبوعہ احلاص وقفی استنبول ترکی)**

(دلائل سیفیہ . علی محمد البلخی ص ۲۶.۲۷)

مجھ سے حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور الیاس علیہما السلام کو قطب المدار کا معاون بنایا جو اللہ تعالیٰ کا ایسا پیارا ولی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالم کیلئے مدار بنایا ہے اور عالم کی بقا اس کے وجود کی برکت اور اس کے فیضان کے سبب ہے یہ عبارت قدرے تفصیل کے ساتھ تفسیر مظہری میں منقول ہے۔

اسی طرح سیدنا سید میر جعفر مکی علیہ الرحمہ جو سیدنا نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں فرماتے ہیں کہ:

قطب عالم در ہر زمانہ وعصر یکے باشد ووجود جمیع موجودات از اہل دنیا وآخرت یعنی سفلی وعلوی بوجود قطب عالم قائم باشد وقطب عالم رافیض از حق تعالیٰ بے واسطہ باشد وقطب عالم راقطب مدار نیز گویند یعنی مدار موجودات سفلی وعلوی از برکت وجود است۔ (بحر المعانی ص ۸۳)

قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہی ہوتا ہے اور اہل دنیا وآخرت میں سے تمام موجودات یعنی عالم علوی وسفلی کا وجود قطب عالم کے سبب قائم ہے اور قطب عالم کو



حق تعالیٰ سے فیض بے واسطہ کے پہنچتا ہے اور قطب عالم کو قطب مدار بھی کہتے ہیں یعنی موجودات علوی وسفلی کا دارومدار قطب المدار کے وجود کی برکت کے سبب ہے۔

# کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کا اجراء قطب مدار کے ذمے ہے

مولانا غلام علی نقشبندی مجددی قدس سرہ درالمعارف میں رقم فرماتے ہیں کہ:

حق تعالیٰ اجرائے کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید وہدایت و ارشاد ورہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد وبعد ازاں فرمودند کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند وشانی عظیم دارند۔ (دُرُّ المعارف ص ۲۴۳)

حق تعالیٰ کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کے اجرا کا کام قطب مدار کے سپرد فرمادیتا ہے اور گمراہوں کی رشد وہدایت ورہنمائی قطب ارشاد سرانجام دیتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے اور عظیم شان والے تھے۔

اسی طرح حضرت محدث عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”قیام عالم کا انحصار قطب المدار کے وجود پر ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۱۴۱ جلد دوم)

# قطب المدار کے مفقود ہونے سے قیامت برپا ہو جائے گی

یہی محدث موصوف علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ ”ہاں اتنا ضرور تم کو معلوم کر لینا چاہئے کہ ان منکروں کی گرفتاری کا وقت اس وقت ہوگا جب دنیا میں اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ اور ولایت کی راہ بالکل بند ہو جائے گی اور غیبیہ ساری خدمتیں معطل اور بیکار ہو جائیں گی جیسے غوثیت ، قطبیت ، ابدالیت اور اوتادیت اور قطب المدار زمین سے مفقود ہو جائے گا اور ابدال واوتاد سب اٹھالئے جائیں گے۔ یوم ترجف الارض والجبال وکانت الجبال

كثيبا مهيلا یعنی جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ قطب المدار، اوتاد وابدال کی موت کے سبب سے جنکے وجود کی برکت کے سبب سے عالم کا قیام اور ثبوت تھا''۔

(تفسیر عزیزی زیر آیت یوم ترجف الارض والجبال)

# قطب المدار کے تصرفات حیات وممات میں برابر ہیں

جناب واجد علی خاں صاحب مطلع العلوم ومجمع الفنون ارشاد فرماتے ہیں کہ:

تصرفات قطب المدار در حیات وممات برابر است۔

(مطلع العلوم مطبوعہ نول کشور 1866ء) (مراۃ الاسرار ص ۱۰۹)

قطب المدار کے تصرفات حیات وممات میں برابر و یکساں ہیں۔

# وہ چار بزرگ جو مثل احیاء کے تصرف کرتے ہیں

صاحب مراۃ الاسرار شیخ عبدالرحمٰن چشتی فرماتے ہیں کہ مراۃ الاسرار کی تصنیف کے بارہ سال کے بعد ۱۰۶۵ھ میں زیارت حضرت پیر دستگیر معنوی خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہ سے دوچار ہوا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تم کو چار مرد صاحب ولایت وصاحب تصرف کے درمیان جگہ دی ہے جو قیام قیامت تک زندہ کی طرح اپنی قبر میں بیٹھے ہوئے مثل احیاء کے تصرف کریں گے اور ہمیشہ تمہارے مددومعاون رہیں گے۔

(۱) مغرب کی طرف شیخ بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ عنہ (۲) مشرق کی طرف سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ (۳) شمال میں سید سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہ (۴) اور جنوب میں شیخ حسام الدین مانکپوری رضی اللہ عنہ۔ ان چاروں کے درمیان تم ہمیشہ امن وامان میں رہوگے۔

(بحوالہ سیرت الاشرف جلد اول ص ۹۷، مراۃ الاسرار ص ۱۲۵۲)



# قطب المدار دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کرتا ہے

امام یافعی علیہ الرحمہ الحاوی میں اور علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فتاویٰ حدیثیہ میں رقم فرماتے ہیں کہ:

**القطب هو الغوث الفرد الجامع جعله الله دائراً فی الآفاق الاربعة فی افق السماء وقد ستر الله احواله عن الخاصة والعامة غيرةً من الحق غير انه يرى عالما كجاهل ابله كفطن تاركا اخذا قريبا بعيدا سهلا عسرا امنا حذرا ومكانته من الاولياء كالنقطة من الدائرة اللتی هی مركز ها به يقع صلاح العالم .**

(الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۳۲۲)

قطب (مدار) جو غوث وفرد کے مقام ومراتب کا جامع ومتحمل ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے چاروں طرف ستارے چکر لگاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی غیرت داری میں اس کے احوال کو خاص وعام سے پوشیدہ رکھتا ہے وہ عالم ہونے کے باوجود ناخواندہ لگتا ہے وہ ذہین ہوتے ہوئے بھی کم فہم معلوم ہوتا ہے دنیا سے بے نیاز ہوکر بھی دنیا کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے خدا سے قریب تر ہوتے ہوئے بھی کچھ دور سا لگتا ہے۔ دردمند ہوتے ہوئے بھی تنگدل جان پڑتا ہے۔ بے خوف ہونے کے باوجود سہما سہما محسوس ہوتا ہے اولیاء اللہ میں اس کا مقام ایسا ہے جیسے دائرہ کے مرکز نقطے کا، اسی پر عالم کی درستگی کا دارومدار ہے۔

عبارت مذکورہ حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اجمالی سوانح عمری ہے تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے آفاق عالم کا گشت فرمایا

ہے ایشیا، یوروپ، امریکہ وافریقہ اورآسٹریلیا گوکہ پوری دنیا کے اکثر مقامات پرآج بھی آپ کے چلہ جات، آپ کے خلفاء کے مزارات اورآپ کے نام سے منسوب دیگرنشانیاں آپ کی عظمتوں کی یادگار ہیں۔حق تعالیٰ نے اپنی غیرت کے قبا میں آپ کے احوال کو اتنے جتن سے مستور فرمادیا ہے کہ سعی بلیغ کے باوجود بھی ۵۹۶ پانچ سو چھیانوے سالہ طویل عمر مبارک سے ایک حصے کے بھی مکمل حالات ناچیز کوآج تک دستیاب نہیں ہوئے۔لیکن جستہ جستہ احوال ومقامات جواکابر کے ملفوظات ومنقولات سے دیکھنے کو ملتے ہیں وہ بھی ایسے ہیں گویا کوزہ میں سمندر۔
آپ کے بعض ظاہری احوال کوجن کی طرف علامہ ابن حجر نے اشارہ فرمایا ہے دیکھ کرحضرت محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ جیسے محقق بزرگوں نے ''بعضے اوضاع ایشیاں برخلاف ظاہر شریعت بود'' لکھ دیا ہے جسے پڑھ کر کچھ کورچشم مولویوں نے عبارت محدث دہلوی کوغلط مفہوم دینے کی کوشش کی ہے۔لیکن امام یافعی اورابن حجر جیسے دوررس نگاہ والے اوربصیرت کے نور سے دیکھنے والے اس استتار احوال کو **اولیائی تحت قبائی لایعرفھم سوائی** کے آئینے میں دیکھتے ہیں توپکار اٹھتے ہیں کہ قطب المدار کے احوال پرغیرت حق کی چادرتنی ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت کوگوارہ نہیں ہے کہ اس کے محبوب کے احوال دوسروں پرآشکاراہوں۔

اگر خموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

## کیاغوث اورقطب مدار میں کچھ فرق ہے؟

بعض بزرگوں نے غوث اورقطب میں کوئی فرق نہیں کیا ہے چنانچہ شیخ ابن عربی کا خیال ہے کہ غوث اورقطب ایک ہی مرتبۂ ولایت کا متحمل ہے فرماتے ہیں:



**ولکن الاقطاب المصطلح علی ان یکون لهم هذا الاسم مطلقا من غیر اضافة لایکون منهم فی الزمان الا واحدا وهو الغوث وهو من المقربین وهوسید الجماعة فی زمانه .**

(فتوحات مکیه ، ص ۳/ ۱۱)

اصطلاح میں مطلقاً بغیرکسی اضافت کےقطب صرف ایک شخص ہوتا ہےاسی کوغوث بھی کہتے ہیں اوروہ اپنے زمانے میں جماعت اولیاء کا سردار ہوتا ہے۔
شیخ عبدالرزاق قاشانی اپنے اصطلاحات میں لکھتے ہیں کہ غوث ہی قطب ہے جب اس کی طرف التجا کی جائے اوربغیراس وقت کے اس کوغوث نہ کہیں گے۔
جامع الاصول میں ہے کہ قطب کا نام غوث بھی رکھا جاسکتا ہے اس لئے کہ وہ عاجز ومسکین اورغمگین کی التجا پرمتوجہ ہوتا ہے۔
حضرت داؤد قیصری کے بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک شخص ہے جس کوغوث اورقطب دونوں کہتے ہیں نفحات الانس میں بھی یہی ظاہر ہے کہ غوث اورقطب ایک ہی شخص کو کہتے ہیں۔

## غوث وقطب میں فرق

لیکن بہت سارے بزرگوں نے مقام غوث اورعہدۂ قطب میں فرق کیا ہے ۔چنانچہ مطالب رشیدی میں ہے کہ بعضوں نے ایسا لکھا ہے کہ قطب تمام اولیاء کا سرگروہ وسردار ہوتا ہے اوراس کا نام عبداللہ ہے اوراس کے دووزیرہوتے ہیں عبدالرب اورعبدالملک۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ اگرغوث اورقطب عالم میں موجود نہ ہوں توعالم زیروزبر ہوجائے۔ان عبارتوں سے اشارہ ہوتا ہے کہ قطب کا مرتبہ اور ہے غوث کا مرتبہ اور ہے۔

شیخ حسین کشمیری ہدایۃ الاعمیٰ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تین سو سینتالیس (۳۴۷) اہل خدمات ہیں جن کو ابطال، ابدال اور سیاح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور نوتن اہل ارشاد ہیں جو ناقصوں کی تکمیل فرماتے ہیں ان کے درجات بھی متفاوت ہیں ان میں سے پانچ کو اوتاد کہتے ہیں ایک کو غوث ایک کو قطب الاوتاد کہتے ہیں اور ان میں ایک قطب الاقطاب (قطب مدار) ہوتا ہے یہ مقرب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور بے واسطہ حضرت سے مستفیض ہوتا ہے اور تمام عالم کی مخلوق انہیں قطب الاقطاب کے واسطے سے فیضیاب ہے۔

(ہدایۃ الاعمیٰ ص ۹۸۔۹۹)

اس عبارت سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ مرتبۂ غوث اور ہے اور مرتبۂ قطب اور ہے۔

# حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث اور قطب میں فرق

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث ہی قطب مدار ہے ان کے نزدیک منصب غوثیت منصب قطبیت سے کوئی علیحدہ منصب نہیں ہے اور جو کچھ فقیر (مجدد الف ثانی) کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار سے الگ ہے بلکہ غوث قطب مدار کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والا ہے قطب مدار بعض امور میں اس سے تعاون لیتا ہے اور قطب مدار کو اس کے اعوان وانصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیوں کہ قطب الاقطاب کے اعوان وانصار قطب حکمی ہیں۔

(مکتوبات حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۶)



تذکرۃ العابدین میں ہے کہ گروہ اولیاء میں پہلا مرتبہ قطب الاقطاب قطب المدار کا ہے دوسرا مرتبہ غوث کا ہے غوث کا مرتبہ قطب سے کم ہوتا ہے ایسا مجمع العلوم ومطلع الفنون فصل ہشتم میں ہے۔

کہ اول ایشاں قطب الاقطاب یک کس است دوم غوث یک کس است از مرتبۂ قطب کمتر باشد۔

# حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے نزدیک قطب ارشاد اور قطب مدار میں فرق

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ النورانی کے نزدیک قطب ارشاد اور قطب مدار کے مدارج ومناصب کے درمیان بھی بڑا فرق ہے جبکہ بہت سے بزرگوں نے قطب عالم قطب ارشاد اور قطب مدار اور قطب الاقطاب کو ایک قطب تسلیم کیا ہے چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

''جاننا چاہئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعدار کامل تابعداری کے باعث جب مقام نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب امامت سے سرفراز کرتے ہیں اور بعض کو صرف اس کمال کے حاصل ہونے پر کفایت فرماتے ہیں یہ دونوں بزرگ اس کمال کے نفس حصول میں برابر ہیں فرق صرف منصب اور عدم منصب اور ان امور میں ہے جو اس منصب سے تعلق رکھتے ہیں اور جب کامل تابعدار ولایت نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے مشرف فرماتے ہیں اور بعض کو صرف ان کمالات کے حاصل ہونے پر کفایت کرتے ہیں جس طرح کہ اوپر گزرا۔ یہ دونوں منصب کمالات اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کمالات ظلّیہ میں منصب امامت کے مناسب قطب ارشاد کا

منصب ہے اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا منصب ہے گویا یہ دونوں مقام جوتحت میں ہیں ان دونوں مافوق مقاموں کے ظل وعکس ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۶)

صاحب درالمعارف حضرت غلام علی نقشبندی فرماتے ہیں کہ:

حق تعالیٰ سبحانہ اجرائے کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی قطب مدار را عطامی فرماید وہدایت وارشاد ورہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشادمی سپارد۔

(درالمعارف مطبوعہ استنبول ترکی)

یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کے اجراء کا کام قطب مدار کے ذمہ عطا فرما دیتا ہے اور گمراہوں کی رہنمائی اور ہدایت وارشاد کا کام قطب ارشاد کے سپرد فرما دیتا ہے مذکورہ دونوں عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مرتبہ قطب المدار اور مرتبہ قطب الارشاد کے درمیان بھی فرق ہے۔

یعنی اولیاء اللہ میں پہلا درجہ قطب الاقطاب کا ہے دوسرا غوث کا ہے درجہ غوثیہ قطب کے مرتبے سے کم ہے۔

ان ارشادات عالیہ سے غوث اور قطب کے مدارج ومناصب میں خوب خوب فرق آشکارا ہے۔ بزرگان دین کی کتابوں کے مطالعہ سے ناچیز مؤلف ابوالحماد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ غوث وقطب اور غوث اعظم وقطب المدار کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے ہر قطب غوث اور ہر قطب مدار غوث اعظم کے مناصب ومراتب سے سرفراز ہوگا لیکن ہر غوث مرتبۂ قطبیت سے بھی سرفراز ہو یہ ضروری نہیں۔

محی الدین ابن عربی کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے۔

(تفسیر روح البیان مترجم پ عم ص ۱۳ رضوی کتاب گھر)

خود غوث وقطب جداگانہ دونام ہیں لہٰذا دومختلف منصب ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہونا چاہئے۔



میں نے اپنے والد ماجد شاہ وکیل احمد علیہ الرحمہ اور دیگر اکابر خصوصاً حضور سید ولی شکوہ علیہ الرحمہ والرضوان اور سید ظہیر المنعم عرف بنّن میاں جعفری المداری سے سنا ہے کہ غوث اعظم اپنے دور میں گروہ انتظامیہ کا سردار وسرتاج ہوتا ہے اور قطب مدار گروہ عدلیہ کا سردار وسرتاج ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی قطب مدار کو انتظامیہ کی بھی ساری ذمہ داریاں دے دی جاتی ہیں البتہ اس وقت قطب مدار جامۂ قطب الارشادی میں ملبوس ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

ناچیز مؤلف ابوالحماد محمد اسرافیل عفی عنہ کہتا ہے کہ غوث اعظم اپنے دور میں مظہر کمالات مقامات نبوت کا بحر اعظم اور اس کے لطائف وجواہر کا ظلی طور سے مالک ومختار ہوتا ہے۔ اور قطب المدار مظہر کمالات مقاماتِ ولایت ورسالت کا بحر اعظم اور اس کے لطائف وجواہر کا ظلی طور سے مالک وامین ومختار ہوتا ہے۔ (واللّٰہ اعلم)

# کیا قطب المدار کے اختیارات وتصرفات پر کوئی دوسرا ولی اثر انداز ہوسکتا ہے؟

چوں کہ قطب مدار تمامی اولیائے کرام کا سرتاج وسردار ہوتا ہے، اس کے زمانے کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پا سکتا ہے۔ تمام عالم کے کاروبار کا دارومدار قطب مدار پر ہوتا ہے اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے (۱) حق تعالیٰ کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کے اجراء کا کام قطب المدار کو عطا فرما دیتا ہے (۲) اور قیام عالم کا انحصار قطب مدار کے وجود پر ہے (۳) اور تمام موجودات کا وجود قطب مدار کے سبب قائم ہوتا ہے (۴) قطب مدار ہفت اقلیم حتی کہ عرش عظیم سے تحت

الثریٰ تک ہر چیز پر متصرف ہوتا ہے(۵) وہ جس قطب کو جب چاہے اس کے عہدہ سے معزول کرسکتا ہے(۶) قطب مدار اپنے ماتحت سارے اقطاب کے تقرر تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر کرنا اور اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے(۷) تمام عالم کی مخلوق قطب الاقطاب سے فیضیاب ہوتی ہے۔اس لئے پورے یقین واعتماد اور وثوق واستناد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ قطب مدار کے خلاف کوئی ولی کسی بھی طرح سے اثر انداز نہیں ہوسکتا ہے نہ اس کے تصرفات میں سے کمی کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کے اختیارات سے کچھ سلب کرسکتا ہے نہ اس کے مریدین ومعتقدین کو کوئی گمراہ کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کے سلسلۂ بیعت وخلافت کو کوئی گزند پہنچا سکتا ہے بلکہ جو ولی قطب المدار سے ذرہ بھر سوئے ظن یا عداوت رکھے گا یا کسی بناء پر خود قطب مدار اس ولی سے آزردہ ہو جائیں تو وہ ولی رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہو جائے گا۔اور ہدایت اس سے مفقود ہوجائے گی ۔ وہ سوختہ ہوجائے گا یا اس کی ولایت سلب ہوجائے گی ۔قطب مدار کے مریدوں کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرنے والا یا خود گمراہ ہوجائے گا یا اس کے فیض کے سلسلے کو منقطع کر دیا جائے گا چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتوبات ربانی میں فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص قطب المدار کا منکر ہے یا وہ بزرگ (قطب المدار) اس سے آزردہ ہے تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے۔(مکتوبات امام ربانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۰)

## وہ حضرات جو قطب المدار ہوئے

ہر فیض کا منبع اور ہر فضل کا مصدر سید عالم معدن الجود والکرم صلی اللہ علیہ وسلم



کی ذات بابرکات ہے تمامی اولیاء اللہ کے جتنے مناصب ومدارج ہیں وہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب ومدارج اور مراتب ومنازل کے عکوس ومظاہر ہیں پس اولیاء امت میں سے جس کو جو عہدہ ومرتبہ ملا وہ بطفیل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ملا۔ پہلے اس عہدہ ومنصب سے رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سرفراز ہوئی پھر ان کے صدقے اوروں کو نوازا گیا۔حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت میں قطب الارشاد تھے۔ (بحوالہ الدر المنظم)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پیرومرشد حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:''زمانۂ نبوت میں بحیات ظاہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قطب مدار اور غوث ہر غوث تھے قطب مدار کا لقب عبداللہ ہوتا ہے۔

(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اب تک جن جن بزرگوں کو قطبیت مداریت کے رتبے سے نوازا گیا ہے زمانہ وار ان کی تفصیل بے حد مشکل امر ہے اس لئے کہ ہر زمانے کے قطب المدار کی باضابطہ فہرست کسی نے بھی مرتب نہیں کی ہے البتہ بعض بزرگوں کے ناموں کی طرف کتب تصوف میں واضح اشارہ ملتا ہے چنانچہ شیخ عبدالرؤف مناویؔ کہتے ہیں کہ میں نے شرح مقدمۃ الاصول مصنفہ شیخ ابراہیم مواہبی میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے شیخ حضرت ابوالمواہب تونسی سے نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اولاً مرتبہ قطبیت کی متولیہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا منجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مدت حیات بھر رہیں پھر ان کے بعد حضرات خلفائے اربعہ کی طرف یہ نعمت منتقل ہوئی ان کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام ہوئے لیکن عارف مرسی کا قول ہے کہ سب سے پہلے قطب حضرت امام حسن علیہ

السلام تھے۔ کذا فی نور الابصار فی مناقب اہلبیت النبی المختار منقول از الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ص ۵۹۔ واضح رہے کہ اس جگہ پر مرتبۂ قطبیت سے مراد مرتبۂ قطبیت کبریٰ ہے جو قطب المدار کا مرتبہ ہے۔

## مجدد الف ثانی کا قول

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ اے بھائی چونکہ حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ الکریم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں اس لئے اقطاب وابدال واوتاد کے مقام کی تربیت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی امداد واعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے قدم کے نیچے ہے قطب مدار انہی کی حمایت ورعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام دیتا ہے اور مداریت سے عہدہ برآ ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور امامین (سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اسی مقام میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۱)

## نوری میاں مارہروی کا قول

شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ زمانۂ نبوت میں بحیات ظاہری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ تھے۔ (قطب مدار کا لقب عبداللہ ہوتا ہے) اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور کے وزیر دست چپ عبدالملک تھے اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وزیر دست راست اور عبدالرب تھے جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو صدیق اکبر عبداللہ بنائے گئے



اور سیدنا فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ عنہما عبدالملک وعبدالرب کہلائے۔ اور جب صدیق اکبر کا دور مبارک ختم ہوا تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم عبداللہ، عثمان غنی عبدالملک اور مرتضیٰ علی عبدالرب نامزد فرمائے گئے۔ اور جب فاروق اعظم کا عہد اقدس ختم ہوا تو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی عبداللہ ہوئے اور مولیٰ علی مرتضیٰ وامام حسن عبدالملک وعبدالرب منتخب ہوئے پھر جب عثمان غنی کا زمانۂ مبارک اختتام کو پہنچا تو سیدنا علی المرتضیٰ عبداللہ ہوئے اور سیدنا امام حسن عبدالملک اور سیدنا امام حسین عبدالرب ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اور جب مولیٰ علی کا دور مبارک انتہا پذیر ہوا تو خلعت عبداللہ سیدنا امام حسن کو ملا پھر آپ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ تمامی ائمہ کرام اہل بیت اطہار کو یہ درجہ ملا۔ حضرت امام حسن عسکری کے بعد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ عبداللہ ہوئے تا آنکہ آخری زمانہ میں یہ منصب حضرت امام مہدی کو مرحمت ہوگا۔ عبداللہ اپنے زمانۂ خاص میں تمام عالم کو فیضان سے نوازتا ہے اور اس کے توسط کے بغیر کسی کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

فتوحات میں ہے کہ جن لوگوں کو اقطاب لقب دیا جاتا ہے وہ ہر زمانہ میں ایک ہی ہوتا ہے اسی کو غوث بھی کہتے ہیں اور یہی اپنے دور میں جماعت اولیاء کا سرتاج ہوتا پھر جن لوگوں کو قطبیت مرحمت ہوتی ہے ان میں بعض لوگوں کو دنیاوی ظاہری حکمرانی بھی عطا فرمادی جاتی ہے جبکہ حکومت باطنی ان کا اصل منصب ومقام ہوتا ہے مثلاً سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ، معاویہ بن یزید، عمر بن عبدالعزیز اور متوکل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور انہیں اقطاب میں وہ حضرات بھی ہوتے ہیں جنہیں خلافت باطنی تو حاصل ہوتی ہے لیکن بظاہر وہ حکمراں نہیں ہوتے جیسے احمد بن ہارون، بایزید بسطامی، بلکہ اکثر اقطاب کو ظاہری فرمانروائی مرحمت نہیں ہوتی جیسا کہ ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ **انتہی** کلام النوری۔ (سراج العوارف فی الوصایا والمعارف)

# قطب مدار کے دووزیروں کے احوال

قطب مدار کے ان دونوں وزیروں یعنی عبدالملک اور عبدالرب کو امامین کہتے ہیں یہ قیصریؔ کا قول ہے شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ جو قطب مدار کے داہنے جانب ہوتا ہے وہ بحکم قطب عالم ملکوت وغیب میں متصرف ہوتا ہے اس کا نام عبدالملک ہے وہ قطب مدار کی روح سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم علوی پر افاضہ کرتا ہے اور دوسرا وزیر جو قطب مدار کے بائیں جانب ہے وہ متصرف ہوتا ہے عالم ملکوت وشہادت میں اس کا نام عبدالرب ہے وہ قطب مدار کے قلب سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے اور جب قطب مدار انتقال کرتا ہے تو اس کا وزیر یمین قائم مقام ہوتا ہے اور وزیر یسار یعنی عبدالرب عبدالملک کے قائم مقام ہوجاتا ہے اور جو بدل کہ گروہ ابدال سے برقلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے اس کو عبدالرب کا قائم مقام کرتے ہیں تو عبدالملک قطب مدار ہوجاتا ہے۔

(بحوالہ الدرالمنظم ص ۱۷)

# وہ جو منصب مداریت پر فائز ہوئے

مذکورہ تمام فرمودات سے معلوم ومنکشف ہوا کہ رسول اکرم ہادی اعظم صلی اللہ علیہ کی ولایت خاصہ کے درجۂ علیہ عالیہ مداریہ کے حاملین میں بنت رسول خاتون جنت سیدہ طاہرہ طیبہ فاطمہ زہرا، خلفائے راشدین، سیدنا امام حسن وحسین سیدنا امام زین العابدین، سیدنا امام محمد باقر، سیدنا امام جعفر صادق کے ساتھ طریقت کے سبھی بارہ ائمہ کرام، حضرت بایزید بسطامی اور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ یہ سبھی حضرات اپنے اپنے وقت میں قطب مدار تھے اسی طرح عماد



الدین، عبدالرحمٰن پارسینی، حضرت عبداللہ شامی، علی بن حسین بغدادی، عثمان بن یعقوب الجوینی خراسانی اور احمد کو چک کو بھی قطب زماں کہا گیا ہے جیسا کہ حسین بن معین الدین میبذی کی فواتح اور الدرالمنظم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی محبوب لاثانی فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے وقت تک انیس قطب ہوئے ہیں غالباً قطب سے مراد اس قول میں قطب مدار ہی ہے ورنہ محض قطب تو بہت گذرے ہیں اقطاب زمانہ کی پوری اور صحیح تعداد تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے ویسے یہ تمام نفوس قدسیہ خصوصاً اہلبیت وصحابہ وتابعین وائمہ طریقت ہیں یہ سب حضرات مداریت کے علاوہ دوسری صفات مثلاً اہل بیت نبوت، خلافت، امامت، صحبت، تبعیت اور بعض دوسری صفتوں سے ممتاز ہیں اور جس پر جس صفت کا غلبہ ہے اس دنیا میں اسی صفت سے اس کو پکارا جاتا ہے اور اسی وصف سے دنیا والے اس کو جانتے پہچانتے اور مانتے ہیں لیکن ان اقطاب زمانہ میں ایک قطب مدار ایسا بھی ہے جس پر صفت مداریت اس درجہ غالب ہے کہ عوام تو عوام خواص اور اخص الخواص تک سبھی لوگ اس قطب مدار کے اصلی نام کے بجائے اسی صفاتی نام سے پکارتے جانتے پہچانتے اور مانتے ہیں وہ پاکیزہ نفس قدسی محبوب محبوب غفار قطب المدار زندہ شاہ مدار ہیں جن کا اصلی اسم گرامی بدیع الدین احمد ہے۔

# سید بدیع الدین قطب مدار ہیں

سرکار سرکاراں سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہدۂ مداریت صاحبان زہد وتقویٰ، متحملان ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور ارباب فکر ورضا پر مخفی وپوشیدہ نہیں ہے چنانچہ اولیاء، صوفیا، علماء، صلحا اور عوام وخواص سب نے

آپ کو قطب المدار تسلیم کیا ہے۔ مدار ہی کے لقب سے آپ مشہور و معروف ہیں۔ گروہ اولیاء میں مدار کے نام سے آپ ہی کو شہرت دوام حاصل ہے کسی دوسرے ولی کو اس نام سے نہیں پہچانا گیا ہے۔ اولیاء کی فہرست میں اگر لفظ قطب المدار کا تلفظ ہوتا ہے تو اول اول آپ ہی کی ذات کی طرف ذہن سبقت کرتا ہے چنانچہ شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی درالمعارف میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن شاہ عبداللہ غلام علی نقشبندی مجددی کی محفل میں اقطاب کا ذکر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ سبحانہ کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی قطب المدار کو عطا فرماتا ہے اور گمراہوں کی رہنمائی اور ہدایت وارشاد کا کام قطب ارشاد کو سپرد فرماتا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا:

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند وشانے عظیم دارند۔

(درالمعارف مطبوعہ استنبول ترکی، ص ۴۷)

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے اور بہت بڑی شان والے تھے۔

صوفی باصفا حضرت احمد اختر گورگانی نبیرۂ اکبر حضرت سراج الدین ابوظفر جنت مکانی تذکرۃ الفقراء ص ۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

دوسرا خانوادہ طیفوریہ جو حضرت بایزید بسطامی سے جاری ہوا آپ نے کئی خلیفہ کئے (۱) ایک شیخ مسعود خرقہ شکر بار (۲) دوسرے خلیفہ شیخ ابراہیم خرقہ خشت بار (۳) شیخ محمود خرقہ ہزار میخی (۴) چوتھے شاہ عبداللہ مکی علمبردار (۵) پانچویں شاہ احمد خرقہ زندان صوف یعنی حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ یہ سب حضرات طیفوریہ کہلائے۔

مذکورہ دونوں بزرگوں کے قول سے ظاہر وآشکار ہے کہ حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ مرتبۂ قطب المدار سے کس درجہ شہرت یافتہ ہیں۔



مراۃ الانساب ضیاء الدین احمد امروہوی مراۃ الانساب کے ص ۱۵۶ پر رقم فرماتے ہیں کہ سید بدیع الدین قطب المدار کا صلبی سلسلہ اولاد امام جعفر صادق سے ہے۔

**شجرہ:** سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سید اسمٰعیل اعرج سید احمد سید اسمٰعیل ثانی سید ظہیر الدین سید بہاؤالدین سید علی حلبی سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہم۔

ص ۱۵۷ پر مزید تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابومحمد ارغون آپ حضرت قطب المدار کے جانشین خلفاء میں سے تھے۔ نیز ص ۱۵۸ پر فرماتے ہیں کہ سید ابوالحسن طیفور سید ابوتراب فنصوریہ دونوں بزرگوار حضرت قطب المدار کے جانشین ہوئے اور فیضان سلسلہ ان سے جاری ہوا۔

اسی طرح حضرت مولانا مسعود احمد قلندری کاکوروی علیہ الرحمہ نے فصول مسعودیہ کے ص ۲۲۰ پر سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کو قطب المدار رضی اللہ عنہ تحریر فرمایا ہے۔

اور مولانا واجد علی صاحب صاحب مطلع العلوم ومجمع الفنون تحریر فرماتے ہیں کہ شاہ بدیع الدین قطب المدار تھے ملک ہندوستان میں آپ کے کمالات کی بہت ہی زیادہ شہرت ہے۔

مکتوبات امام ربانی مطبوعہ حیدرآباد کے حصہ اول کا دفتر اول کے مقدمہ میں ص ۶۰ پر جہاں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ والرضوان کے سلسلۂ مداریہ سے سرفراز ہونا تحریر ہے وہیں حضرت زندہ شاہ مدار کو شاہ بدیع الدین قطب المدار کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

مولانا محمد قائم صاحب قتیل داناپوری نے حضرت سید جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک منقبت تحریر کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں

اے جناب جنتی توجان آں قطب المدار
کن سلام از ما قبول اے دافع صداضطراب
چوں نباشد ہلسہ ام یک شعبۂ باغ بہشت
جنتی بہر تواز قطب المدار آمد خطاب
ازقتیل وہم زامی وابی ہم از شرف
صدسلام باادب برروح پاک آنجناب

اس منقبت میں جناب قتیل دانا پوری نے حضرت مدار پاک کوقطب المدار کے لقب ومرتبہ سے یاد کیا ہے۔

اورمدح حضورنور کے ص ۱۰۸ پرمولانا غلام علی شبیر قادری برکاتی نوری بدایونی نے صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ ابن حضرت میر اویس رحمۃ اللہ علیہما کا شجرۂ مداریہ جدیدہ کالپویہ تحریرفرمایاہے،جس میں حضرت زندہ شاہ مدارکوقطب المدار لکھا ہے۔

فرماتے ہیں حضرت شیخ جمال الاولیاء کوڑوی رحمۃ اللہ علیہ تک حسب مذکور حضرت شیخ قیام الدین حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید جلال عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ مکن پور۔

## حاصل مقصد

غرضیکہ حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے قطب المدار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اصحاب سیر، اہل تاریخ، علماء، خطباء، شعراء، اولیاء، صلحاء، عوام وخواص ہر طبقہ کے لوگوں نے آپ کوقطب المدار لکھا ہے۔ اور جانتے اور مانتے ہیں اگر اس موضوع پر لکھا جائے تو یہ عنوان ایک



کتابی شکل اختیار کرلے گا اہل فہم کیلئے اتنا ہی بس ہے۔

جن لوگوں کوتاریخ الاولیاء پرعبور حاصل ہے اور جولوگ گہرا مطالعہ رکھتے ہیں وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ جوحضرات عہدۂ مداریت سے سرفراز کئے گئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کے تمام علائق وعلامات اور نام وصفات زبان خلق سے محو ہوگئے ہوں اور وہ صرف قطب المدار یا زندہ مدار، یاصرف مدار کے نام سے شہرت پذیر ہو۔ وصف مداریت اس کا علم بن گیا ہواور جب مدار بولا جائے تواسی کی ذات کی طرف سب سے پہلے ذہن جاتا ہو۔ میرے علم میں ایسا کوئی ولی نہیں گزرا ہے سوائے حضرت سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار کے جس طرح سے مطلقا جب غوث یا غوث پاک یا غوث اعظم بولتے ہیں تو ذہن مسلماں حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف جاتا ہے بعینہ اسی طرح جب مطلقاً لفظ مدار یا قطب مدار یا مدار پاک یا مدار اعظم بولا جاتا ہے تو صرف اور صرف حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کی ذات والا صفات کی طرف ذہن سبقت کرتا ہے۔ آپ پر صفت مداریت اس قدر غالب ہے کہ مدار گویا آپ کا علَم ذاتی ہوگیا ہے اور اسی نام سے آپ آفاق میں جانے پہچانے اور مانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت ہمارے دلوں میں قائم رکھے آمین۔

نوٹ: اس جگہ سوانح حیات کا ایک مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔ مکمل سوانح حیات کتاب کی دوسری جلد میں انشاءاللہ تعالیٰ پیش کریں گے۔

# باب چہارم:سوانح حیات کا بیان

اس میں کوئی شک نہیں کہ کلام مجید سارے عالم کیلئے ہدایت وارشاد کی اصل ہے اللہ پاک نے اس کی آیات کو تین درجوں میں تقسیم فرماتا ہے۔بعض آیات محکمات ہیں تو بعض مجملات اور بعض ایسی متشابہات ہیں جن کے معانی ومطالب اللہ پاک ورسول علیہ السلام کے درمیان صیغہ راز ہیں۔ یہ تو کلام مجید کی بات ہے جو صفات باری تعالی سے عبارت ہے۔ اولیاء اللہ ومحبوبان بارگاہ الٰہ جوذات باری تعالی کے مظاہر ونائبین ہیں ان کو بھی تین درجوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ان میں اکثر وہ ہیں جن کا عرفان عوام وخواص کو کسی نہ کسی طرح ہو جاتا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں خواص واخص الخواص جانتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کی شناخت وعرفان کما حقہ اخص الخواص بھی نہیں کر پاتے مگر جتنا اللہ تعالی چاہتا ہے۔ غالباً انھیں سے متعلق یہ حدیث قدسی ہے **اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری** میرے محبوب اولیاء میرے قباء رحمت کے نیچے ہیں میرے سوا ان کا عرفان کسی کو نہیں ہے۔حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ جو قطب المدار فرد الافراد ہیں بلکہ مقام وراء الوراء سے بھی آگے بڑھ کر مقام قرب اقرب میں قدم جمائے ہوئے ہیں اور آپ کی ذات وصفات کے علم وعرفان سے بھی بڑے بڑے عارف محروم ہیں اور آپ کے حالات واوصاف بیان کرنے میں سخت اضطراب میں ہیں۔چونکہ آپ اسلام حقیقی حاصل کر کے غرائب الاطوار عجائب الاحوال کے مراتب پر متمکن ہیں اس لئے آپ کے بعض سوانح نگار سخت حیرت وتعجب میں پڑ کر حق و حقیقت سے دور ہو گئے ہیں۔ نیز آپ کے سلسلہ عالیہ کے معاندین ومنکرین کی بھی ایک جماعت ہے جو اپنی تحریروں میں قصداً واہیات واغلوطات کی آمیزش کرتی رہتی



ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ آپ کی سوانح حیات پر جوشبہات کی گرد جمانے کی مذموم کوششیں کی گئی ہیں انہیں صاف کر دیا جائے اور ارباب تحقیق کیلئے راستے روشن کر دئے جائیں۔

## اسم گرامی وقار

سرگروہ خانوادۂ طیفوریہ مصدر سلسلۂ مداریہ حضرت زندہ شاہ مدار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سید احمد بدیع الدین ہے کنیت ابوتراب ہے۔بعض ممالک میں احمد زنداں صوف کے نام سے مشہور ہیں۔اہل تصوف اوراہل معرفت وحقیقت آپ کو عبداللہ،قطب الاقطاب،قطب المدار،فردالافراد کہتے ہیں۔ مدار عالم، مدار دوجہاں، مدارالعالمین، شمس الافلاک آپ کے القاب مقدسہ ہیں۔ برصغیر ہندو پاک میں زندہ شاہ مدار اورزندہ ولی کے نام سے زیادہ شہرت حاصل ہے۔

## ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت صبح صادق کے وقت پیر کے دن یکم شوال المکرّم سن دوسو بیالیس ہجری ۲۴۲ھ مطابق ۵/فروری 856ء میں ملک شام کے شہر حلب کے محلّہ چنار میں ہوئی۔صاحب عالم سے سن ولادت کی تاریخ نکلتی ہے۔والد ماجد کا نام نامی سید قدوۃ الدین علی حلبی ہے اور والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ ثانیہ عرف بی بی ہاجرہ سے مشہور ہیں۔

## آپ حسنی حسینی سید ہیں

حضرت سیدنا قطب المدار بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ اپنا حسب ونسب خود ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

**انا حلبی بدیع الدین اسمی بامی وابی حسنی حسینی .**
**وجدی مصطفی سلطان دارین محمد احمد ومحمود کونین .**

(الکواکب الدرایه)

میں حلب کا رہنے والا ہوں میرا نام بدیع الدین ہے۔ ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہوں میرے نانائے محترم مصطفیٰ جان عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی تعریف وستائش دوجہان میں کی جاتی رہے گی۔

## پدری نسب نامہ

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ القوی نے اپنے ملفوظات میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح نقل فرمایا ہے کہ:

آنحضرت اجلہ از اولاد امجاد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ واسم پدر آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسمعیل ابن امام الائمہ سید جعفر صادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

یعنی حضرت قطب المدار حضرت مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے بہت بڑی ہستی کے مالک ہیں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی (مع نسبی شجرہ کے) یہ ہے سید علی حلبی ابن سید بہاؤ الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسمعیل ابن امام الائمہ سید جعفر صادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔



## مادری نسب نامہ

## والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یہ ہے

ونسب مادروے ............نام والدہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانیہ عرف ہاجرہ تبریزی دختر سید عبداللہ ابن سید زاہد ابن سید ابومحمد ابن سید ابوصالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابوالقاسم ابن سید عبداللہ محض ابن سید حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العالمین حضرت امام حسن ابن امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(منتخب العجائب قلمی ص ۵۔ سید عبداللہ)

والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے............والدہ ماجدہ کا نام نامی فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزی دختر سید عبداللہ ابن سید زاہد ابن سید ابومحمد ابن سید ابوصالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابوالقاسم ابن سید عبداللہ محض ابن حضرت سید حسن مثنیٰ ابن امام العالمین حضرت امام حسن ابن امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

رسالہ مولانا عبدالباسط قنوجی میں آپکا حسب ونسب اس طرح درج ہے:

بدانکہ کنیت آنحضرت ابوتراب ولقب شاہ مدار ونام سید بدیع الدین است آنحضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است۔ وایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شدہ سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی ابن سید بہاؤ الدین الخ وطنش حلب تاریخ تولد غرہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ در سنہ سہ صد ہجرۃ النبوی حیاتش پانصد سال۔

(حاشیہ تذکرۃ المتقین حصہ اول ص ۱۷۷، مطبوعہ ۱۳۱۵ھ)

معلوم ہو کہ آنحضرت کی کنیت ابوتراب ہے لقب شاہ مدار ہے نام سید بدیع الدین ہے والد ماجد کی طرف سے آپ حسنی ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ۔مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری کے مکتوبات سے یہ صحیح نسب نامہ درج کیا گیا ہے۔ یعنی سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی ابن سید بہاؤ الدین الخ آپ کا وطن حلب ہے تاریخ ولادت یکم شوال وقت فجر روز دوشنبہ تیسری صدی ہجری ہے۔آپ کی حیات طیبہ پانچ سو سال کی ہے۔

مراۃ الانساب میں بھی آپ کا سلسلہ نسب اسی طرح درج ہے:

یعنی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار سید علی سید بہاء الدین سید ظہیر الدین سید احمد اسمٰعیل سید محمد اسمٰعیل اول سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(مراۃ الانساب ص۱۵۶۔۱۵۷)

واضح ہو کہ سید اسمٰعیل ثانی کے بیٹے کا نام احمد ہے اور سید محمد ان کے والد گرامی ہیں اس شجرہ میں مصنف نے سہواً سید محمد کے بعد لفظ احمد کا اضافہ کر دیا ہے۔ جبکہ اسمٰعیل ثانی لکھنا چاہیے تھا۔

## حضرت خضر علیہ السلام کی تائید

حضرت خضر پیغمبر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اپنی ایک ملاقات میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو مداریت کی بشارت دیتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں:

**یا ولدی ان شیعتک لمحمدیة وتربتک فاطمیة وبذرک علویة ومیلادک حلبیة سیجعلک اللہ مدار الکرامات ومحار العلامات.**



( الکواکب الدراریة ص ۲۹ ، شیخ احمد بن محمد قانی مطبع مجیدیه مدراس)

اے صاحبزادے! بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے مٹی فاطمی ہے نسل علوی ہے اور پیدائش حلب کی ہے۔عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو کرامتوں کا مدار علامتوں کا محور بنائے گا۔

حضرت علامہ احمد بن محمد قانی حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے عالی نسب کی ترجمانی ایک منقبت میں اس طرح کرتے ہیں:

**باسم وکنیة مشابه جده**
**هذاعلی بوتراب یمدح**
**السید ابن السید ابن السید**
**عنه العواطر فی الدناتترشح**

(الکواب الدراریه)

یعنی حضرت زندہ شاہ مدار نام اور کنیت میں اپنے دادا حضرت علی کے مشابہ ہیں جن کی مدحت ابوتراب سے کی جاتی ہے۔آپ سید ابن سید ابن سید ہیں جن سے زندگی میں عطر پاشیاں ہوتی ہیں۔

## ازطرف والد

شیخ بدیع الدین بن شیخ علی بن شاہ طیفور بن شاہ کافور بن اسمٰعیل بن محمد بن حسن بن علی بن طیفور بن بہاء الد بن محمد شاہ بن بدرالدین بن قطب الدین بن عمادالدین بن عبدالحافظ بن شہاب الدین بن طاہر بن مطاہر بن عبدالرحمٰن بن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اس شجرۂ نسب سے یہ تاثر قائم کیا گیا ہے کہ حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ صحابی رسول ﷺ

کی اولاد سے ہیں۔اس شجرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ تک کل اٹھارہ واسطے بیچ کے ظاہر کئے گئے ہیں نویں و دسویں و گیارہویں صدی کی سیرت کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ عجیب وغریب شجرہ مرقوم نہیں ہے اور نہ ہی قطب المدار حضرت زندہ شاہ مدار کے اہل خاندان ومشائخ مکن پور شریف میں کسی نے یہ شجرہ لکھا ہے اور اپنا یہ شجرہ بتایا ہے اس لئے یہ شجرہ بعدوالوں کی وضع ہے، گڑھنت ہے۔

نزہتہ الخواطر کے مصنف مولانا عبدالحئی صاحب بھی نقل کرتے ہیں کہ

**وکان من اولادابی هریرة الصحابی المشهور ينتهی اليه باثنتی عشرة واسطة وقيل انه من اولاد سيد نا علی بن ابی طالب رضی الله عنه وقيل غير ذالک۔**

(نزہتہ الخواطر۳ص ۲۸ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب)

ترجمہ: آپ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، بارہ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابو ہریرہ تک پہونچتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اسکے علاوہ بھی سلسلۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔

صاحب نزہتہ الخواطر کے مطابق حضرت ابو ہریرہ والا سلسلۂ نسب صرف بارہ ہی واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ تک پہونچ جاتا ہے۔خزینتہ الاصفیاء اور نزہتہ الخواطر کی عبارتوں میں کتنا زیادہ فرق ہے قارئین کرام کو اندازہ لگ گیا ہوگا۔ایک صاحب حضرت بدیع الدین سے حضرت ابو ہریرہ تک بیچ میں اٹھارہ واسطے یعنی اٹھارہ باپ داداؤں کے نام درج کر رہے ہیں تو دوسرے صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دونوں کے مابین صرف بارہ واسطے ہیں۔ چھ چھ ناموں کے اضافے کے باوجود علماء اہل سنت آج تک کوئی صحیح ریمارک کرنے سے قاصر



ہیں۔ظاہر ہے اب بعد میں صاحب خزینتہ الاصفیاء کے مشرب کے لوگ وہی نقل کریں گے جوانھوں نے نقل کر دیا ہے اور صاحب نزہتہ الخواطر کے مشرب کے لوگ وہی لکھیں گے جو صاحب نزہتہ الخواطر نے رقم کر دیا ہے اور اس طرح داستان کذب وفریب دراز ہوتی چلی جائے گی۔اسی طرح بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بھی تحریر کیا ہے اور بعض نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن چشتی صاحب مرآۃ المداری نے تو ساری تحقیق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو انبیائے بنی اسرائیل کی اولاد سے بتادیا بنی اسرائیل کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں آپ کو لکھ مارا لیکن نہ ہی اسکا کوئی شجرہ تحریر کیا اور نہ ہی نسب نامہ۔

## شجرۂ نسب میں اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش

آمدم برسر مطلب حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کو کسی نے بے تحقیق حضرت ابو ہریرہ کی اولاد سے لکھ دیا تو کسی نے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی یا عثمان غنی خلیفۂ ثالث کی اولاد میں مرقوم کر دیا اور جناب شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی کتاب موجودہ مرآۃ مداری میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھ مارا گیا اور اس کتاب کو پڑھ کر تقریباً دس سے زائد تذکرہ نگار گم گشتۂ راہ جس میں قصر عارفاں کا مؤلف بھی شامل ہے۔حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ صحیح النسب حسنی حسینی سید ہیں۔شجرۂ سیادت تحریر کرنے میں بھی بعض بزرگوں سے سہو ہوا ہے۔بحر زخار کے مصنف حضرت وجیہ الدین اشرف علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں۔اسم شریف بدیع الدین است بسبب ولایت قطب

المداری ملقب بہ شاہ مدار گشت پدر قطب المدار سید ابو اسحاق شامی بن زین العابدین حسینی بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا است و بروایتے قدوۃ الدّین بود از فرزندان خلیفۂ ثانی یا ثالث وشیخ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی در اخبار الاخیار حضرت قطب المدار اسید نوشتہ و نام مادرش بی بی ہویدیٰ است۔

ترجمہ: یعنی آپ کا اسم شریف بدیع الدین احمد ولایت قطب المداری کے سبب شاہ مدار لقب دے دیا گیا قطب المدار کے دادا گرامی سید اسحاق شامی بن زین العابدین حسینی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ کے والد قدوۃ الدّین تھے جو حضرت خلیفہ ثانی یا ثالث کی اولاد میں سے تھے اور شیخ المحدثین عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت قطب المدار کو سید تحریر کیا ہے اور انکی ماں کا نام بی بی ہویدیٰ ہے۔

اسرار العارفین کا مصنف حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کا شجرۂ سیادت اس طرح نقل کرتا ہے "منشا سلسلۂ ایں گروہ سید شاہ بدیع الدین مدار سے ہے ان کا وطن حلب ہے اور سادات کاظمی موسیٰ الحسینی سے ہیں چنانچہ بحر الانساب میں لکھتے ہیں کہ (۱) سید بدیع الدین احمد مدار بن (۲) سید علی حلبی بن (۳) سید غفور حلبی بن (۴) سید عبدالرزاق حلبی بن (۵) سید عبدالوہاب حلبی بن (۲) سید زاہد حلبی بن (۷) سید برہان الدّین حلبی بن (۸) سید ابراہیم حلبی بن (۹) سید عبدالرحمٰن حلبی بن (۰۱) سید قاسم بن (۱۱) سید احمد بن (۳۱) سید یٰسین بن (۳۱) حضرت امام موسیٰ کاظم بن (۴۱) حضرت امام جعفر صادق" (اسرار العارفین فی احوال العاشقین مولف حضرت مولانا حافظ شاہ شبیر احمد چشتی قادری بارہ بنکی ثم احمد آبادی۔



(ص ۱۵۶)

اس شجرہ میں مدار پاک کو حضرت سید علی حلبی کا بیٹا لکھا گیا ہے لیکن بعد کے نام صرف اسی کتاب میں درج ہیں ابو اسحاق شامی کو موجودہ مرأۃ مداری میں اولاد پاک نہاد انبیاء بنی اسرائیل سے تحریر کیا گیا ہے۔ ایک آدمی کے کتنے باپ ہوتے ہیں؟ ایک اور صرف ایک۔ نہ جانے ان سیرت نگاروں کے پاس کہاں سے الہام ہوا۔ تذکرہ نگاروں کے اختلافات کہاں نہیں ہیں؟ صحابہ کرام، تابعین کرام کے شجرات اور ان کے آباء واجداد کے ناموں میں شدید اختلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے والد کے بارے میں پانچ سے زائد اقوال نقل کئے گئے ہیں جس میں حضرت ابو ہریرہ اور ان کے والد کے ناموں کا اختلاف ظاہر کیا ہے۔ علامہ عبد البر نے متعدد حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ کے والد کے بارے میں نام درج کیا ہے۔ عبداللہ بن عامر، ہریرہ بن عشرقہ شکین بن عبداللہ، بن عبدالشّمس، عبدنہم بن عامر، عبدعمرو بن عبدغنم، کردوس بن عامر۔

(استیعاب ج۴ ص ۱۷۶۹)

قارئین سمجھ رہے ہونگے ایک ابو ہریرہ کے کئی عربی نام تو ہو سکتے ہیں مگر پانچ پانچ باپ نہیں ہو سکتے ہیں والد تو صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا ایک ہی شجرہ صحیح ہے جو ان کے اہل خاندان مشائخ مکن پور شریف اور جمہور اہل سیر کے نزدیک معتمد ومقبول ہے۔

حضرت خواجہ معین الدّین چشتی کے نسب میں اختلاف: حضرت خواجہ غریب نواز معین الدّین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے نسب نامہ میں اختلاف ہے۔

معین الارواح کے مصنف سلطان الہند حضرت سید ناسرکار خواجہ غریب نواز کا نسب نامہ پدری متعدد کتب تاریخ وسیر کے حوالے سے اس طرح تحریر کیا ہے۔

(۱) خواجہ معین الدّین حسن بن (۲) خواجہ سید غیاث الدّین بن (۳) سید سراج الدّین بن (۴) سید عبد اللہ بن سید عبدالکریم بن (۲) سید عبدالرحمٰن بن (۷) سید اکبر بن (۸) سید ابراہیم بن (۹) امام موسیٰ کاظم بن (۱۰) امام جعفر صادق بن (۱۱) امام محمد باقر بن (۱۲) امام زین العابدین بن (۱۳) سید الشہداء حضرت امام حسین بن (۱۴) حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور صاحب مراۃ الاسرار ومراۃ مداری شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا ہے۔ خواجہ معین الدّین بن خواجہ سید غیاث الدّین بن خواجہ نجم الدّین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ظاہر ہے کہ حضور خواجہ پاک کا اس میں سے وہی شجرہ صحیح ہے جسے جمہور صحیح مانتے ہیں۔

حضور غوث پاک کے حسب ونسب میں اختلاف: اسی طرح حضور غوث پاک محی الدّین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شجرہ نسب کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض لوگوں نے آپ کی سیادت کا ہی انکار کر دیا ہے جیسے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کا مصنف۔ اسی شک وشبہ کو دور کرنے کیلئے اپنے وقت کے محدث اعظم حضرت شیخ ملا علی قاری نے حضور غوث پاک کی سیادت ثابت کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام نامی نزہۃ الخاطر الفاطر ہے۔ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی سے استفتاء کیا گیا کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں ہیں اور نہ حسن مثنیٰ کی اولاد میں ہیں مہربانی فرما کر کتب معتبرہ شیعہ وسنی سے نقل عبارت مع صفحہ و نام کتاب تحریر فرمائیں۔ آپ جواب لکھتے ہیں حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعاً اجل



سادات کرام سے ہیں حضور کی سیادت متواتر ہے ..... رافضیوں کے یہاں تو معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہوا سے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل قوم کا آج رافضی ہو جائے کل سے میر صاحب ہے'' **سیعلمون الذی ظلمو اای منقلب ینقلبون. واللہ تعالیٰ اعلم**

(فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۹ ج دوازدہم کتاب الشتیٰ)

حضرت صابر کلیری کے حسب ونسب میں اختلاف: حضرت صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کو مرأۃ الاسرار میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھا ہے جبکہ آپ کا شجرۂ نسب حقیقت میں حضور غوث پاک کے شجرہ سیادت سے ملتا ہے۔ مرأۃ الانساب کلاں میں ضیاء الدّین احمد علوی مجددی نے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور شجرہ بھی تحریر کیا ہے۔ سید علاء الدّین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ بن سید عبداللہ بن سید فتح اللہ ابن سید نور محمد ابن سید احمد ابن سید غیاث الدّین بن سید بہاء الدین بن سید داؤد بن سید تاج الدّین بن سید محمد ابن ضیاء الدّین علی بن سید اسمٰعیل اول ابن سید امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

(مرأۃ الانساب ص ۱۵۷ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ)

روافض وخوارج نے بزرگوں کے نسب ناموں میں تحریف کی ہے: جمہور اہل سنت کے نزدیک شجرۂ سیادت ہی مسلم ہے۔ غرضیکہ اکابر اولیاء اللہ کے حالات وشجرات میں خلط ملط اختلافات واختراعات کر دیے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود محققین کے نزدیک جوحق اور سچ ہے وہی مسلم ہے وہی مستند ہے اسی کا رواج ہے وہی صحیح منہاج ہے۔ روافض وخوارج نے انگریزوں سے ساز باز کر کے حضور سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے شجرۂ طیبہ طاہرہ میں شک وارتیاب پیدا کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے اور انکے دام تزویر میں کچھ ارباب تاریخ وسیر بھی آگئے

ہیں یا ان ظالموں نے اکابر اہلسنت کی کتابوں میں بڑی عیاری ومکاری سے اپنے طباعت خانوں سے تحریف وتبدیل کر کے شائع کرادیا ہے۔ جس سے بعض اہل قلم دھوکہ کھا گئے ہیں اور اپنی تحقیق میں حق حقیقت تک نہیں پہونچ سکے ہیں۔

صحیح مستند معروف ومعتبر یہ ہے کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار باپ کی طرف سے حسینی سید ہیں اور ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد سید علی حلبی ہیں جو قدوۃ الدّین کے لقب سے مشہور ہوئے ہیں اور والدہ ماجدہ سیدہ خاص الملک بی بی ہاجرہ عرف فاطمہ ثانیہ یہ ہیں۔ آپ کی سیادت کے لئے کسی بھی خارجی دلیل کی قطعی کوئی حاجت نہیں ہے اس بارے میں آپ کا بیان آپ کے اہل خاندان کا بیان اور جمہور کا قول کافی ہے۔ جن حضرات نے آپ کو ابواسحق شامی یا حضرت ابوہریرہ یا خلیفہ ثانی یا ثالث کی اولاد میں شمار کیا ہے یہ انکی ناواقفی غلط فہمی اور بے ثبوت کی باتیں ہیں اور اس طرح کی غلط فہمی اور شبہ پیدا کرنے میں روافض اور خوارج اور معاندین سلسلہ عالیہ مداریہ کے بڑے بڑے ہاتھ ہیں اور حرص وہوا کے بندوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔

سلسلہ مداریہ سے حسد کی وجہ: چونکہ نویں دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں سلسلہ مداریہ کا سورج آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور تابناک تھا جو چھوٹی چھوٹی خانقاہوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی لوؤں کو ماند کئے دے رہا تھا جیسا کہ حضرت عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی داراشکوہ قادری کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ چھ لاکھ آدمی آپ کے عرس میں شریک ہوتے تھے۔

(سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶)

اس زمانے میں ہندوستان کی کل آبادی زیادہ سے زیادہ پانچ چھ کروڑ رہی ہوگی۔ آمدورفت کے ذرائع محدود تھے اس حال میں عرس قطب المدار میں پانچ چھ



لاکھ آدمیوں کا شریک ہونا آپ کی سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت کی روشن دلیل ہے اور کسی کے عروج وقبولیت سے حسد کرنا اور حسد کی وجہ سے اس کے عروج وبلندی پر کیچڑ اچھالنا اہل حرص وہوا کی عادت ہے۔ جان لیجئے اور خوب تحقیق سے جان لیجئے کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ اجلہ سادات حسینی وحسنی میں سے ہیں آپ کی سیادت کسی دلیل وتعارف کی محتاج نہیں۔

## ایک عجیب وغریب سوال اوراسکا جواب

حضرت زندہ شاہ مدار مقام وراء الوراء سے ترقی کر کے مقام محبوبیت کبریٰ پر فائز تھے۔ بسا اوقات آپ جلوۂ ذات اور تصور صفات میں مستغرق ہوکر اپنوں، بیگانوں، عوام وخواص کی نظروں سے مستور ہوکر منظور نظر الٰہی ہوجایا کرتے تھے اور کبھی مقام صمدیت کا غلبہ شدید ہوتا تو مخلوق سے بالکل بے نیاز ہوجاتے تھے کچھ لوگ آپ سے متعلق یہ اڑانے لگے کہ آپ کے والدین ہی نہ تھے آپ بے ماں باپ کے تھے چنانچہ حضرت علامہ عیسٰی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سوال کیا می گویند کہ آنحضرت مادر و پدر ندارند این نوع چگونہ بود؟ فرمودند خدائے تعالی قادر است کہ بغیر مادر و پدر آفرینند۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کہ مادر و پدر نبود وعیسٰی علیہ السلام را کہ پدر نبود پس آفریدن خدائے تعالی چہ عجب است اے عزیز ولادت دو نوع است یکے ولادت صلبی کہ از مادر و پدر تعلق دارد دوم ولادت ارشادی۔

ترجمہ: کہ لوگ کہتے ہیں کہ انحضرت کے کوئی ماں باپ نہیں یہ کیسے ممکن ہوگا؟ آپ نے جواباً۔ ارشاد فرمایا خدائے تعالی قادر ہے کہ کسی کو ماں باپ کے بغیر پیدا فرمادے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے والد ووالدہ دونوں نہیں تھے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں تھا پس خدائے تعالی کے

طورتخلیق میں کیا تعجب ہے اے پیارے! ولادت کی دوقسمیں ہیں ایک ولادت صلبی ہے جو ماں باپ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری ولادت ارشادی ہے (حاشیہ تذکرۃ المتقین ۱۲۸)

اس سوال وجواب سے حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب ونسب کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا؟ ہاں اگر کوئی انکار ہی پر آمادہ ہے تو یہ اس کی کورچشمی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

غرضیکہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات حسنین کریمین کے گھر کے چشم وچراغ تھے بلکہ آفتاب سیادت وماہتاب ولایت تھے۔

**تاریخ پیدائش اور وصال میں اختلاف:** آپ کی تاریخ پیدائش اور وصال سے متعلق سیرت نگاروں نے بڑا اختلاف لکھ دیا ہے موجودہ مراۃ مداری میں ولادت کی تاریخ ۷۱۵ھ اور تاریخ وصال ۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۴۰ھ مرقوم ہے اور کل عمر شریف ۱۲۵ سال تحریر ہے۔

مُخبرُ الواصلین کے مولف نے سال ولادت ۷۱۶ھ اور سال وصال ۸۴۰ھ تحریر کیا ہے۔اس طرح کل عمر مبارک ایک سو چوبیس سال کی ہوتی ہے کسی نے ماہ عالم تاب سے سن ولادت ۵۹۰ھ نکالی تو کسی نے شاہ کونین سے ۲۴۲ھ کو سن ولادت قرار دیا ہے کسی نے سال پیدائش ۳۰۰ھ میں بتایا ہے تو کسی نے ۲۵۰ھ میں تسلیم کیا ہے بعض نے ماہ کونین سے ۱۸۲ھ کا استخراج کیا ہے لیکن سچائی اور حقیقت یہ ہے کہ قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کی ولادت کا سال ۲۴۲ھ ہے اور یہی صحیح ہے۔دلائل اور شواہد اسی کی تائید کرتے ہیں۔جمہور اہل سیر کے نزدیک بھی صحیح اور معتبر ہے۔مشائخ مکن پور کے نزدیک یہی مستند ہے۔ویسے آپ کے سن ولادت



میں اختلاف کیا گیا ہے لیکن اختلاف کرنے والوں کے دعوے بغیر دلیل کے ہیں۔ اور حق وحقیقت سے بعید ہیں اور بغیر دلیل حقائق کو نہ تو چھپایا جاسکتا ہے اور نہ ہی مٹایا جاسکتا ہے۔بزرگان دین کی پیدائش ووصال کی تاریخوں میں اختلاف کوئی نئی بات نہیں ہے،اختلاف تو اس امت کی فطرت ہے اور اس کے لئے رحمت بھی،جب کائنات کی سب سے عظیم ومحترم اور معروف مشہور ہستی سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ ﷺ کی میلا دو وصال کی تاریخوں میں اصحاب سیر وتواریخ نے اختلاف کیا ہے تو دوسروں کا کیا کہنا۔لیکن عامۃ المسلمین اور جمہور کا جس پر اتفاق ہوگیا وہی معتبر ومستند ہے اور اسی پر فتویٰ جاری ہوگا۔چنانچہ ہادیٔ اعظم شہنشاہ دوعالم ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں متعدد اقوال ملتے ہیں۔(۱) ۱۲ر ربیع الاول،طبری ابن خلدون وابن ہشام وغیرہ نے اسی پر جزم کیا ہے (۲) ابن جوزی نے ولادت باسعادت کی تاریخ کے سلسلے میں تین مختلف اقوال نقل کئے ہیں (ا) ۱۲ر ربیع الاول (حضرت ابن عباس) (ب) ۸ر ربیع الاول (حضرت عکرمہ) (ج) ۳ر ربیع الاول (حضرت عطا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین (بیان میلاد) (۳) بعض لوگوں نے ۲۲ر ربیع الاول تحریر کیا ہے۔حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے بعض نے آپ کی ولادت یوم عاشورہ کو لکھا ہے۔(غنیۃ الطالبین ص ۴۵۷) لیکن عامتہ المسلمین کا ماننا ہے کہ ۱۲ر ربیع الاول ہی میلادالنبی کا دن ہے۔ عالم اسلام میں ۱۲ر ربیع الاول ہی کو متفقہ طور سے عید میلادالنبی منائی جاتی ہے،اسی طرح سن ولادت میں بھی اختلاف ہے بعض نے ۵۷۰ء لکھا ہے بعض کے نزدیک ۵۷۱ء ہے۔اسی طرح تاریخ وصال میں بھی اختلاف کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں لکھا ہے کہ حضور کی وفات یکم ربیع الاول ہے۔نور بخش توکلی نے وفاء الوفا کے حوالے سے لکھا ہے کہ مشہور محدث حافظ ابن حجر کے

نزدیک حضور کا یوم وفات ۲/ ربیع الاول ہے۔ اوریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ جلد دوم ص ۳۳۲ پر لکھا ہے کہ علامہ سہیلی نے روض الانف اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں ۲/ ربیع الاول کو تاریخ وفات مرجح قرار دیا ہے۔ بایں ہمہ اختلاف ۱۲/ ربیع الاول ہی پر جمہور مسلمانوں کا اتفاق ہوگیا۔

# صحابہ وتابعین کی تواریخ میں اختلاف

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وتابعین کی تاریخ ولادت ووصال میں بھی اختلاف ہے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سن وصال ۳۰ھ یا ۴۰ھ درج کیا گیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی کی عمر میں بڑا اختلاف ہے کسی نے پانچ سو برس کسی نے ہزار برس کسی نے تین سو پچاس سال تو کسی نے دوسو پچاس سال تحریر کیا ہے۔ بعض کے نزدیک ایک سو پچاس سال بھی لکھا ہے۔ حضرت انس بن مالک کی وفات ۹۲ھ یا ۹۳ھ ہے حضرت سہیل بن سعد کی ۸۸ھ یا ۹۱ھ۔ حضرت واثلہ ابن اسقع کی ۸۳ھ یا ۸۵ھ ہے، حضرت ابوتفیل عامر بن واثلہ کی ۱۰۰ھ یا ۱۱۰ھ ہے، حضرت سائب بن یزید کی ۸۰ھ یا ۸۲ھ یا ۹۱ھ یا ۹۴ھ ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷۰ھ یا ۸۰ھ ہے۔

(نزہۃ القاری ج۔ ا ص ۱۱۴۔ ۱۱۵/ مفتی شریف الحق امجدی)

اسی طرح وصال کی تاریخ میں بعض نے ۱۴/ رجب اور بعض نے ۴/ شعبان ۱۵۰ھ لکھا ہے۔ (مسالک السالکین ص ۲۴۷)



# حضرات غوث وخواجہ کی رحلت میں اختلاف

حضرت خواجہ غریب نواز کی سن رحلت ۶ رجب ۶۳۲ھ یا ۶۳۳ھ اور ان کے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی رحلت ۶ شوال ۶۰۳ھ یا ۶۱۷ھ ہے۔ حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانی کی رحلت ۹/ یا ۱۷/ یا ۱۱/ ربیع الثانی ۵۶۱ھ درج ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین الغرض انبیائے کرام واولیائے عظام کی ولادت و وصال کی تاریخوں میں اختلاف کوئی امر محال نہیں۔ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ میں ائمہ دین کا اختلاف اس قدر شدید ہے کہ باقاعدہ طور سے اسلام چار مسلکوں میں بٹا ہوا ہے۔ ان اختلافات کی وجہ سے انبیاء ومرسلین، صحابہ وتابعین اور اولیاء وصالحین کی سیرت وسوانح کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس اختلاف سے نماز، روزے کی حقیقت وحقانیت کی نفی کی جائے گی۔ جب سے حضرت انسان کا وجود قائم ہے اختلاف اس کی فطرت کو ودیعت کردیا گیا ہے۔ اختلاف جب تک تلاش حقیقت کا مصدر اور ایضاح مطالب کا مرجع ہوتا ہے یہ امت کیلئے رحمت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اختلاف امتی رحمة۔ میری امت کا اختلاف کرنا اس کے لئے رحمت ہے۔ لیکن اختلاف اگر غرور وتکبر سے دوسرے کی حق بات کو انکار کرنے کے لئے کیا جائے اور اس کا مقصد صرف مجادلہ ومعاودة ہو تو یہی اختلاف قوموں کے لئے زحمت بن جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ.

# طویل العمر ہونے کی ایک وجہ

الغرض حق حقیقت سے ناواقفی کی بنیاد پر اگر کسی عالم دین نے حضرت قطب المدار سیدنا سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر مبارک اور سن ولادت میں اختلاف کیا ہے تو اس سے حضرت کی ذات بابرکات والا صفات کی عظمت و رفعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے نہ کسی کے گھٹانے سے آپ کی عمر مبارک گھٹ سکتی ہے اور نہ ہی کسی کے بڑھانے سے بڑھ سکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سرکار مدار پاک ایک طویل العمر بزرگ ہیں اور کچھ بزرگوں کے طویل العمر ہونے کی خاص وجہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے حبیب صادق و مصدوق ﷺ کا فرمان عالیشان ہے العلماء ورثۃ الانبیاء وعلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ظاہری بات ہے کہ انبیاء سابقین میں اللہ پاک کی عطا کردہ جہاں اور صفات تھیں وہیں کچھ کی عمریں طویل ہوئیں اب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اولیا میں سے چند کو طویل عمری کے وصف سے بھی موصوف ہونا چاہئے تاکہ صادق و مصدوق ﷺ کا فرمان بہر صورت ہر زاویہ سے صادق ہو اسی وجہ سے بعض اولیاء اللہ کی عمریں کافی طویل ہوئیں۔ سرکار قطب المدار سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کی سن ولادت شریف لکھنے میں اختلاف کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے کسی نے سرکار مدار پاک کی تاریخ ولادت ماہ کونین سے ۱۸۶ھ نکالی ہے کسی نے لفظ منیر سے ۳۰۰ھ تو کسی نے شاہ کونین سے ۲۴۲ھ نکالی ہے اور اکثر اصحاب سیر نے صاحب عالم ۲۴۲ھ سے استخراج کیا ہے اور اس کو سن ولادت قرار دیا ہے۔ شواہد و قرائن اس پر دال ہیں کہ ۲۴۲ھ ہی آپ کی سن ولادت صحیح و درست اور قابل اعتبار ہے اور اسی پر اکثر کا اتفاق ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدنا سید بدیع الدّین زندہ شاہ



مدار رضی اللہ تعالی عنہ یکم شوال بروز دوشنبہ ۲۴۲ھ میں قاضی قدوۃ الدّین علی حلبی کے گھر پیدا ہوئے۔

بادشاہ شاہجہاں کے صاحبزادہ داراشکوہ برادر شہنشاہ عالمگیر اورنگزیب نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں تحریر کیا ہے کہ حضرت سید بدیع الدین کا لقب شاہ مدار ہے، شیخ محمد طیور شامی کے مرید ہیں آپ کی نسبت وارادت یا تو بوجہ کبرسنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ چھ واسطوں سے آنحضرت ﷺ تک پہونچتی ہے۔ آپ سے عجیب وغریب کرامات اور حالات مشاہدے میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کہتے ہیں بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا، جو کپڑے ایک مرتبہ پہن لئے پھر انکو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہ پیش آئی، ہمیشہ صاف اور پاک رہتے۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے، یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالی نے آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدے میں گر جاتا اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے۔ آپ کی وفات ۸۴۰ھ کو ہوئی، مزار مکن پور میں واقع ہے، جو قنوج کے مضافات میں ایک موضع ہے۔ ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں (۱۶/۱۷/ جمادی الاول) آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں پانچ چھ لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں اور اطراف و جوانب ہندوستان سے روضہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں اور آج بھی عجیب وغریب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اہل ہندوستان کے چار حصوں میں دو حصہ وضیع و شریف تو حضرت غوث اعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اور اشراف زیادہ تر ایک حصہ شاہ مدار کے مرید ہیں اور ادنی درجہ کے بیشتر اور نصف حصہ خواجہ معین الدین چشتی کے مرید ہیں اور بقیہ نصف حصہ مخدوم بہاالدین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہم کے مرید ہیں

(سفینۃ الاولیا۲۳۶ رشہزادہ داراشکوہ قادری ترجمہ محمد علی لطفی)

مشہور مورخ صاحب تاریخ جدولیہ حضور مدار پاک کی مدحت سیادت و شرافت اس طرح فرماتے ہیں۔ ''سید بدیع الدین ملقب شاہ مدار درویش کامل ہیں مرقد منورہ آپ کا مکن پور علاقہ اودھ میں ہے' کہتے ہیں کہ تین سو برس سے زیادہ عمر ہوئی تھی اور عورت سے واقف نہ تھے اور مرید شیخ محمد طیفور شامی کے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے بارہ برس طعام نہیں کھایا اور بہ سبب کمال حسن کے برقع سر پر ڈالے رہتے تھے تا کہ مردماں محو نظارہ نہ ہوں و سجود سے باز رہیں'' (تاریخ جدولیہ مصنفہ منشی خادم علی مطبوعہ ۱۸۵۴ء ۱۲۷۰ھ) اسی طرح بدایوں شریف کی ایک تاریخی کتاب میں درج ہے کہ ''شیخ محمد جہندہ ۔۔۔۔۔۔۔ آپ مرید و خلیفہ حضرت سیدنا قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے تھے (بدایوں قدیم و جدید، مرتبہ نظامی بدایونی مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء) خزینۃ الاصفیاء کا مصنف رقمطراز ہے کہ صاحب معارج الولایت نے آپ کا مادری و پدری شجرہ نسب اس طرح تحریر کیا ہے کہ شجرۂ انساب پدری و مادری بدیں طور تحریر فرمود کہ شیخ حضرت سید بدیع الدین پسر شیخ علی است و نام والدہ ماجدہ وے بی بی ہاجرہ بود و شیخ بدیع الدین از اہل قریش است۔ (خزینۃ الاصفیاء ص ۳۱۱ ج ۲.)

ترجمہ شجرۂ مادری اور پدری اس طور پر تحریر کیا ہے کہ شیخ حضرت سید بدیع الدین شیخ علی کے صاحبزادے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ بی بی ہے اور شیخ بدیع الدین اہل قریش سے ہیں۔

صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار حسنی و حسینی سید ہیں والد ماجد کا نام سید علی حلبی ہے۔ سلسلہ نسب چند واسطوں سے سیدنا امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ حضرت شیخ بدیع الدین المعروف



بہ قطب المدار بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب۔

والدہ ماجدہ کا اسم مبارک بی بی ہاجرہ اور لقب فاطمہ تھا ان کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسن علیہ السلام تک حسب ذیل طریقہ سے پہونچتا ہے۔ بی بی ہاجرہ ملقب بہ فاطمہ بنت سید عبداللہ تبریزی بن سید ابو محمد بن سید محمد عابد بن سید صالح بن ابو یوسف بن عبداللہ ثانی بن حسن مثنی بن سیدنا امام حسن ابن امام علی بن ابی طالب۔ جناب سید علی حلبی قاضی قدوۃ الدین کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جن میں چوتھے صاحبزادے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ہیں'' (ماہنامہ آستانہ دہلی ص۹ ۷رجون ۱۹۵۹ء)

شاہ حبیب اللہ قنوجی کتاب ''مناقب الاولیاء'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہٗ کے والد ماجد سید علی حلبی ہیں اور آپ کی والدہ خاص الملک حضرت سیدہ ہاجرہ ہیں'' (بحوالہ ماہنامہ المبارک کانپور مئی ۲۰۱۰ سید محمد طلحہ بقائی نظامی)

**آئینہ:** حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب و نسب سے متعلق بعض سیرت نگاروں نے جس لاپرواہی اور کوتاہ نظری سے کام لیا ہے اور قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے حسب و نسب پر گرد و غبار بچھانے کی جسارت کی ہے میں انھیں صرف آئینہ دکھانا چاہتا ہوں محققین سب کے چہرے اس میں دیکھ لیں گے۔

# پیدائش کے وقت کرامت کاظہور

مدار پاک جب شکم مادر سے اس جہان تیرہ وتار میں جلوہ بار ہوئے تو روئے انور کی تابانی سے وہ مکان جگمگا اٹھا جس میں آپ پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی جبین نیاز کو خالق بے نیاز کی بارگاہ ناز میں بہرسجدہ رکھ دیا زبان حق نوا سے یہ صدا بلند ہوئی۔

لَاۤاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مَحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ادریس حلبی جو ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں روایت فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس عالم گیتی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تو روح پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع جملہ اصحاب کبار وائمہ اطہار علی حلبی کے گھر میں جلوہ افروز ہوئی اور سید علی حلبی وفاطمہ ثانیہ کو سعید بیٹے کی ولادت کی مبارکباد دی۔

غیب سے ہاتف نے ھذا ولی اللہ ھذا ولی اللہ کا مژدہ سنایا۔شاہدان بارگاہ لایزال نے اپنے لوح دل پران مُبَشَّرَات کو نقش کرلیا اور آپ سعید ازلی قرار دیئے گئے۔

# تعلیم وتربیت

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور اپنی محبوبیت کیلئے انتخاب فرماتا ہے اس کی تعلیم وتربیت کیلئے بھی بے نظیر اور بہترین انتظام فرماتا ہے چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک چار سال چار مہینے اور چار دن کی ہوئی تو سلف صالحین کی سنت کے مطابق والد گرامی نے بمنشائے رحمانی آپ کو رسم بسم اللہ خوانی کیلئے قطب ربانی شیخ وقت حضرت حذیفہ مرعشی شامی متوفی ۲۷۶ھ کی خدمت میں پیش کردیا استاذ



محترم نے حق استاذی ادا کیا ابتدائی تعلیم سے لیکر شریعت کے تمام علوم وفنون سے آراستہ پیراستہ کردیا جب آپ کی عمر مبارک ۱۴ سال کی ہوئی تو علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپ کو مہارت تامہ حاصل ہوچکی تھی۔ حافظ قرآن مجید ہونے کے ساتھ ساتھ آپ تمامی آسمانی کتابوں خصوصاً توریت، انجیل وزبور کے بھی حافظ وعالم تھے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض علوم نوادر مثلاً ہیمیا، سیمیا، کیمیا اور ریمیا میں کامل دسترس رکھتے تھے۔

# بیعت وخلافت

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد سعادت ازلیہ نے جذب دروں کو علم باطن کے حصول کیلئے پابہ اشتیاق کردیا جذبۂ شوق نے زیارت حرمین شریفین کیلئے قدم بڑھایا۔ والدین کریمین سے اجازت طلب کی اور عازم مکہ ومدینہ ہوگئے۔ جب وطن سے باہر نکلے تو منشائے قدرت نے حریم دل سے صدا دی کہ اے بدیع الدین! صحن بیت المقدس میں تمہاری مرادوں کی کلید لئے ہوئے سرگروہ اولیا بایزید بسطامی سراپا انتظار ہیں۔آپ نے عزم کے رہوار کو بیت المقدس کی طرف موڑ دیا۔ ۲۵۹ھ میں سلطان اولیاء حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی نے صحن بیت المقدس میں نسبتِ صدیقیہ طیفوریہ وبصریہ طیفوریہ سے سرفراز فرمایا اور اجازت وخلافت کا تاج سر پہ رکھ کر حلۂ باطن سے آراستہ وپیراستہ فرمایا۔آپ عرصہ دراز تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر عرفان کی نعمتوں سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے ذکرواشغال اورادووظائف اور ریاضات ومجاہدات کے ذریعے طریقت وسلوک کی منزلوں اور معرفت کے اسرار ورموز کے مقامات طے کرتے رہے مرشد برحق نے ذکر دوام اور حبس دم کی بھی تعلیم فرمائی۔

اکثر اہل سیر کا قول ہے کہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی کا وصال ۲۶۱ھ میں ہوا۱۶۱ھ کو حضرت سید بدیع الدّین قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کی سن ولادت تسلیم کر لینا سراسر دھوکہ، فریب اور غلط و باطل ہے اس لئے کہ سرکار مدار پاک کی حضور غوث پاک سے ملاقات بدلائل کثیرہ ثابت ہے تو ۱۶۱ھ کو آپ کی سن ولادت ماننا کیا معنی رکھتا ہے۔ یہ تو حق گوئی حق بینی وحق اندیشی کے خلاف ہوگا جناب اقدس شہنشاہ مدار جہاں کی لقاء حضور غوث اعظم جیلانی سے ثابت ہونے کی وجہ سے ان لوگو کی بات بھی بالکل رد ہو جاتی ہے جنہوں نے حضرت قطب المدار قدس سرہ کی سن ولادت ماہ علم تاب سے ۵۹۰ھ نکالی ہے اس لئے کہ ۴۷۰ھ سے ۵۶۱ھ کے درمیان جب ان دونوں بزرگوں کی لقاء ثابت ہے تو ۱۶۱ھ اور ۵۹۰ھ میں ولادت تسلیم کرنا بالکل باطل اور غلط ہے۔ گلستان مسعودیہ کی اس عبارت سے بھی ۵۹۰ھ اور ۱۶۱ھ کو سن ولادت ماننے کی رد ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمان چشتی صاحب مراۃ لاسرار رقم فرماتے ہیں" حضرت قطب الدّین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالۂ قطبیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میرے پیرو مرشد مکہ معظّمہ سے ہندوستان آکر اجمیر شریف مقیم ہوئے تب جا کر کافروں پر فتح نصیب ہوئی۔ حضرت سید اسلم غازی حضرت سید اکرم غازی حضرت سید صوفی غازی حضرت سید ملک غوث غازی حضرت سید محامد غازی یہی پانچوں پیر حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء شہیدان عظام کے مزارات کی زیارت کے خواستگار ہوئے ان پانچوں پیر کو حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتی نے ایک ہفتہ مہمان رکھا آٹھویں دن خرقۂ خلافت عطا کر کے حکم دیا کہ آپ لوگ اب بہرائچ شریف تشریف لے جائیں۔ الغرض۔ پانچوں پیر حضرت بختیار کا کی کی معیت میں بہرائچ شریف پہونچ



گئے۔۔۔۔۔۔(چند سطر بعد اسی اثناء میں قطب المدار سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ زندہ شاہ مدار نے پانچوں پیر کو دیکھتے ہی فرمایا بہت دنوں بعد صدیقین کی خوشبو دماغ میں پہونچی ہے۔ چند دنوں پانچوں پیر خدمت اقدس میں رہ کر راہ سلوک کے مدارج طے کرتے رہے۔ خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد قدم بوس ہوئے حکم کے مطابق مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

(مترجم گلستان مسعودی مولفہ عبدالرحمٰن چشتی علوی ص ۱۳۔۱۶)

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ۶۱۵ھ سے پہلے حضرت قطب المدار بہرائچ شریف میں موجود تھے لہٰذا ۵۹۰ھ اور ۱۶۱ھ کو آپ کی سن ولادت ماننا بعید از قیاس ہے۔

## سید سالار مسعود غازی مدار پاک کی دعا سے پیدا ہوئے

۵۹۰ھ یا ۴۴۲ھ جو لوگ آپ کی سن ولادت مانتے ہیں ان کی تردید کرامات مسعودیہ کی روایت سے بھی ہو جاتی ہے۔

سیدنا سکندر دیوانہ فرماتے ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ نفیس کپڑے پہنتا رہا جب ۴۰۱ھ میں سلطان سید سالار ساہو کو جو کہ میرے حقیقی تایا ہیں، ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے مظفر خان کی امداد کے لئے اجمیر بھیج دیا تو اس وقت مظفر خاں رائے بھیروں، رائے سوم کرپا، رائے سنگھ بھیر، رائے سوکن، رائے مہندر، رائے ماکھن، رائے جگن وغیرہ انتالیس راجاؤں کے نرغے میں محصور تھا۔ میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا اور تایائے معظم حضرت سید سالار ساہو غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے، مجھے ان کی جدائی ہرگز گوارا نہ ہوئی، گھر کا انتظام ظہیر فرزانہ کو گیارہ سال کی عمر میں سپرد کر کے اور سلطان محمود غزنوی سے

اجازت لے کر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے اجمیر پہونچا، راستے میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار سے ملاقات ہوئی جیسے ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی پر پڑی فوراً کہا سید سالار مسعود غازی کے باپ ادھر آؤ، میں یہ سن کر متعجب ہوا کہ یہ زندہ شاہ مدار کیا فرما رہے ہیں مگر سید سالار ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے۔غرضیکہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے آگے بڑھے اور سب راجاؤں کو شکست دے کر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی، چند اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانی حکومت میں شامل کیا جب ذرا اطمینان ہوا تو تائ معظمہ مخدومہ حضرت ستر معلّٰی کو غزنی سے ہندوستان بلوایا، قدرت خدا سے ۴۰۵ھ میں سید سالار ساہو غازی کے ایک فرزند آفتاب کی طرح روشن پیدا ہوئے اس کا نام مسعود رکھا گیا مفصل حال تواریخ محمودی میں درج ہے میرا اعتقاد حضرت سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار کے ساتھ مضبوط ہو گیا اور ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ چل کر فقیری اختیار کروں۔ایک دن حضرت سید سالار ساہو غازی نے کچھ تحفے تحائف دے کر مجھے حضرت سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم آگے چلو میں آتا ہوں، میں تو خدا سے یہی چاہتا تھا، فوراً تحفے لے کر حضرت سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے جا کر تحائف کو پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیجئے حضرت زندہ شاہ مدار نے کہا کہ تم عمدہ عمدہ لباس پہنے ہو عیش وعشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو فقیری میں یہ ارام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے ستر چھپانے کے لئے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہو گیا، ایک روز بعد حضرت سید سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لے کر حاضر ہوئے اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا مسعود کی آنکھ جیسے ہی



حضرت زندہ شاہ مدار پر پڑی سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا زندہ شاہ مدار نے خیریت پوچھی آپ نے دائیں بائیں گردن ہلائی، حضرت سالار ساہو نے آپ کو زندہ شاہ مدار کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو آپ نے زور وشور سے رونا شروع کیا اور منھ آسمان کی جانب بلند کیا، ہر چند حضرت سید سالار ساہو غازی گردن ان کی پھیرنا چاہتے مگر بے سود رونا ان کا کم نہیں ہوتا تھا، آخر حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ کر گود میں لے لیا ہاتھ پیروں کو چوما پیشانی پر بوسہ دیا اس وقت مسعود چپ ہوئے۔حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود میں دیا اور یہ کہا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر اس کی مصاحبت سے تجھے شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج تمہیں سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے بھی نواز رہا ہوں میں نے حضرت زندہ شاہ مدار سے دریافت کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے کہ چھ مہینے کے بچے نے آپ کو سلام کیا آپ کی خیریت کے سوال پر اس نے انکار کیا پھر آپ کے قدمبوس کرنا چاہا تو منھ پھیر لیا اور رونا شروع کیا اب آپ نے گود میں لے کر چومنا شروع کیا اس وقت خود چپ ہو گیا یہ سب کیا قصہ ہے؟ حضرت زندہ شاہ مدار نے آہستہ سے میرے کان میں کہا اس کو بچہ نہ سمجھ یہ مادر زاد ولی ہے۔جب بالغ ہوگا کفر وشرک کا نشان مٹائے گا بتوں کے ناک کان ہاتھ پیر کاٹ کر بت پرستوں کو جہنم میں داخل کرے گا پہلے جو سلام کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو دیکھتے پہلے سلام کرتے، آپ کی اولاد کی بھی یہی عادت ہے۔سالار مسعود غازی بھی اولاد علی سے ہیں لہٰذا ان کو میراث دادا کی کم سنی میں ملی ہے۔خیریت پوچھنے پر سر ہلانے کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کی خیریت اپنی خیریت پر مقدم ہے چاہتے ہیں کہ جب کافروں کو مسلمان کریں اور جو شخص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ پڑھے اس کو تلوار سے موت کے گھاٹ اتاروں، ہر ہر گاؤں میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں

اسلام کا ڈنکا بجاؤں اور مسجدیں تعمیر کراؤں اس وقت البتہ خیریت ہے ورنا خیریت کہاں؟ اور رونے منھ پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے جب انیس سال کی عمر ہوگی اس وقت شہید ہوگا، شہید کا درجہ عام ولیوں سے بڑا ہے، اس کے چپ ہو جانے کا باعث یہ تھا کہ اس کہ ہاتھ پیروں سے بہت نیک کام انجام پائیں گے اور جب میں نے ان جگہوں کو چوما تو ایک قسم کی خنکی اور مسرت اس کو محسوس ہوئی۔ اے اسلم میں نے یہ باتیں جب حضرت زندہ شاہ مدار سے سنیں اس وقت سے میں حضرت سید سالار مسعودی غازی کی صورت کا ہزار جان سے عاشق ہو گیا یہاں تک کہ شہادت کے وقت بھی ایک لمحہ جدا نہیں ہوا ان کی مرضی اپنی خواہش پر مقدم رکھی۔ (کرامات مسعودیہ مترجم ص ۲۵ تا ۲۸)

**نوٹ:** یہ کتاب بزبان عربی مولانا محمد ملیح اودھی کی تصنیف ہے مولانا محمد مسیح اودھی نے بزبان فارسی اس کا ترجمہ کیا اور مولانا الٰہی بخش نقشبندی نے اردو ترجمہ کیا طبع اول قومی کتاب خانا لکھنو ۱۲۹۶ھ، طبع دوم مجاہد اعظم پبلی کیشنز ۱۴۰۹ھ۔

اس پورے واقعہ سے بات روز رشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ ۴۰۱ھ میں اجمیر شریف کے علاقہ میں موجود تھے حضرت سید سالار ساہو غازی اور سیدنا سکندر دیوانہ کو قطب المدار نے خلافت واجازت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور سیدنا سید سالار مسعودی غازی رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا سید سالار ساہو غازی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ سے مستفیض ومستفید ہونے کی تائید وتوثیق تواریخ محمودی کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ نقل است از تواریخ محمودی کی تصنیف ملا محمود غزنوی است کے چوں ساہو سالار نزدیک اجمیر رسید برائے امداد مظفر خاں اجمیری در اجمیر بر آب جو خیمہ



نصب کردند و بخدمت درویشے کبیر انش مستفیض گشتند و آنحضرت سید بدیع الدین مدار کہ خبر تولد شدن سالار مسعودی غازی بزبان مبارک فرموند

و ہفت نام خود کہ بر ہفت آسمان ملائک بامر اللہ تعالی ذکر میکتد بسا ہو سالار را برائے ترقی درجات وکفایت مہمات عطا فرمود آں اسمائے مبارکہ معظّمہ مکرمہ اینست بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا زین اللہ یا نجم اللہ یا مجمع اللہ یا فتح اللہ یا صبغۃ اللہ یا مرید اللہ یا بدیع اللہ۔

اللہ تعالی کے حکم سے سالار مسعود غازی کے پیدا ہونے کی بشارت دی آپنے اپنے وہ سات نام جو سالار ساہو کو ترقی درجات وکفایت مہمات کیلئے عطا فرمائے جن کے ذریعہ ساتوں آسمانوں میں بحکم اللہ تعالی فرشتے تسبیح کرتے ہیں یہ ہیں تسبیح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا زین اللہ یا نجم اللہ یا مجمع اللہ یا فتح اللہ یا صبغۃ اللہ یا مرید اللہ یا بدیع اللہ چنانچہ ملا محمود غزنوی کی تصنیف تواریخ محمودی سے نقل ہے کہ جب سالار ساہو مظفر خاں اجمیری کی امداد کے لئے اجمیر کے نزدیک پہونچے تو ایک تالاب کے پاس خیمہ نصب کیا اور ایک بڑے درویش کی خدمت سے فیضیاب ہوئے اور وہ درویش حضرت سید بدیع الدّین قطب المدار تھے اپنی زبان مبارک

**نوٹ:** اس ملاقات کا ثبوت مشہور ہندی مورخ وادیب اچاریہ چترسین کی کتاب سومناتھ، ص ۱۲۷ سے بھی ہوتی ہے جو ہند پاکٹ بکس دلّی سے شائع ہوئی ہے۔

## شیخ احمد مسروق مدار پاک کی دعا سے قطب ہوئے

سرکار سرکاراں سیدنا بدیع الدّین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت باسعادت تیسری صدی ہجری میں ہی صحیح ہے۔ دلائل وبراہین اور شواہد وقرائن اس کی تائید کرتے ہیں چنانچہ شیخ فرید الدّین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ شیخ احمد بن مسروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ میں سے تھے حضرت قطب المدار کی صحبت میں رہے اور آپ خود بھی اقطاب میں سے تھے حارث محاسبی وسری سقطی کے صحبت یافتہ تھے۔(انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ:۴۳۷)

تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ ابوالعباس احمد بن محمد مسروق قدس سرہٗ کی کنیت ابوالعباس ہے اصل آپ کی طوس ہے لیکن سکونت آپ نے شہر بغداد میں اختیار کی آپ استاد شیخ علی رود باری کے اور شاگرد حارث محاسبی قدس سرہٗ کے ہیں اور سری سقطی اور محمد بن منصور الحسین قدست اسرارہم کے ہم صحبت تھے اور قطب المدار عالیہ قدس سرہٗ کے ساتھ بھی نہایت آپ کی ملاقات تھی آخر میں آپ درجہ قطبیت پر پہونچے۔(تاریخ الاولیاء ج ا رص ۲۶۷) آئینۂ نسب نامہ میں ہے کہ مصنف تاریخ الاولیاء نے جلد اول کے صفحہ ۲۶۷ میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار کا زمانہ ایک تھا اور شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق رحمتہ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں اکیس سال تک رہے اور آپ ہی کی توجہ سے قطبیت کے درجہ پر فائز ہوے اور شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق کی وفات ۲۹۹ھ میں ہوئی اور بغداد شریف میں ان کا مزار شریف ہے مصنف تذکرۃ الفقراء واسرار الواصلین نے ۶۷ پر تحریر کیا ہے کہ خواجہ بایزید بسطامی طیفور شامی رضی اللہ عنہ کے صاحب خرقۂ زندان صوف حضرت سیدنا سید بدیع الدّین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ خلیفۂ اول ہیں اور شوال المکرّم ۲۵۹ھ میں بعد نماز مغرب بیت المقدس کے صحن میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ (آئینہ نسب نامہ ص ۴۱)

مذکورہ بالا روایتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدّین



زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ۲۹۹ھ سے قبل تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت احمد بن مسروق متوفی ۲۹۹ھ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت مسعود احمد قلندری کاکوروی فرماتے ہیں کہ تولد وے در سنہ ثلث ماۃ و قبل مأتین و خمسین بود در موضع کہ سہ منزل از رود نیل زادگاہ وے است۔ (فصول مسعودیہ ص ۱۸۰)

یعنی سرکار قطب المدار سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار ۳۰۰ھ یا ۲۵۰ھ میں دریائے نیل سے تین میل کے فاصلہ پر (شہر حلب) میں پیدا ہوئے۔

چونکہ سرکار مدار پاک حضرت بایزید بسطامی سے مرید ہوئے اس لئے ۳۰۰ھ میں آپ کی ولادت ماننا بعید از قیاس ہے۔

# بزرگان دین کے شجرات سے سن پیدائش کا ثبوت

جو بزرگان دین نسبت مداریت سے مالا مال ہو کر سلسلۂ مداریہ سے منسلک ہیں یا فیضان مداریت سے مستفیض ہو کر سلوک کے مدارج طے کئے ہیں ان سب نے اپنا اپنا شجرہ مداریہ نقل فرمایا ہے اور ہر شجرہ میں پانچ واسطوں سے مدار پاک کا سلسلہ رسول ﷺ تک پہونچتا ہے اور اکثر و بیشتر شجرات میں سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی اور سیدنا عبداللہ شامی رضی اللہ تعالی عنھما آپ کے شیخ بتائے گئے ہیں۔ فصول مسعودیہ میں ہے:

# پیران کاکوری کا شجرۂ مداریہ

در بیان پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم بدانکہ پیر اول سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پیر دوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی

عنہ، پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز مکی قدس سرہٗ احوال ایشاں در سلسلۂ قادریہ مذکورہ شد، پیر چہارم حضرت شاہ امین الدّین شامی، پیر پنجم حضرت شاہ طیفور شامی عرف بایزید بسطامی قدس سرہٗ احوال ایشاں در سلسلۂ طیفوریہ مذکورہ شد، پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدّین عرف شاہ مدار قدس سرہٗ۔

(فصول مسعودیہ ص۱۸۰ حقر مسعود احمد قلندر)

**ترجمہ:** پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم کے بیان میں تو جان لے کہ اس سلسلے کے پیر اول سید المرسلین خاتم النبین ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، پیر دوم حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز عبداللہ علمبردار مکی ہیں، پیر چہارم حضرت شاہ امین الدین شامی ہیں، پیر پنجم حضرت شاہ طیفور شامی عرف ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ ہیں جن کے احوال سلسلۂ طیفوریہ کے بیان میں مذکور ہیں پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدّین عرف شاہ مدار قدس سرہٗ ہیں۔

### تذکرۃ الفقراء اور سلسلہ مداریہ

اس شجرۂ مبارکہ میں سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار کے پیر و مرشد حضرت خواجہ سلطان بایزید بسطامی عرف طیفور شامی ہیں تذکرۃ الفقراء میں ہے۔ دوسرا خانوادہ طیفوریہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے جاری ہوا آپ نے کئی خلیفہ کئے ایک تو حضرت شیخ مسعود خرقہ شکر پارہ دوسرے خلیفہ شیخ ابراہیم خرقہ خشت بار، تیسرے شیخ محمود مسعود ہزار میخی چوتھے عبداللہ مکی علمبردار پانچویں شاہ احمد خرقہ زندان صوف یعنی حضرت شاہ بدیع الدّین قطب المدار قدس سرہٗ یہ سب حضرات طیفوریہ کہلاتے ہیں۔ وفات طیفور شامی کی ۱۴؍شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی مزار پر انوار بسطام میں ہے۔ (تذکرۃ الفقراء ص ۱۶/ احمد اختر گورگانی) مفتاح التواریخ میں ہے کہ لقب



بدیع الدین است، مرید شیخ طیفور بسطامی است، ہرگز جامہ او سوخلکن نشدی و باخلق نیا میختی ۔۔۔۔۔سلسلۂ مداریہ با او سر آغاز است خوابگاہ او مکن پور است۔

(مفتاح التواریخ، صفحہ ۱۱۵، منشی دانشور مطبوعہ نول کشور)

یعنی زندہ شاہ مدار کا لقب بدیع الدّین ہے شیخ محمد طیفور بسطامی بایزید بسطامی کے مرید ہیں آپ کا لباس کبھی میلا اور پرانا نہیں ہوا آپ ہی سے سلسلۂ مداریہ کا آغاز ہے آپ کی خواب گاہ مکن پور شریف میں ہے۔

## مناقب الاولیاء اور سلسلۂ مداریہ

شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب اولیاء میں لکھا ہے
شاہ کونین شاہ بدیع الدّین مدار قدس سرہٗ پدرش علی حلبی است از خورد سالی حلب گذاشتہ بصحبت فقراء افتاد درو ے توجہ بانواع ریاضت نہاد و بخدمت طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہٗ استفادہ پذیرفت۔

(بحوالہ فصول مسعودیہ ص ۸۰)

**ترجمہ:** کہ شاہ کونین شاہ بدیع الدّین قدس سرہٗ کے والد گرامی کا نام علی حلبی ہے حضرت مدار پاک بچپن میں ہی (جب آپ کی عمر ۱۷ سال کی تھی) حلب چھوڑ کر فقیروں کی صحبت میں چلے گئے اوران میں رہ کر قسم قسم کی عبادت اور ریاضت کی اور طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔

# شجرات مشائخ مجددیہ

کلیات امدادیہ میں ہے:

ونیز حضرت مجدد را اجازت بیعت طریق چشتیہ و قادریہ وسہروردیہ کبرویہ مداریہ وقلندریہ از مرشد خود شیخ عبدالاحد وایشاں را از مرشد خود شیخ رکن الدّین گنگوہی وایشاں را از عبدالقدوس گنگوہی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ کبرویہ مداریہ اور قلندریہ کی اجازت بیعت اپنے مرشد رکن الدّین سے اور انکو اپنے مرشد عبدالقدوس گنگوہی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

حاشیہ پر درج ہے:

کہ نیز اجمل را اجازت طریقہ مداریہ از امام ایں طریقہ شیخ بدیع الدّین شاہ مدار بلا واسطہ رسید وایشاں را از طیفور شامی از یمین الدّین شامی از عین الدّین شامی از حضرت عبداللہ علمبردار از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(کلیات ص ۷۴ر حاشیہ نمبر ۴)

یعنی نیز اجمل بہرائچی کو طریقہ مداریہ کی اجازت اس سلسلہ کے امام شیخ بدیع الدّین شاہ مدار سے بلا واسطہ پہونچی ہے اور انکو طیفور شامی بایزید بسطامی سے اور ان کو یمین الدّین شامی سے اور ان کو عین الدّین شامی سے اور ان کو عبداللہ علمبردار سے اور ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت مداریہ کی تصدیق سلسلہ نقشبندیہ کی متعدد کتابوں سے ہوتی ہے بلکہ مکتوبات میں بھی آپ کی سوانح عمری کے کالم میں آپ کا سلسلہ مداریہ مع شجرہ درج ہے۔ چنانچہ اللجنتہ العلمیہ چنچل گوڑا حیدر آباد سے مطبوعہ



مکتوبات امام ربانی دفتر اول کے جواہر مجددیہ حصہ دوم صفحہ ۶۰ر پر آپ کا شجرہ مداریہ اس طرح درج ہے۔ بعد نام سید اجمل کے شاہ بدیع الدّین قطب المدار شیخ طیفور شامی یمین الدّین شامی عبداللہ علمبردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (بہر دو طریقہ) رسول خدا ﷺ

شہنشاہ ہند اورنگزیب عالمگیر کے بھائی داراشکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت سید بدیع الدّین شاہ مدار آپ کا لقب تھا شیخ محمد طیفور شامی کے مریدین میں سے ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ۲۳۶ داراشکوہ)

ان سارے شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار کے پیر و مرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہٗ السامی ہیں، سرکار قطب المدار نے آپ کی خدمت سے استفادہ کیا اور صحبت بابرکت میں رہ کر بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔

## شجرۂ عالیہ مداریہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ

حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المومنین علی بن ابی طالب، شیخ خواجہ حسن بصری، شیخ خواجہ حبیب عجمی، شیخ بایزید بسطامی شیخ الوقت بدیع الدّین مدار شیخ محمد حسام الدّین سلامتی شیخ ہدایت اللہ سرمست حاجی حضور حاجی ظہور شیخ محمد گوالیاری شیخ وجیہ الدّین گجراتی شیخ صبغۃ اللہ شیخ محمد شناوی شیخ احمد قشاشی شیخ ابراہیم شیخ ابوطاہر مدنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مقالات طریقت ص ۱۸۸ مولانا عبدالقیوم مظاہری)

# شجرۂ عالیہ مداریہ محدث شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی کو شاہ ولی اللہ سے انکو شیخ شناوی سے انکو ابو طاہر مدنی سے انکو شیخ ابراہیم سے انکو شیخ احمد قشاشی سے انکو شیخ محمد شناوی سے انکو شیخ صبغۃ اللہ سے انکو وجیہہ الدّین گجراتی سے انکو محمد غوث گوالیاری متوفی ۹۷۰ھ سے انکو شیخ حاجی ظہور سے انکو ہدایت اللہ سرمست سے انکو شیخ مدار سے انکو شیخ بایزید بسطامی سے۔

(مقالات طریقت معروف بہ فضائل عزیزیہ ص ۱۸۷ مرتبہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیاء)

# شجرہ عالیہ مداریہ مولانا احمد حسن مدرس اسلامیہ واقع کانپور

# مرید وخلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی

مولانا احمد حسن، حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حضرت مولوی میاں جیونو رمحمد تھانوی، حضرت شیخ المشائخ حاجی عبدالرحیم ولایتی ،حضرت شاہ عبدالباری امروہوی، حضرت شاہ عبدالہادی، حضرت شاہ عزالدّین، حضرت محمد مکی، حضرت شاہ محمدی ،حضرت شاہ محبّ اللہ الہ بادی ،حضرت شیخ ابوسعید، حضرت شیخ نظام الدّین حضرت شیخ جلال الدّین ،حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی ،حضرت بڈھن بہرائچی ،حضرت سید اجمل بہرائچی ،حضرت امام الطریقت برہان الحقیقت سید بدیع الدّین قطب المدار قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت طیفور شامی ،حضرت عین الدّین شامی ،حضرت یمین الدّین شامی، حضرت عبداللہ علمبردار ،حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجیہ الکریم ،حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم (نقل از تذکرۃ المتقین ج ۲ ص ۱۱۷)



# سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ محمد شیر میاں پیلی بھیتی

حضرت شاہ محمد شیر میاں، حضرت احمد علی شاہ درگاہی رامپوری ،حضرت شاہ جمال اللہ رامپوری ،حضرت قطب الدّین ،حضرت خواجہ زبیر ،حضرت محمد نقش بند، حضرت خواجہ معصوم ،حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی ،حضرت شیخ عبدالاحد، حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی سید بڈھن بہرائچی ،حضرت سید شاہ اجمل بہرائچی، حضرت سید بدیع الدّین قطب المدار، حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

(جواہر ہدایت عبدالقدیر میاں تذکرۃ المتقین ج دوم ص ۱۷۲)

# سلسلہ مداریہ حضرت امیر اللہ صفی پوری

حضرت شاہ امیر اللہ صفوی حضرت شاہ حفیظ اللہ حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر حضرت شاہ افہام حضرت شاہ عبداللہ، حضرت شاہ محمد شریف عرف بھولن، حضرت شاہ زاہد، حضرت شیخ عبدالواحد، حضرت شاہ عبدالرحمٰن، حضرت شاہ اکرم، حضرت شاہ بندگی مبارک ،حضرت مخدوم صفی ،حضرت مخدوم شیخ سعد اللہ، حضرت سید بڈھن بہرائچی حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت مخدوم سید بدیع الدّین قطب المدار، خواجہ بایزید بسطامی۔

# دیگر شجرۂ عالیہ مداریہ صاحبان صفی پور

## (شجرۂ دیگر سلاسل)

حضرت احمد گرگانی مؤلف تذکرۃ الفقراء، حضرت روشن مرزا بخت گرگانی، حضرت سید محمد دہلوی، حضرت سید فتح علی دہلوی، سید عیوض خاں شہید، سید عبدالکریم محقق، حضرت سید شاہ تاج، سید شرف الدّین، شاہ مصطفےٰ صوفی، شاہ داؤد عارف بندگی، شاہ پیرن، سلطان شیخ حامد منجھن گوشہ نشین، خواجہ داؤد، سید صدرالدّین، سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید بدیع الدّین شاہ مدار، حضرت طیفور شامی خواجہ حبیب عجمی۔

(تذکرۃ الفقراء، وتذکرۃ المتقین ج دوم ص ۱۷۳۔۱۷۴)

# شجرۂ عالیہ مداریہ سید علی نقی بانگرموی ابن مہدی علی شاہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی مشکل کشا، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت خواجہ حبیب عجمی، حضرت خواجہ بایزید بسطامی، حضرت خواجہ سید بدیع الدّین مدار، بن علی حلبی، حضرت شاہ درویش محمد بانوا مدار ثانی، حضرت سید حاجی عنایت اللہ سرمست، حضرت بندگی شاہ عظمت اللہ اکبرآبادی، حضرت شاہ نصیرالدّین محمود ایاز حضرت عشق اللہ شاہ حضرت شاہ اہل اللہ حضرت میر سید شاہ یٰسین، حضرت سید مہدی علی شاہ، حضرت سید شاہ علی نقی بانگرمئوی۔

(نقل از تذکرۃ المتقین حصہ دوم ص ۱۶۵۔۱۶۶)

ان مذکورہ شجرات سے بھی واضح ہوگیا کہ سرکار سرکاراں حضرت سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے پیرومرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف



طیفور شامی ہیں اور حضرت سلطان العارفین کی سن وفات بقول راجح ۲۶۱ھ ہے اور قطب المدار کے اکثر سوانح نگار لکھتے چلے آرہے ہیں کہ ۱۶ رسال کی عمر میں مسجد اقصیٰ کے صحن میں ۲۵۹ھ میں سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ سے آپ مرید ہوئے اور مرشد برحق کی معیت میں رہ کر نعمات وعرفان سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے اس لئے ۲۴۲ھ صاحب عالم ہی کو آپ کی سن ولادت ماننا صحیح اور راجح اور مدلل ومبرہن قول ہے۔

جن حضرات نے ۸۶ھ،۱۸۲ھ یا ۳۰۰ھ یا ۴۴۲ھ سن ولادت قطب المدار تحریر کیا ہے ان کا قول مرجوح، شواہد وقرائن کے خلاف ہے اور غیر محقق ہے اکثر سوانح نگاروں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ پانچ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ چنانچہ اخبار الاخیار میں ہے۔

شاہ بدیع الدّین مدار عجائب احوال وغرائب اطوار از وے نقل می کنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود تا دوازدہ سال طعام نخورد ولباسے کہ یکبار پوشیدہ بار دیگر احتیاج بتجدید غسل اونہ شد واکثر اوقات برقعہ برروکشیدہ بودے گویند ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردی سلسلۂ او بہ سبب کبرسن ۔۔۔یا بجہتے دیگر بہ پنج وشش واسطہ بحضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پیوند

(اخبار الاخیار، فارسی محدث عبدالحق دہلوی)

یعنی شاہ بدیع الدّین مدار رحمتہ اللہ علیہ کہ لوگ آپ کے عجیب وغریب حالات بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے اکثر اوقات چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے جسکی نظر پڑ جاتی تھی وہ بے اختیار ہوکر سجدہ کرتا کہتے ہیں کہ درازی عمر کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے پانچ اور چھ واسطوں سے آپ کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ (اخبار الاخیار اردو صفحہ ۲۹۲)

# رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے قریب تر سلسلہ

طبقات شاہ جہانی مصنفہ صادق کشمیری میں ہے: حضرت بدیع الدّین مدار قدس سرہ سال ہشت صدی ہجری آخری سلطنت شاہ گیتی ستاں صاحب قرآں پیش از وفات امیر تیمور گورگاں بہفت سال انتقال نمودہ احوال و مقامات وے عجیب وغریب است عمر طویل یافتہ سلسلہ خلافتش چہار واسطہ بصدیق اکبر رضی اللہ می رسدوایں سلسلہ بجہت وسائط از اقرب سلاسل در کشف اشراق بر دلہا و ادراک معانی بغایت مرتبہ اعلی دارد وہر کہ اور ادیدے بے اختیار سجدہ کردے بجہت انوار الٰہی کہ درجبہ وے تاباں بود ہمیشہ برقعہ پوشیدہ بودے مگر روز بار عام کہ نقاب از چہرہ برانداختے آں روز بہر کراہر چہ مشکل بودے پیش وے آوردے وے حل مشکلات خود نمودے احیائے اموات وعدم اکل وشرب وسپیدی جامہائے بے شست وشوئے گاذر از جملہ کرامات وے بود اوراخلفائے نامدار واصحاب کرام بسیار بودند ہمہ بظاہر شریعت آراستہ

(طبقات شاہ جہانی)

حضرت بدیع الدّین شاہ مدار قدس سرہ نے شاہ گیتی ستاں صاحب قرآں کے آخری دور حکومت میں امیر تیمور گورگاں کی وفات سے سات سال قبل اس جہان فانی سے پردہ فرمایا آپ کے احوال و مقامات عجیب وغریب ہیں طویل عمر پائی آپکی خلافت کا سلسلہ چار واسطوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے دوسرے سلسلوں کی بہ نسبت آپ کا سلسلہ قریب تر وسائط کی وجہ سے دلوں پر کشف



واشراق اور ادراک معانی حقیقت کے باب میں نہایت اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے جو کوئی آپکو دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا ان انوار الٰہی کے سبب جو آپکی پیشانی میں تاباں تھے مگر بار عام کے دن نقاب چہرہ سے اٹھادیتے اس دن سے کسی کو جو بھی مشکل پیش ہوتی آپ اسکا حل فرماتے مردوں کو زندہ کرنا کھانے پینے سے بے نیاز رہنا بغیر دھوبی کے دھوئے کپڑوں کا سفید وصاف رہنا آپکی جملہ کرامات سے ہے، آپکے خلفائے نامدار واصحاب کرام کثیر تعداد میں ہوئے جو سبھی ظاہری شریعت سے آراستہ تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت سید بدیع الدّین کا لقب شاہ مدار ہے شیخ محمد طیفور شامی کے مرید ہیں آپکی نسبت وارادت یا بوجہ کبرسنی یا تو کسی دوسری بنا پر پانچ اور چھ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے، آپ سے عجیب وغریب کرامات اور حالات مشاہدے میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جسکو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کہتے ہیں کے بارہ سال تک آپنے کچھ نہیں کھایا جو کپڑے ایک مرتبہ پہن لئے پھر ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت پیش نہ آئی ہمیشہ پاک وصاف رہتے شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے جو سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدے میں گر جاتا اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے، آپ کی وفات ۸۴۰ھ کو ہوئی ( صحیح ۸۳۸ھ ہے ) مزار مکن پور میں واقع ہے جو قنوج کے مضافات میں ایک موضع ہے ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں ۱۶/۱۷/۱۸ جمادی الاول میں آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں پانچ چھ لاکھ لوگ شریک ہوتے ہیں اور اطراف وجوانب ہندوستان سے روضہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں، اور آج بھی عجیب وغریب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں اہل ہندوستان کے چار حصوں میں سے دوحصہ وضیع اور شریف تو حضرت غوث اعظم

سیدمحی الدّین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اور اشراف زیادہ تر ایک حصہ شاہ مدار کے مرید ہیں اور ادنا درجہ کے بیشتر اور نصف خواجہ معین الدّین چشتی کے مرید ہیں اور بقیہ نصف حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہم کے مرید ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء ۲۳۶ شہزادہ داراشکوہ قادری برادر شہنشاہ اورنگزیب ترجمہ محمد علی لطفی) تذکرۃ الکرام میں ہے حضرت بدیع الدّین شاہ مدار مرید شیخ طیور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور نہ ان کا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا نہایت حسین وجمیل تھے۔ چاروں کتب سماوی کے حافظ و عالم تھے لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر چار سو برس سے بھی زائد تھی اللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب المدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں ان سے مخدوم حسین نوشۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدّین بہاری اپنے پیر کی کتاب عوارف پڑی تھی اور فیضیاب ہوئے آپ کے مرید اور خلفاء بہت ہیں۔

(تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء عرب واسلام ص ۴۹۳ مصنف مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلاء)

اخبارالاخیار طبقات شاہجہانی اور سفینۃ الاولیاء کی مذکورہ عبارتوں سے واضح ہے کہ سرکار سرکاراں سیدنا بدیع الدّین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی نسبت ارادت وخلافت بوجہ کبرسنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ واسطوں سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے اور اقل وسائط واقرب سلاسل ہونے کی وجہ سے قلوب سالکین ودلہائے مومنین پر کشف واشراق میں نہایت اعلیٰ وافضل مرتبہ رکھتی ہے اور قلت وسائط سلطان المفردین کی طویل العمری کا پتہ دیتی ہے اور قربت نبوی کی طرف مشیر ہے۔



# حضرت بایزید بسطامیؒ کے علاوہ دوسرے مشائخ کی نسبت

حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کو نہ صرف سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہٗ النورانی سے بیعت وخلافت حاصل بلکہ دوسرے مشائخ نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔ ان مشائخ کے شجرات میں بھی مدار پاک رضی اللہ عنہ اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف پانچ واسطے آتے ہیں۔ چنانچہ مفتی اعظم ہند اور فاضل بریلوی کے مرشد اجازت سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب برکاتی مارہروی قدس سرہٗ اپنا شجرہ مداریہ نقل کرتے ہیں جس میں مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ اور صاحب لولاک ﷺ کے درمیان صرف چار واسطے نقل فرماتے ہیں۔

**الحمد الله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله و صحبه اجمعين اما بعد فيقول الفقير ابوالحسين عفى عنه اجازني بالسلسلة البديعيته المداريه جدى و مرشدى السيد آل رسول الاحمدى قدس سره عن الحضرة اچھے میاں صاحب عن ابيه السيد حمزه ميان عن جده السيد آل محمد صاحب عن صاحب البركات المارهروى عن السيد فضل الله الكالفوى عن ابيه السيد احمد عن جده السيد محمد صاحب عن جمال الأولياء عن الشيخ قيام الدين عن الشيخ قطب الدين عن السيد جلال عبد القادر عن السيد مبارك عن السيد اجمل عن العارف الاجل الكامل الاكمل مولانا بديع الحق والدين المدار المكنفورى عن الشيخ عبد الله شامى عن الشيخ عبد الاول عن الشيخ امين الدين عن امير المومنين**

**علی رضی اللہ تعالی عنہ عن سید المرسلین محمد ﷺ**

(النور والبہا مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ص ۱۷۲ ابوالحسین احمد نوری میاں مارہروی)

**ترجمہ:** تمام تعریفیں اللہ کیلئے جو عالمین کا رب ہے درود وسلام اللہ تعالیٰ کے رسول اوران کی تمام آل واصحاب پر بعد درودوسلام کے فقیر ابوالحسین عفی عنہ کہتا ہے کہ مجھے سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت میرے دادا اور مرشد سید آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے دی ان کو حضرت اچھے میاں صاحب نے ان کو ان کے والد سید حمزہ میاں نے ان کو ان کے دادا سید آل محمد صاحب نے ان کو صاحب برکات مارہروی نے ان کو سید فضل اللہ کالپوی نے ان کو ان کے والد سید احمد نے ان کو ان کے دادا سید محمد صاحب نے ان کو جمال الاولیاء نے ان کو شیخ قیام الدّین نے ان کو شیخ قطب الدّین نے ان کو سید جلال عبدالقادر نے ان کو سید مبارک نے ان کو سید اجمل بہرائچی نے دی اور ان کو عارف اجل کامل اکمل مولانا بدیع الحق والدّین مدار مکن پوری رحمتہ اللہ علیہ نے اجازت دی ان کو (۱) شیخ عبداللہ شامی نے ان کو (۲) شیخ عبدالاول نے ان کو (۳) شیخ امین الدّین نے ان کو (۴) امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے دی اوران کو سید المرسلین محمد ﷺ نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

اس شجرۂ مداریہ میں بھی مدار پاک سید بدیع الدّین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ اور صاحب لولاک احمد مختار ﷺ کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔ شیخ عبداللہ شامی شیخ عبدالاول شیخ امین الدّین شامی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسی طرح مولوی سلامت اللہ مرید وخلیفہ شاہ اچھے میاں صاحب کا شجرۂ مداریہ حضرت اچھے میاں مارہروی سے آگے آخر سند تک تحریر کیا گیا ہے۔



# اہل بدایوں شریف کا شجرۂ مداریہ

اور مولانا عبدالقادر بدایونی جو مرید وخلیفہ مولانا فضل رسول کے ہیں اور وہ مرید وخلیفہ شاہ عبدالمجید کے ہیں اور وہ مرید وخلیفہ شاہ اچھے میاں مارہروی کے ہیں ان کا شجرۂ مداریہ بھی اسی سند کے ساتھ مرقوم ہے۔ (اکمل التواریخ)۔ ضیاء القادری

(تذکرۃ المتقین)

اور مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی کا شجرۂ مداریہ اشجار البرکات میں اسی سند کے ساتھ اسی طرح مرقوم ہے۔

خادم الفقراء علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مورخ بدایونی، مخدوم الفقراء امام الصدیقین سیدنا مولانا شاہ محمد دلدار علی بدایونی، سید شاہ فضل غوث بریلوی، سید آل احمد اچھے میاں مارہروی، سید شاہ حمزہ، سید شاہ آل محمد، سید شاہ برکت اللہ، سید شاہ فضل اللہ، سید احمد سید محمد شیخ جمال الاولیاء، شیخ قیام الدّین، شیخ قطب الدّین، سید جلال عبدالقادر، سید مبارک، سید اجمل شاہ بدیع الدّین مدار، شیخ عبداللہ شامی شیخ عبدالاول، شیخ امین الدّین، امیر المومنین حضرت علی جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اشجار البرکات ص ۷، مولف مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ)

اسی طرح سید امیر احمد واعی پوری خلیفہ سید شاہ خیرات علی کالپوی نے اپنا شجرہ عالیہ مداریہ اپنی کتاب منہاج الطریقہ میں اس طرح نقل کیا ہے۔ اجازت از حافظ سلمان احمد شاہ خیرات علی عن ابیہ سید حسین علی ومعہ عن ابیہ حضرت شاہ احمد سعید ہو عن ابیہ حضرت شاہ سلطان ابوسعید وہو عن ابیہ حضرت شاہ فضل اللہ وہو عن ابیہ سید احمد وہو عن ابیہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد وہو مجاز عن حضرت شاہ جمال اولیاء و

ہوعن سید قیام الدّ ین وہومجازعن سید قطب الدّ ین وہومجازعن سید السادات سید جلال الدّ ین عبدالقادر وہومجازعن سید المبارک وہومجازعن سید السادات اجمل وہومجازعن شیخ المشائخ حضرت سید شاہ بدیع الدّ ین الملقب قطب المدار شاہ مدار وھومجازعن شیخ عبداللہ شامی وہومجازعن عبدالاول وہومجازعن امین الدّ ین وہومجازعن شمس المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ وھومجازعن خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (منہاج الطریقۃ)

ان سبھی شجرات طیبات میں سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ اور فخر موجودات احمد مختار ﷺ کے درمیان صرف چار واسطے مذکور ہیں جن سے حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کی طویل عمری کا پتہ چلتا ہے اور آپ کے ۲۴۲ھ میں پیدا ہونے کی طرف سچی رہنمائی ہورہی ہے اس لئے ۲۴۲ھ کو ہی آپ کی سن ولادت ماننا صحیح، درست اور قول راجح ہے۔

اسی پر جمہور اصحاب سیر کا اتفاق ہے اس کے علاوہ دوسری تاریخیں غیر صحیح بے ثبوت اور شواہد و دلائل کے خلاف ہیں۔

چنانچہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کافی طویل ہے ۵۹۶/ سال کی عمر مقدس کرامت ہی کرامت ہے اس طویل مدت میں سیکڑوں ہزاروں مشائخ سے آپ کی ملاقات امر یقینی ہے آپ کو مذکورہ مشائخ کے علاوہ بعض دیگر مشائخ نے بھی اعزازی طور سے اپنی اجازت و خلافت سے نوازا ہے لیکن ان اجازت ناموں کی وجہ سے حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ النورانی اور شیخ عبداللہ شامی قدس سرہٗ السامی کی اجازت وخلافت کا انکار سچائی اور حقائق سے روگردانی کرنا ہے اور سیکڑوں مستند مشائخ کی تکذیب ہے۔



# سلسلۂ المشائخ

''سلسلۃ المشائخ'' کی یہ عبارت اہل فہم کیلئے بصیرت بخش اور عبرت آموز ہے فصل در بیان سلسلۂ مداریہ کہ آں شہباز باغ انس وآں بلند پرواز ریاض قدس و آں نسخہ جامع اسرار عالم صفات وآں لمعۂ لامع انوار عالم ذات وآں غواص بحر معانی صاحب اقتداء شیخ بدیع الدّ ین ملقب بحضرت شاہ مدار قدس اللہ سرہٗ العزیز کہ سلسلۂ مداریہ ازاں دولت مند بظہور آمد مردے بود از رجال اللہ تعالی علم ظاہری و باطنی بر کمال داشت، و در باب ریاضات ومجاہدات بے نظیر بود و در اتباع بے ہمتا آوردہ اند کہ در ایام اوائل سیاح بود از سیاحان حقیقی خضرے بود معنوی کہ مجمع بحرین حقیقی ومجازی را پیمود در اسفار خویش بسیار مشائخ را دیدہ بود و خدمت کردو از ایشاں فیض و خلافت یافتہ نسبت ارادت ایشان بہ حضرت بحر الحقائق والمعانی الشیخ طیفور شامی درست بود او شاں را بعد ارادت بسیار خدمت کردہ بود آخر ایام شیخ طیفور خلافت دادہ مسند اقتدار وارشاد مسلم فرمود۔۔۔۔ پس حضرت زندہ شاہ مدار گرچہ خلافت و اجازت از بسیار مشائخ کرام یافتہ بودند ما در شجرۂ ارادت خویش این سند را اختیار کردند کہ دریں سند وسائط قلیل اند و بہ فیض اقرب است من حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

**ترجمہ:** یہ فصل سلسلہ مداریہ کے بیان میں ہے جو اس شہباز باغ انس بلند پرواز ریاض قدس نسخہ جامع اسرار عالم صفات لمعۂ لامع انوار عالم ذات غواص بحر معانی صاحب اقتداء شیخ بدیع الدّ ین ملقب شاہ مدار قدس سرہ العزیز سے ظہور پذیر ہوا ہے آپ رجال اللہ میں سے ایک رجل کامل تھے علم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا، ریاضت و مجاہدات کے باب میں بے نظیر اور

اتباع سنت میں بے مثل تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اوائل عمری میں ہی آپ سیاحان حقیقی کی صف میں جا ملے تھے آپ خضر معنوی تھے کہ مجمع بحرین حقیقی و معنوی کو آپ نے طے کر لیا تھا اپنے سفروں میں بہت سے مشائخ کرام کی زیارت کی اور خدمت بجا خلافت حاصل کی ہے لیکن اپنے شجرہ ارادت میں اسی سند کو اختیار فرمایا ہے کیوں کہ اس سند میں وسائط قلیل ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض میں قریب تر ہے۔

(سلسلۃ المشائخ: مصنف محمد عثمان پر خالی یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی میں محفوظ ہے)

(C.12/18)(RNO-315

# حضرت بایزید بسطامی کا وصال

مرشد برحق نے مرید صادق کو عرفان حق اور مشاہدات حقیقت کا ایسا لطیف احساس اور سلیم جذبہ عطا فرمایا کہ آپ مشاہدۂ ذات الٰہی اور درک صفات لامتناہیہ میں محو و مستغرق رہنے لگے۔ دوسو اکسٹھ ہجری کا سورج اپنے آٹھویں برج میں قدم رکھ چکا تھا چودھویں رات کا چاند اپنی پرشباب چاندنی سے جبین کائنات کو منور و مجلی کر چکا تھا داعی اجل نے حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے در زیست پر دستک دی اور عالم قرب اقرب میں حضوری کا دعوت نامہ پیش کر دیا۔ ۱۴ر شعبان المعظم ۲۶۱ھ میں اس دار فانی سے عالم بالا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرشد سے جدائی کے بعد حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ اپنے حاصل مراد معبود حقیقی کی یاد سے حریم دل کو آباد کرنے لگے اور ایک مخصوص مقام پر ذکر جان جاناں میں محو مستغرق ہو گئے آپ نے ایسی گوشہ نشینی اختیار فرمائی کہ دنیا کی تمام چیزوں سے قلب پاک معری ہو گیا آپ کا باطن خالی اور مصفی ہو گیا اور دنیا و آخرت سے مجرد ہو گئے تجلیات ربانیہ کی ہمراہی اور مشاہدات حقانیہ کی ہمنوائی میں ایک طویل عرصہ گذر گیا۔



# حج بیت اللہ

ایک رات وارفتگی شوق کے عالم میں تھوڑی دیر کیلئے آنکھوں کے دریچے بند ہوئے تھے کہ خواب میں مصطفےٰ جان عالم صلی اللہ علیہ کی شبیہ مبارک جلوہ افروز ہوئی اور ایک شیریں آواز کانوں میں گونج اٹھی کہ بدیع الدین تیری مرادوں کے حصول کا وقت قریب آ گیا ہے گنبد خضرا کے مکین تیرے نانا جان سنہری جالیوں سے تیری راہ دیکھ رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو دل کی دنیا میں مسرتوں کا طوفان برپا تھا وارفتگی شوق احساس و وجدان پر چھاتی چلی گئی لیکن خرد نے سرگوشی کی کہ اے شوق مچل اے پاؤں ٹھہراے دل کی تمنا خوب تڑپ! آپ نے رہوار شوق کو خانۂ کعبہ کی طرف موڑ دیا موسم حج شروع ہو چکا تھا فریضۂ حج و زیارت ادا کیا جب جمال الٰہی کی تجلیلوں کے فروغ سے قلب دروں کندن ہوگیا تو دل بیتاب پر مدینہ منورہ کے احساسات چھاتے چلے گئے۔ وہ سرزمین جس کے نام کو سن کر اہل ایمان کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں وہ نورانی گلیاں جن میں جاروب کشی کیلئے آنکھیں اور پلکیں آرزو مند رہتی ہیں، مسجد نبوی کے وہ معطر و منقش ستون جنہیں تصویروں میں دیکھ کر ہی احساس و وجدان سجدہ ریز ہو جاتا ہے وہ گنبد خضریٰ جس سے نور کی شعائیں پھوٹ پھوٹ کر ساری کائنات کو روشن کرتی ہیں۔ اب وہاں کی حضوری، رسائی اور باریابی کے دھن میں پائے شوق وارفتہ و تندرو ہوتا جا رہا ہے جوں جوں منزل مقصود قریب آ رہی ہے دل و دماغ اور روح کی تمام حسیات پر ادب و احترام کا رنگ غالب ہوتا جا رہا ہے۔ مقدر کی باریابی سے در حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ حضوری ہوتی ہے۔ یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ ہے۔ یہاں خلقت کا ہجوم رہتا ہے یہاں تو شہنشاہ بھی گدا بن کے آتے ہیں۔ یہ مقام تو فہم و ادراک کی منزل سے بھی بالاتر ہے۔ یہاں

شرمساری کے جلو میں امیدوں کا دیا جلتا ہے اضطراب کے پس پردہ چین وسکون کی ہوا چلتی ہے ادھر دائیں ہاتھ کو منبر نبوت ہے اور یہ ریاض الجنہ ۔ یہاں قدم قدم پر انوار ورحمت سجدہ ریز ہیں۔ نور ونکہت کی زمین پر چاند، سورج اور ستارے دست بستہ نو رکی خیرات کیلئے کھڑے ہیں ۔ دن یا رات کی کسی گھڑی میں ایک پل کیلئے بھی یہ جگہ خالی نہیں رہتی ہے۔ دیوانے اور مستانے یہاں دھونی رمائے رہتے ہیں بیک وقت ستر ہزار فرشتے درود وسلام کے نغموں کے ساتھ یہاں کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اللہ ہو کی بازگشت فضا کو گرمائے رہتی ہے یہاں کا ایک سجدہ ہزاروں سجدوں پر بھاری ہوتا ہے۔

حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں باریاب ہیں دل کی بے تابی کو قرار مل رہا ہے اضطراب شوق پر حصول تمنا کی امیدوں کا غلبہ ہو رہا ہے احساسات پر سکون کی خنکی چھا رہی ہوتی ہے رات اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے فجر صادق اپنے اجالے کو کائنات پر بکھیرنے کی تیاری کر رہا ہے کہ اسی اثناء میں رحمت ونور کے پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نورانیت کے ساتھ عالم مثال میں ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے دلبند بدیع الدین قطب المدار کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں قطرہ سمندر سے مل کر سمندر ہونے جا رہا ہے، ذرّہ آفتاب بن رہا ہے معاً امیر کبیر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم عیاں ہوتے ہیں بارگاہ رسالت سے حکم جاری ہوتا ہے اے علی! اپنے نور نظر کو روحانیت کی تربیت دے کر رجل کامل بنا کر میرے پاس لاؤ۔

## نسبت اویسیہ سے مشرف ہونا

تاجدار اقلیم ولایت نے آپ کو اپنی آغوش عاطفت میں لیکر آپ کی روحانیت کو صیقل فرمایا اور قلب کو متحمل بار ولایت عظمیٰ بنا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔



رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مشمول عواطف فرما کر خانۂ نبوت میں اسلام حقیقی کی تلقین فرمائی اور اپنے جمال جہاں آرا سے آپ کے قلب وروح کو مزین فرما کر شرف اویسیت سے ممتاز فرمایا۔ اور ہندوستان جانے کی تاکید فرمائی۔

## اویسیت کا مطلب

قارئین! اویسیت کیا ہے اور اس کی شان کتنی نرالی ہے؟ اس کے فہم وادراک کیلئے شاہ سمنان حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں تھوڑی دیر کیلئے حاضری دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:

شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ گفتہ کہ قومے از اولیاء اللہ عزوجل باشند کہ ایشاں را مشائخ طریقت وکبرائے حقیقت اویسیاں نامند کہ ایشاں را در ظاہر بہ پیری احتیاج نبود زیرا کہ ایشاں را حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در حجرۂ عنایت خود پرورش می دہند بے واسطۂ غیرے چنانکہ اویس دادہ ایں عظیم مقامی بود ورَوِشِ عالی تر کرا اینجا رسانند وایں دولت بکہ رونماید بموجب آیت کریمہ ذالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ.

(لطائف اشرفی۔ ملفوظات حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ لطیفہ۱۴ اوال)

شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ولیوں میں سے کچھ حضرات وہ ہیں جنہیں بزرگان دین مشائخ طریقت ''اویسی'' کہتے ہیں کہ ان حضرات کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرۂ عنایت میں بذات خود ان کی تربیت و پرورش فرماتے ہیں اس میں کسی غیر کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تربیت دی تھی یہ مقام اویسیت نہایت ہی اونچا

روشن اور عظیم مقام ہے۔ کس کی یہاں تک رسائی ہوتی ہے؟ اور یہ دولت کسے میسر ہوتی ہے؟ بموجب آیت کریمہ یہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ:

حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند و بسے مشربے عالی داشتند وبعضے علوم نوادر مثل ہیمیا وسیمیا وکیمیا وریمیا از ایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے را باشد۔

(لطائف اشرفی فارسی ص۳۵۴، مطبوعہ نصرت المطابع دہلی)

حضرت شیخ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار قدس سرہ بھی اویسی ہوئے ہیں نہایت ہی بلند مرتبہ والے ہیں بعض نوادر علوم جیسے ہیمیا، سیمیا، کیمیا، ریمیا ان سے مشاہدہ میں آئے جو اس گروہ اولیاء میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ ایسا ہی مراۃ الاسرار کے صفحہ نمبر ۱۰۰۷ پر درج ہے۔

## فیض اویسیہ مداریہ کا اجرا

حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کو بارگاہ قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مخصوص نعمت اویسیت تفویض کی گئی آپ نے اس فیضان کو صرف اپنی ذات کیلئے مختص نہیں فرمایا بلکہ جود وسخا اور کرم وعطا سے کام لیتے ہوئے آپ نے اس فیض کو دوسروں میں بھی تقسیم فرمایا چنانچہ آپ کے ایک مرید وخلیفہ حضرت محمود کنتوری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضور اپنا سلسلہ مجھے عطا فرمائیں۔ کریم ابن کریم نے نوازش کا دریا لٹا دیا ارشاد فرمایا:

**اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ**



**علیہ و آلہ وسلم.**

اپنا نام لکھو پھر میرا نام رقم کرو اور اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نقش کرلو اور سلسلہ اویسیہ مداریہ سے مستفیض ہو جاؤ۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

## جمال اولیاء کوڑہ جہان آبادی کا نسبت اویسیہ مداریہ سے مستفیض ہونا

اکرام ونوازش کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوگیا بلکہ وصال کے بعد بھی صاحب ظرف وقلب کو آپ شرف اویسیت سے نوازتے رہے ہیں چنانچہ وقت کے ولی کامل سلسلہ برکاتیہ رضویہ کے انتیسویں امام شیخ طریقت حضرت محمد جمال الدین عرف جمال اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بلاواسطہ آپ رضی اللہ عنہ سے فیض اویسیہ حاصل فرمایا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص۳۱۰، عبدالمجتبیٰ رضوی)

## بارگاہ نبوت سے ہجر وجدائی کا احساس

اویسیت کی تفصیل جاننے کے بعد ایک مرتبہ پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دیجئے اور تاریخ کا پچھلا ورق الٹ کر دیکھئے قطب المدار رضی اللہ عنہ مرادوں کی جھولی بھر چکے ہیں مقدر کی سرفرازی کو کمال معراج حاصل ہو چکا ہے۔ شمع شبستان مصطفائی سے جسم وتن کے ساتھ ساتھ جہان قلب وروح بھی روشن ہو چکا ہے لیکن شہر نبی کو چھوڑ کر ہندوستان جانے کا اشارہ خرمن وصال پر ہجر کی بجلیاں کوندنے والی ہیں۔

عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے دل میں یہ صدا گونجتی ہو

تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں میں جائے کون؟

دل مضطر جدائی کی خبر سن کر تڑپ تڑپ کر کس قدر بے چین ہوا ہوگا اہل دل ہی اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ لب خاموش ہے، آنکھیں کھلی کی کھلی ہیں، زبان کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن قوت گویائی پر پاس ادب کی حکمرانی مسلط ہے، احساس جدائی میں آنکھوں سے اشک ابلنا چاہتے ہیں مگر ادب نے آنسو روک دیئے ہیں۔

لہو لہو ہے جگر آنکھ تر نہیں ہوتی

یہ سوچ کر فغاں گلے میں آ کر رک گئی کہ شاید حضور کے نازک گوش مبارک تاب فغاں نہ اٹھا سکیں جذبۂ عشق مدینہ سے جدائی کیلئے قطعی تیار نہیں ہے لیکن عقل سلیم کانوں میں سرگوشی کرتی ہے آنے والے کو تو جانا ہی ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! اتنی لمبی زندگی اور اتنا کم پڑاؤ دل گرفتہ ہوتے ہیں شوق تسلی دیتا ہے۔ جناب عالی! آپ گھبرائیں نہیں کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ پھر در حضور پہ حضوری کا شرف ملے گا۔ آپ الوداعی سلام عرض کرتے ہیں۔

اے نوری قباوالے الصلوۃ والسلام
اے گنبد خضریٰ کے مکین مقدس! الصلوۃ والسلام
اے مدینے کے تاجدار الصلوۃ والسلام
اے رحمت کائنات الصلوۃ والسلام

## سفر ہندوستان

سرزمین ہند جس کے لالہ زاروں اور گلستانوں سے پھوٹی ہوئی ایمان ویقین کی خوشبو بارگاہ رسالت میں محسوس کی جاتی ہے اور حریم نبوت سے اہل ایمان کو یہ بشارت دی جاتی ہے کہ ''ہندوستان سے ایمان کی خوشبو آ رہی ہے'' ایمان کی اس



خوشبو سے اہل ہند کے دل ودماغ کو معطر کرنے والے کا انتخاب ہو چکا ہے۔ کفر وضلالت کے اندھیرے میں ایمان وہدایت کی تجلیاں بانٹنے کیلئے ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی ایک نور نظر کو مظہر سراج منیر بنا کر ہندوستان روانہ ہو جانے کا حکم صادر فرما دیا ہے۔ مبلغ کو تبلیغی صلاحیتوں سے مسلح کر دیا گیا ہے۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانی اسلام کے نقیب بن کر عازم ہند ہو رہے ہیں سمندری سفر درپیش ہے۔ ہندوستان آنے والا جہاز ساحل عرب پہ تیار کھڑا ہے کوچ کا نقارہ بجنے والا ہے لوگ اپنے اپنے زاد سفر کے ساتھ اپنی نشست گاہوں پر بیٹھ چکے ہیں ناخدا بار بار ساحل کی طرف نگاہیں ڈال رہا ہے کہ کہیں کوئی ہند کا مسافر چھوٹ نہ جائے حضرت قطب المدار عین وقت پر وہاں پہنچتے ہیں اور مسافروں کی فہرست میں ایک فرد کا اور اضافہ کر لیا جاتا ہے۔ ملاح لنگر اٹھاتے ہیں اور جہاز جانب منزل رواں ہوتا ہے۔ عین وسط سمندر میں توحید کا مبلغ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے لوگوں کے درمیان کھڑا ہوتا ہے اور توحید ورسالت کا پیغام انہیں سناتا ہے۔

''اے لوگو! عبادت کے لائق تو صرف اور صرف اللہ ہے وہ ایک ہے اس کی ذات وصفات میں کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں'' جب یہ صدائے توحید اہل جہاز کے کانوں میں پہنچی تو ان کی شقاوتوں نے قبول حق سے انکار کرنے پر انہیں مجبور کر دیا اور ان کے ویران قلوب اور مردہ روحیں انوار اسلام سے معمور نہ ہو سکیں غضب الٰہی کو جوش آیا اور جہاز طوفان کی زد میں آ کر غرقاب ہو گیا۔ آپ کے سوا جہاز پر سوار سبھی مسافر ملاح بھی سمندری موجوں میں دفن ہو گئے۔ قدرت خداوندی سے شکست وغرقاب جہاز کا ایک تختہ بر آمد ہوا۔ اللہ کی حفاظت میں اس تختہ کے سہارے حضرت قطب المدار سمندر میں تیرنے لگے اسی حالت میں کچھ ایام گذر گئے بھوک

و پیاس سے نڈھال ہو گئے جسم مبارک کا پیراہن ژولیدہ ہو گیا آپ نے بارگاہ الٰہی میں دل سے یہ دعا کی:

"الٰہی مرا گرسنگی نہ شود ولباسِ من کہنہ نہ گردد۔ (دارالمعارف ص ۱۴۷)

اے اللہ جل شانہ! "ایسا کر دے کہ مجھے بھوک نہ لگے اور میرا لباس میلا ویرانا نہ ہو"۔

دعا باب اجابت سے ٹکراتی ہے قبولیت اپنے آغوش میں لیتی ہے صوبہ گجرات کے بندر کھمباچ کے ساحل پر آپ آکر لگتے ہیں بارگاہ بے نیاز میں جبین نیاز کو رکھ کر شکرانہ ادا کرتے ہیں۔

## مقام صمدیت پر فائز ہونا

آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو کانوں سے ایک صدا ٹکرائی سید بدیع الدین ادھر آیئے آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ اپنی عقابی نگاہوں کو ہر طرف دوڑایا کوئی منادی نظر نہیں آیا۔ معاً وہی صدا دوبارہ کانوں سے ٹکرائی پھر آپ نے گردوپیش کا مطالعہ فرمایا تیسری مرتبہ وہی صدا بلند ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا اس ویرانے میں کون ہے جو میرے نام سے واقف ہے؟ ملائک عنصری کا سردار شخیشا ایک حسین پیکر میں ظاہر ہوا۔ ایک روایت ہے کہ ابدال صحرائی ظاہر ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام رونما ہوئے اور فرمایا کہ صاحبزادے! عالم علوی وسفلی میں آپ کے نام کا اعلان کر دیا گیا ہے سب آپ کو جانتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ آیئے۔ آپ ان کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ اس باغ میں ایک نہایت ہی خوبصورت اور عالیشان مکان ہے مکان میں سات دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ایک پیکر جمیل نگہبانی کیلئے مقرر ہے آپ دروازے عبور کرتے گئے اور تہنیت ومرحبا اور مبارکبادیاں حاصل کرتے گئے جب حویلی کے اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ



ایک بہت ہی عظیم الشان خوبصورت تخت بچھا ہوا ہے اور تاجدار کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار کے جلوہ افروز ہیں۔ مقدر کو سرفرازی ملی حضوری میں شرف باریابی حاصل ہوئی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکمال شفقت آغوش عاطفت میں بٹھایا اسی اثناء میں ایک شخص ایک خوان میں طعام ملکوتی اور بہشتی حلہ لیکر ظاہر ہوا۔ قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نو لقمے آپ کو کھلائے جس کے سبب تمام طبقات ارضی وسماوی آپ پر روشن ہو گئے ارشاد ہوا کہ اب تم کو کھانے پینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور جنتی حلہ پہنا کر یہ بشارت دی کہ اب یہ کبھی میلا، پرانا اور ژولیدہ نہ ہوگا۔ اور اس کو دھونے اور صاف کرنے کی حاجت درپیش نہیں ہوگی۔

(اختصار از بحر زخار ص 978-979)

## رخ روشن تابناک ہو گیا

اور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے چہرے پر اپنا دست منور پھیر دیا جس کے سبب آپ کا روئے مبارک اتنا روشن اور تابندہ ہو گیا کہ دیکھنے والے تاب نظارہ نہیں لا پاتے اور رخ روشن کی تجلیوں کو دیکھ کر بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتے محض صورت دیکھ کر کلمہ پڑھ لیتے اور پکار اٹھتے کہ جب اللہ کے اس محبوب کے جمال کا یہ عالم ہے تو اس خالق حسن وجمال کا کیا عالم ہوگا۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاحب طبقات شاہ جہانی رقمطراز ہیں:

ہر کہ او را دیدے بے اختیار سجدہ کردے۔ بجہت انوار الٰہی کہ در جبہ وَے تاباں بود۔

جو کوئی آپ کو دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا ان انوار الٰہیہ کے سبب جو آپ کی پیشانی میں تاباں تھے۔ (طبقات شاہ جہانی۔ تالیف محمد صادق کشمیری ہمدانی)

شہزادہ دارا شکوہ قادری نے آپ کی اس عظمت شان کو بڑے حسین پیرائے

میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں: ''حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا جو کپڑا ایک مرتبہ پہن لئے پھر ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہ پیش آئی ہمیشہ صاف اور پاک رہتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ صمدیت پر فائز تھے یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے۔

(سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶)

(شہزادہ داراشکوہ قادری ترجمہ محمد علی لطفی) صاحب تذکرۃ الکرام اس کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں:

''حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کہ بظاہر وہ کچھ نہیں کھاتے تھے اور ان کا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین وجمیل تھے چاروں کتب سماوی کے حافظ و عالم تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی۔ واللہ اعلم۔ اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے بھی کیا تھا اور وہ اپنے وقت کے قطب مدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔

صاحب بحر زخار علامہ وجیہہ الدین اشرف فرنگی محلی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت بدیع الدین قطب المدار مقام صمدیت میسر شدہ بود وآں مقام را چند علامت است (۱) ہرگاہ صوفی بآں مقام



می رسد باکل وشربِ دنیا احتیاج نباشد (۲) وضعف وپیری نمی نماید (۳) ولباس او کہنہ وگریشتن نمی شود (۴) وہر کہ جمالِ باکمالِ اومی بیند بے اختیار سجدہ می کند ایں ہمہ علامت در آن حضرت موجود بود۔

ترجمہ: حضرت بدیع الدین قطب المدار کو مقامِ صمدیت میسر ہو گیا تھا اور اس مقام کی چند علامتیں ہیں (اول) جس وقت صوفی اس مقام میں پہونچتا ہے اسے دنیاوی چیزوں کے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی (دوئم) اس پر ضعف اور بڑھاپا طاری نہیں ہوتا۔ (سوئم) اس کا لباس پرانا اور میلا نہیں ہوتا (چہارم) جو کوئی اس کے جمالِ باکمال کو دیکھتا ہے۔ بے اختیار سجدہ کرتا ہے۔
یہ تمام علامتیں حضرت مدارِ پاک میں موجود تھیں۔

(بحر زخار جلد سوئم کا تیسرا حصہ قلمی مخطوطہ کاتب سید حبیب اشرف (شعبۂ چہارم ص ۹۷۶)

(تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام ص ۴۹۳، مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعُلیٰ)

واضح ہو کہ حضرت سیدنا بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے طعام بہشتی کھلا کر کھانے پینے کی ضرورت سے بے نیاز فرما دیا تھا۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی نے آپ کی ہمراہی میں پورے بارہ سال تک آپ کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور بارہ سال خورد ونوش نہ کرنے کی روایت فرمائی اسی پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت محدث عبدالحق دہلوی قدس سرہ النورانی نے بارہ سال کی روایت فرمائی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ طعام بہشتی کھانے کے بعد پوری عمر کھانے پینے سے بے نیاز رہے چنانچہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ملفوظات میں اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار بود وشانے عظیم دارند وایشاں

دعائے کردہ بودند کہ الٰہی مرا گرسنگی نشود ولباس من کہنہ نگردد ہمچناں شد کہ بعد ازاں دعا در تمام عمر بقیہ طعامے نخوردند ولباس ایشاں کہنہ نگشت، ہموں یک لباس تا بہ ممات کفایت کرد۔

(درالمعارف ص ۱۴۸۔۱۴۷، ملفوظات حضرت غلام علی نقشبندی مجددی، مطبوعہ ترکی)

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ ''قطب مدار'' تھے اور بہت عظیم شان والے تھے آپ نے دعا کی تھی کہ ''الٰہی! مجھے بھوک پیاس نہ لگے اور میرا لباس میلا پرانا نہ ہو'' ویسے ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ پوری عمر میں آپ نے کچھ نہیں کھایا پیا اور آپ کا لباس میلا پرانا نہیں ہوا۔ وہی ایک لباس وصال تک کافی رہا۔

بحر زخار میں ہے کہ حضور مدار پاک قدس سرہ کو جب خوان نعمت پر طعام بہشتی کھلانے کے لئے مدعو کیا گیا تو آپ نے عرض کیا ''میں ایسا کھانا کھانا چاہتا ہوں کہ پھر اس کے بعد کبھی کھانے کی خواہش نہ رہے۔

## طعام ملکوتی وحلۂ بہشتی کے اثرات

''چناں طعام می خواہم کہ باز اشتہا بمن نشود گفت ہماں طعام است۔ بفرمانِ خدائے تعالیٰ برائے تو مہیّا کردہ ام پس برہماں تخت نشاندہ شیر برنج خوراید ہر لقمہ کہ فرو ترمی برد۔ حقیقت یک فلک مکشوف می گشت در ہفتم لقمہ از عرش تا فرش ویرا حجاب نماند بعدش یک دستار و پیرھن و یک ازار پوشانیدہ فرمود کہ ایں جامہ برائے تمام عمرِ تو کافی اند۔ کہنہ نخواہد شد۔ محتاج بشستن نیز نخواہد گردید بس دعا نمود انشاء اللہ تعالیٰ حالاً نوع ترا حادثہ رو نخواہد داد وازیں کوہ ہا بسلامت خواہی گذشت وتصرف ولایتِ تو در حیات وممتات یکساں خواہد بود''۔ (بحر زخار قلمی ص:979)

ترجمہ: جواب دیا کہ یہ وہی کھانا ہے اللہ کے حکم سے آپ ہی کیلئے مہیا کیا ہے۔ پس آپ کو تخت یاقوتی پر بٹھا کر ''کھیر کھلایا''۔ جو لقمہ حلق کے نیچے اُترتا آسمان کا



ایک طبق منکشف ہو جاتا ساتویں لقمہ میں عرش سے فرش تک سب آپ پر آشکارا ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دستار پیرھن اور ایک ازار کا حُلہ آپ کو پہنا دیا گیا اور فرمایا کہ یہی لباس آپ کی پوری عمر کے لئے کافی ہے۔ نہ میلا ہوگا اور نہ دھونے کی حاجت ہوگی۔ بہت سی دعا دی انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ کے ساتھ کوئی حادثہ درپیش نہ ہوگا اور ان پہاڑوں سے سلامتی کے ساتھ گذر جائیں گے۔ آپ کی ولایت کا تصرف حیات وممات میں یکساں ہوگا۔

## حلۂ بہشتی کے کرامات

مرات مداری میں شیخ عبدالرحمٰن چشتی متوفی 1094ھ رقم فرماتے ہیں:

از کمال عنایت حضرت سبحانہ تعالیٰ وجود حضرت شاہ مدار عینِ خارقِ عادت شدہ بود کہ طعام وآب نمی خورد وجامہا کہ بہ بدنِ مبارکش رسیدہ بودند گاہے کہنہ وافسردہ نمی شدند، وہمیشہ شگفتہ وخوش حال وتندرست می بود۔ گاہے اثرِ پیری وزبونی وبیماری ومغمومی برحال وے ظاہر نمی گشت۔

وبمشاہدۂ حق الحق درکمالِ فنائے احدیث مستغرق بود۔ زندگانی عالم کون می نمود ایں داشت عظمیٰ بے نظیر کرا دست دہد پس کدام کرامات ازیں بہتر وبالاتر خواہد بود ہیچ آفریدہ را حضرت حق سبحانہ تعالیٰ عطا نفرمودہ۔ بعضے صوفیاء مثل صوفی حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی وغیرہ در مصنفات خود می نویسد کہ چوں عارف باللہ بمقام صمدیت می رسد دراں حال محتاج باکل وشرب نمی شد۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور خاص عنایت سے حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے وجود با مسعود کو سرتاپا کرامت بنا دیا تھا کہ آپ نہ کھانا کھاتے اور نہ پانی

پیتے اور جو کپڑے آپ کے بدن مبارک پر تھے وہ نہ پرانے ہوتے نہ میلے، اور آپ ہمیشہ تروتازہ، فرحاں وشاداں وصحت مند وتندرست رہتے تھے۔ بڑھاپا، کمزوری، بیماری وغمگینی کا اثر آپ کے حال سے ظاہر نہیں ہوتا۔ مشاہدۂ حق الحق کی وجہ سے کمالِ فنائے احدیت میں مستغرق رہتے۔ عالم وجود میں اتنی پُرعظمت اور بے مثال زندگانی کون گذار سکتا ہے؟ اس سے بہتر اور بلند وبالا کرامتیں اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسے عطا فرماتا ہے؟

(مراۃ مداری شیخ عبدالرحمٰن چشتی ص:132-131، مطبوعہ المجمع المداری جھہراؤں)

بعض صوفیاء جیسے صوفی شیخ حضرت علاء الدولہ سمنانی اپنی تصنیفات میں تحریر کرتے ہیں کہ جب عارف باللہ مقام صمدیت پر فائز ہوتا ہے تو اس حالت میں کھانے پینے کا محتاج نہیں ہوتا۔

## مقام صمدیت کا مطلب بزبان قطب المدار

اسی مرات مداری میں ہے کہ حضور سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے ایک خاص خلیفہ حضرت عبدالرحمٰن قدوائی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کھانا نہیں کھاتے ہیں؟ یہ کیا ماجرا ہے حضور قطب المدار نے بہت شاندار جواب مرحمت فرمایا سوال وجواب ہدیۂ قارئین ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائی کہ قریب صد سال عمر داشت وصوفی سالک کار دیدہ ولذت عرفان چشیدہ بود واز سلسلۂ شاہ مدار خرقۂ خلافت نیز داشت از بزرگان سلسلہ بنقل متواتر ومعتبر می فرمود کہ روزے عزیزے محرم بہ حضرت شاہ مدار پرسید کہ شما طعام نمی خورید آنحضرت در جواب گفت کہ وجود گرفت بے طعام زندہ نمی ماند ولیکن کسے طعام ملکوت می خورد و کسے طعام ناسوت می خورد ازاں جہت حضرت



رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ از صوم وصال منع می فرمود قال النبی علیہ السلام **اَنَا لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكَ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ وَهُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ** یعنی من نیستم ہمچواں یکے از شما۔ شب می کنم نزد پروردگار خود او طعام دہد مرا و آب دہد۔

ترجمہ: حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائی جو سو سال کی عمر رکھتے تھے عارف باللہ صوفی تجربہ کار سالک اور لذت عرفان سے آشنا تھے آپ کو سلسلہ شاہ مدار سے خرقۂ خلافت بھی حاصل تھا۔ آپ اس سلسلہ کے بزرگوں سے نقل معتبر ومتواتر کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ ایک راز دار مرید نے حضور شاہ مدار قدس سرہ سے پوچھا کہ آپ کھانا نہیں کھاتے ہیں؟

آپ نے جواب ارشاد فرمایا جس نے زندگی پائی ہے وہ بغیر کھانے کے زندہ نہیں رہ سکتا البتہ کوئی طعام ملکوتی کھاتا ہے کوئی طعام ناسوتی کھاتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم میں کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے قریب رات گذارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

## حضرت قطب المدار کا روزہ اور صوم وصال کا مطلب

روزے کی حقیقت رکنا ہے یعنی کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روکنا۔ بظاہر روزہ رہنے کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ یعنی صبح صادق سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزہ ہوتا ہے۔ رات میں روزہ نہیں ہوتا ہے۔ فرض وواجب روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی شریعت میں اہمیت رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں روزہ کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ کہیں یہ آیا ہے کہ روزہ اللہ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا دے گا۔ کسی حدیث میں یہ ہے کہ روزہ کی جزا (بدلہ) اللہ تعالیٰ خود ہو جائے گا

یعنی روزہ دار کو اس کی اصل مراد مل جائیگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ روزہ روزہ دار کی شفاعت کرے گا،، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جنت میں ایک ریّان نامی دروازہ ہے جس سے صرف روزہ دار لوگ ہی داخل ہوں گے۔ غرضیکہ شریعت میں روزہ داروں کیلئے بڑی بشارتیں ہیں بہت سارے انعامات خداوندی کا روزہ داروں کیلئے مژدہ سنایا گیا ہے اور بڑی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ روزہ رکھنے میں بندوں کی صحت اور طاقت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ حدیث شریف میں عام مسلمانوں کیلئے یہ حکم ہے کہ اپنی صحت اور طاقت کے لحاظ سے نفلی روزے رکھیں۔

## نفلی روزے

نفلی روزوں میں مندرجہ ذیل روزے بڑی اہمیت رکھتے ہیں:

(۱) ایام بیض کے روزے ۹/۱۰ محرم، ۹ ذی الحجہ، ۱۵ ر شعبان، شوال کے چھ روزے (۲) رجب کی ستائیسویں کا روزہ بہت سے نیک بندوں کے معمولات میں ہے۔

ارباب عزیمت صوم داؤدی بھی رکھتے ہیں کہ ایک دن روزہ ہے ایک دن افطار لیکن سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت اور طاقت ملحوظ رکھ کر نفلی روزے رکھنے کا حکم دیا ہے بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ ہر دن روزے رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ایسا نہ کرو۔ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے (یعنی ان حقوق کا لحاظ رکھو) نفلی روزہ رکھو بھی اور ناغہ بھی کرو ہر مہینہ میں تین روزہ رکھ لیا کرو یہ صوم الدہر ہے۔

بلاشبہ روزہ بڑا روحانیت آفریں اور نفس شکن عمل ہے اس سے قلب و روح میں بڑی پاکیزگی اور لطافت پیدا ہوتی ہے اور ضبط نفس میں کمال پیدا ہوتا ہے۔



حدیث شریف میں ہے کہ آدھا ضبط نفس یہی روزہ ہے۔ الفاظ یہ ہیں: **لکل شئی زکوٰۃ و زکوٰۃ الجسد الصوم والصوم نصف الصبر.**

(جمع الفوائد ج ۱، صفحہ ۱۵۲)

یعنی ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ صبر (یعنی ضبط نفس) کا آدھا حصہ ہے۔

اس لئے اصحاب مجاہدہ بہت زیادہ روزہ رکھتے ہیں۔ صالحین کا تجربہ ہے کہ روزہ نفس کے تزکیہ اور قلب کی صفائی کیلئے عدیم المثال ہے۔ اس سے نفس میں جو پاکیزگی اور دل میں جو صفائی آتی ہے وہ کسی اور عمل سے نہیں آتی لہٰذا اس کے مثل کوئی عمل نہیں۔ نبی کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا،،۔

**علیک بالصوم فانه لا مثل له .** (نسائی) رقم حدیث ۲۲۱۹ (الجامع الصغیر رقم حدیث ۵۴۷۱ للسیوطی)

## صوم وصال

صوم وصال یعنی مسلسل اور پے در پے روزہ رکھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عام لوگوں کو اس سے ممانعت فرمائی ہے کہ ہر آدمی اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صوم وصال رکھا تو صحابہ کرام نے بھی آپ کی موافقت میں روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ حضور نے ان سے فرمایا ''تم صوم وصال نہ رکھو کیوں کہ میں تم میں کسی کے مانند نہیں ہوں کہ میں تمہارے رب کے حضور رات گزارتا ہوں اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ ارباب مجاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ ممانعت شفقت و مہربانی کیلئے ہے نہ کہ نہی و ممانعت حرام بنانے کیلئے۔ اس حدیث

شریف میں یہ جملہ قابل غور ہے ''انی ابیست عندر بکم وھو یطعمنی و یسقینی'' ، میں تمہارے رب کے حضور رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے،اس حدیث میں کھلانے پلانے کی نسبت رب کی طرف کی گئی ہے۔

قطب المدار کا کھانے پینے سے بے نیاز ہونا حدیث صوم وصال کی روشنی میں:

اس سے ظاہر طور سے کھانا پینا مراد نہیں ہے بلکہ حدیث کے الفاظ یطعمنی و یسقینی ( مجھے رب کھلاتا پلاتا ہے ) کی تین طریقہ پر توضیح کی گئی ہے۔

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ اس سے قوت مراد ہے محدث عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بعضے گفتہ اند کہ مراد بطعام وشراب اینجا قوت است کہ لازم اوست. پس تو با فرمود مرا پروردگار من قوت اکل وشرب می بخشد وافاضہ می کند چیزے کہ قائم مقام شراب وطعام می گردد و بدان قوت بر طاعت وعبادت می بایم بے ضعف وخلل وفتور۔ (شرح سفر السعادت ۲۹۵)

یعنی بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ کھانے پینے سے مراد اس حدیث میں وہ قوت ہے جو کھانے پینے کے لوازم سے ہے پس گویا فرمایا میرا پروردگار کھانے والے اور پینے والے کی قوت مجھے بخش دیتا ہے اور ایسی چیز عطا کرتا ہے جو کھانے پینے کے قائم مقام ہو اور اس کی وجہ سے طاقت وعبادت کی قوت پاتا ہوں بغیر ضعف وخلل کے۔''

چونکہ قطب المدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اتم اور خلیفہ ہوتا ہے ( فصوص الحکم ) اس کا قلب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ہوتا ہے ( مکتوبات امام ربانی ) لہٰذا اگر اسے بھی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبعیت کاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلایا جائے پلایا جائے اور مادی غذاؤں سے بے نیاز کر کے اسے ایسی قوت عطا کر دی جائے جو کھانے پینے کے قائم مقام ہو تو اس میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ حضرت قطب المدار سیدنا بدیع الدین



زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت صمدیت سے سرفراز کر کے ایسی قوت بخش دی تھی کہ آپ کو بھوک پیاس کی تکلیف کا بھی احساس نہیں ہوتا تھا۔ اس وصف سے ممتاز ہونے کے بعد ۵۵۶ سال تک آپ کو دنیوی غذا کی کوئی حاجت نہیں ہوئی چنانچہ حضرت عیسیٰ جونپوری نے آپ سے دریافت کیا کہ سنا ہے کہ آپ کھانا پینا نہیں کرتے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہوں اور قرآن نظم و معنی کے مجموعے کا نام ہے پس جب میں نظم قرآن کی تلاوت کرتا ہوں تو میرے جسم کو قوت غذا مل جاتی ہے اور جب معنی قرآن کی تلاوت کرتا ہوں تو میری روح کو غذا مل جاتی ہے تو جس کے جسم وروح کو قرآن مجید سے قوت غذا مل جاتی ہو اسے دنیا کی غذا کی کیا حاجت۔ ( خطبات نظامی۔ تاریخ جونپور وسلاطین شرقی )

حدیث صوم وصال میں یطعمنی و یسقینی یعنی رب کی طرف سے کھلانے پلانے کی شرح بعض بزرگوں نے سیری وسیرابی سے کی ہے۔ جناب محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمتہ والرضوان فرماتے ہیں ''یا مراد بطعام وشراب سیری وسیرابی است کہ بے طعام وشراب آنحضرت را حاصل می شد والم جوع وعطش احساس نمی کرد''۔ (شرح سفر السعادت295)

''یا کھانے پینے سے مراد سیری وسیرابی ہے جو بغیر کھانے پینے کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوتی تھی اور بھوک و پیاس کی تکلیف محسوس نہیں فرماتے تھے۔''

رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبعیت میں حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی کامل سیری وسیرابی عطا فرمائی کہ آپ کو بھی کھانے پینے کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی سیرت کی عام کتابوں میں

آپ کے نہ کھانے پینے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ جب آپ حکم رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے ہندوستان روانہ ہوئے تو سمندری راستہ اپنایا۔ کشتی میں سوار لوگوں کے درمیان آپ نے تبلیغ دین فرمائی اہل کشتی محرومان از لی تھے سبھوں نے توحید ورسالت سے انکار کیا غضب الٰہی سے کشتی غرق ہوگئی اسی سے ایک تختہ نمودار ہوا جس کے سہارے آپ ساحل مالابار بندرگاہ کھمبات گجرات پر گیارہ دن کے بھوکے پیاسے پہونچے۔ بھوک و پیاس سے جسم نڈھال تھا۔ رزاق عالم کی بارگاہ میں دعا کی، الٰہی! کچھ ایسا انتظام فرمادے کہ مجھے بھوک و پیاس کا احساس نہ رہے اور میرا لباس میلا و پرانا نہ ہو۔ آپ کی دعا اس طور قبول ہوئی کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عالم مثال میں جلوہ بار ہوکر خصوصی کرم فرمایا، زیارت دیدار کی نعمت سے سرفراز فرما کر آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے مبارک ہاتھ سے ۹ ر لقمے کھلائے اور ایک حلہ پہنایا اور مبارک ہاتھوں کو آپ کے چہرے پر مل دیا اس کی برکت سے آپ کو بھی کھانے پینے کی خواہش نہیں ہوئی اور آپ کا لباس بھی میلا و پرانا نہیں ہوا اور چہرہ تجلیات کے نور سے اتنا روشن اور تابناک ہوگیا کہ چہرے پر سات سات نقابیں ڈالے رہتے تھے اور اگر کبھی کبھار رخ روشن سے کوئی نقاب اٹھ جاتا تو دیکھنے والے جلووں کی تاب نہ لا کر بے اختیار سجدہ ریز ہوجاتے۔

(درالمعارف ص ۱۴۷ تذکرۃ الکرم ص ۴۹۳)

گویا نبی رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے جو غذا کھلائی اسی نے عمر بھر سیری وسیرابی سے نواز دیا اور آپ سے بھوک و پیاس کی تکلیف کا احساس جاتا رہا۔



# غذائے روحانی

حدیث صوم وصال میں بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رب تبارک وتعالی کے کھلانے پلانے سے مراد غذائے روحانی ہے۔ شرح سفر السعادت میں محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"از ابن قیم در کتاب ہدیٰ وابن حاجب در لطائف منقول کردہ اند آنکہ مراد طعام وشراب محسوس نیست نہ لازم وے از قوت وشبع بلکہ مراد غذائے روحانی بود کہ از معارف ولذات مناجات و فیضان لطائف الٰہی کہ بر دل شریف وے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وارد می گشت وآنچہ توابعِ آنست از احوال شریفہ از نعم روح وشادیٔ نفس و روح دل و روشنائی چشم کہ بان چنداں قوت وقدرت ومسرت حاصل آید کہ بدن از غذائے جسمانی مستغنی شود"۔ (شرح سفر السعادت محدث عبدالحق دہلوی)

"کہ ابن قیم سے کتاب ھدیٰ میں اور ابن حاجب سے لطائف میں منقول ہے کہ اس سے مادی غذا مراد نہیں ہے اور نہ اس کے لوازم مراد ہیں از قبیل قوت وسیری بلکہ اس سے مراد غذائے روحانی ہے۔ جو معارف مناجات کی لذتوں اور لطائف الٰہی کے فیض سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر وارد ہوتی تھی اور اس کے احوال شریفہ کے متعلقات مراد ہیں یعنی نعمت روح، شادی نفس، راحت دل اور بینائی چشم کہ ان سے اس قدر طاقت، قدرت اور مسرت حاصل ہوجاتی تھی کہ جسم غذائے جسمانی سے بے نیاز ہوجاتا تھا"۔

# علمائے ظاہر کے سوال کا جواب

حضرت قطب المدار سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس اعجاز کی مکمل تصویر اور مظہر اتم تھے۔ آپ کثرت سے ذکر الٰہی میں مصروف رہتے دائمی ذکر الٰہی کرتے تھے اور حبس دم بہت زیادہ کرتے تھے جس کی برکت سے آپ سے جسمانی کثافتیں دور ہوگئیں تھیں۔ آپ میں ملکوتی صفات پیدا ہوگئی تھیں اور آپ کو مشاہدہ الٰہی اور دیدار ذات لامتناہی حاصل ہوا تھا۔ طعام ملکوتی اور روحانی غذا یعنی ذکر الٰہی آپ کی غذا بن گیا تھا۔ چنانچہ کچھ علماء ظاہر نے آپ سے دائمی طور سے نہ کھانے پینے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا، ایام قحط میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت سے چھ ماہ تک بھوک کی کوئی خواہش نہ ہوتی تھی پس اگر مستغرق معرفت کردگار مشاہدہ پروردگار میں محو در محو ہوجائے اور طعامِ ملکوتی اس کی غذا ہوجائے تو کیا تعجب ہے۔

# حضرت قطب المدار کی نظر میں دنیا ایک دن کی تھی

ایک دن آپ کے معزز خلیفہ حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماوری علیہ رحمہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ حضور آپ کو کھانے پینے کی رغبت کیوں نہیں ہوتی تو آپ نے جواب دیا "**الدنیا یوم ولنا فیہا صوم**، میرے نزدیک دنیا صرف ایک دن کی ہے اور میرے لئے اس میں روزہ ہے

**اس فرمان کا مطلب:** اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نہ تو دنیا سے کچھ حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں اور نہ اس کی بندش میں آنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اس کی آفتوں کو دیکھ لیا ہے اور اس کے حجابات سے باخبر ہوچکے ہیں اس لئے ہم اس سے الگ تھلگ ہیں۔



# ایک غلط فہمی کا ازالہ

ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری زندگی کا روزہ رکھا تو اس میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن بھی آتے ہیں جن میں روزہ رکھنا شریعت اسلام میں حرام ہے پھر یہ کیوں کر آپ سے صادر ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے عرف میں روزہ کا وقت فجر صادق سے غروب آفتاب تک کا ہے جو انہیں لوگوں کیلئے ہے جو شریعت ظاہر کے مکلّف ہیں ان کے لئے سحر وافطار کا بھی حکم ہے لیکن اللہ کے وہ بندے جن کی جسمانیت کی کثافت دائمی ذکر الٰہی کی برکت سے دور ہوگئی ہو اور جن کا باطن نور یزدانی سے لبریز ہوگیا ہو۔ جن کے شکموں کو قادر مطلق نے غذائے روحانی سے قوت بخش کر سیرابی عطا فرمادی ہو جنہیں **بفحوائے اتصفوا بصفات اللہ** اپنی صفت صمدیت سے متصف کردیا ہو اور ان میں فرشتوں کی خصلت پیدا کردی گئی ہو ان کی نظر میں ان کی زندگی کے صبح وشام اور طلوع وغروب کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی وہ اپنی ذات کو فانی کرکے اللہ کے ساتھ اس طرح باقی ہوجاتے ہیں کہ انہیں گردش لیل ونہار کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ اپنی آنکھوں سے پوری دنیا کو ہمیشہ اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ کہ جس میں سورج ڈوبتا ہی نہیں۔ وہ اپنی زندگی کی دنیا کو صرف ایک دن سمجھتے ہیں۔ ان کا وہ دن بھی خدا کیلئے، خدا کے ذکر کیلئے وقف ہوتا ہے۔ ان کے پیش نظر رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہوتا ہے:

**اَجِیْعُوْا بُطُوْنَکُمْ وَاَظْمَأُوْا اَکْبَادَکُمْ وَاَعَرُّوْا اَجْسَادَکُمْ لَعَلَّ قُلُوْبَکُمْ تَرَیٰ اللّٰہَ عَیَانًا فِی الدُّنْیَا"**

ترجمہ: اپنے پیٹ کو بھوکا رکھو اپنے جگر کو پیاسا رکھو اور اپنے جسموں کو آرائش سے خالی رکھو ممکن ہے تمہارے قلوب اللہ کی رویت سے دنیا ہی میں مشرف ہوجائیں۔

وہ مشاہدہ حق سے سیراب ہوتے ہیں اور دیدار الٰہی کی مسرت میں محو ومحظوظ رہتے ہیں۔ یہی ان کے لئے افطار ہے اور یہی سحری ہے وہ زمانے کے قیدوبند سے آزاد ہیں۔ شریعت ظاہرہ کی تکلیف ان سے ہٹالی جاتی ہے۔

**واللہ اعلم بالصواب**

# حضور مدار پاک کی ہندوستان آمد

طلوع ہوگیا ہر دل میں ہے قرار کا چاند

فلک پہ جب سے دکھائی دیا مدار کا چاند

حضور سیدنا سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ اولیاء اللہ کی جماعت میں مظہر العجائب ومنبع الغرائب تھے۔ بے شمار خوارق عادات وکرامات آپ سے صادر ہوتی رہتی تھیں، آپ کا رخ روشن اس قدر پرنور، جلوہ بار اور مثل نیر تاباں تجلی ریز تھا، کہ جو لوگ آپ کو بے حجاب دیکھتے، انہیں خدا یاد آجاتا، جلوؤں کی تاب نہ لاکر بیتاب وبے اختیار ہوکر سجدہ ریز ہوجاتے۔ سنن ابن ماجہ میں حدیث شریف ہے"خَیَارُکُمُ الَّذِینَ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَاللّٰہُ"یعنی تم میں بہتر وہ ہیں جنہیں دیکھو تو خدا یاد آجائے، حضور مدار پاک قدس سرہ اس حدیث پاک کا مکمل نمونہ تھے، آپ کو بارگاہ رسالت سے باطن میں حلۂ بہشتی پہنایا گیا تھا۔ آپ کا لباس نہ میلا ہوتا نہ ژولیدہ، دھونے کی حاجت نہ ہوتی، اس پر مکھی نہیں بیٹھتی، آپ پر ضعف اور پیری کا اثر نہیں ہوتا، آپ کھانے پینے سے بھی بے نیاز کردیئے گئے تھے، آپ مقام اویسیت، مقام قطبیت کبریٰ، مقام قطب المدار مقام صمدیت، مقام قربت ومقام



فردانیت، مقام محبوبیت اور مقام معشوقی پر فائز تھے۔ آپ کو علوم انبیاء سے نوازا گیا تھا، آپ تمام آسمانی کتابوں کے حافظ وعالم تھے، علم کیمیاء، لیمیاء، ھیمیاء، سیمیاء اور ریمیاء پر بھی کامل عبور تھا یہ علم اسرار ہیں جن کا مجموعہ کلہ سرٗ سے عبارت ہے، آپ وارث علوم رسول اللہ تھے، صف اولیاء میں آپ کو طویل ترین حیات میسر ہوئی ۵۹۶ رسال کی عمر مبارک ہوئی۔ حدیث رسول علیہ السلام" خَیرُکُمْ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ "کے آپ مکمل مصداق تھے، جن انبیاء کرام کی طویل ترین عمریں ہوئیں اس وصف طول عمری میں بھی آپ ان انبیاء کرام کے وارث ٹھہرے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مقام اویسیت سے سرفراز فرماکر اسلام حقیقی کے رموز واسرار سے نوازا، تمام علوم ومعارف، علوم لدنیہ اور حقائق اشیاء کے عرفان عطا کر کے لطائف ومعارف کی آگہی سے آپ کو مشرف فرمایا، اور اپنی طرف سے داعئ اسلام بنا کر ہندوستان بھیجا۔ مُلّا لعل بدخشی اپنی کتاب ثمرات القدس مولف ۱۰۰۹ھ میں رقم کرتے ہیں کہ حضور مدار پاک نے ستر ۷۰/ مرتبہ شب قدر کی زیارت کی، پورے عالم میں سیاحی فرماکر ہر جگہ دعوت وتبلیغ اسلام کا کام کیا آپ کے نام سے مدار کا چاند اور مدار کا مہینہ مشہور ہے۔

بحر زخار مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف حصہ سوئم میں ہے ترجمہ۔۔ کہ صاحب مرات مداری "ایمان محمودی" سے نقل کرتے ہیں "جب قطب المدار سید احمد بدیع الدین قدس سرہ مکہ معظّمہ سے ہندوستان آنے کے ارادے سے جہاز پر سوار ہوئے، طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ گئی، اور تختے درہم برہم ہو گئے، اتفاقاً

گیارہ اشخاص ایک تختے پر تھے ان میں سے ایک حضرت قطب المدار بھی تھے، چند روز بعد ان میں سے دس آدمی تو بھوک کی وجہ سے مر گئے، اور حضرت قوتِ ولایت کی وجہ سے زندہ رہے، رفتہ رفتہ وہ تختہ بہتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا، حضرت تختے سے نیچے اترے، ایک عظیم الشان عمارت کا مشاہدہ کیا، اس کے قریب گئے، دیکھا کہ اس عمارت کے دروازے پر ایک بوڑھا آدمی انسانی صورت میں لباس فاخرہ پہنے ہوئے، مسرور و متبسم بیٹھا ہوا ہے، وہ کہہ رہا ہے قطب المدار آؤ، خوش آمدید! ہمارا آقا دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہے، آپ فرماتے ہیں، ہمارے لیئے لباس فاخرہ ملکوتی مہیا کیا گیا۔ میں اس بشارت سے خوش ہو کر محل کے اندر داخل ہوا، وہاں روح افزا، فرحت بخش اور دل کش باغ دیکھا، باغ کے اندر ایک مرصع گنبد والا گھر دیکھا، جس میں یاقوت کا ایک تخت بچھا ہوا تھا، اور ایک نورانی بزرگ عظمت و شوکت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضور قطب المدار نے خود کے گونا گوں باطنی کمالات کے باوجود اس صاحب کمال بزرگ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے کی طاقت نہیں پائی، مغلوب ہو کر سر سجدے میں رکھ دیا، اس بزرگ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ان کے سر پر رکھا، اور فرمایا کہ شاہ مدار! سر اٹھاؤ۔ آؤ! اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ، حضرت زندہ شاہ مدار نے عرض کیا" مجھے ایسا کھانا عطا کریں جس کے کھانے کے بعد پھر کبھی کھانے کی خواہش نہ ہو"، بزرگ نے فرمایا ایسا ہی کھانا میں نے اللہ کے حکم سے تمہارے لئے تیار کر رکھا ہے، پھر آپ کو اس تخت پر بٹھایا اور شیر برنج کھلایا، ایک ایک لقمے پر ایک ایک آسمان کی حقیقت آپ پر منکشف ہوتی رہی، جب



ساتواں لقمہ حلق سے نیچے اترا، عرش سے فرش تک سارے حجابات اٹھ گئے، (دیگر کتب میں نو لقمے کھلانے کا ذکر ہے) اس کے بعد بزرگ نے ایک دستار ایک پیراہن اور ایک ازار پہنا کر فرمایا یہ کپڑے تمہاری باقی عمر کیلئے کافی ہیں، جو نہ پرانے ہوں گے نہ انہیں دھونے کی ضرورت ہوگی، پھر دعا کی، ان شاءاللہ تعالیٰ اس کے بعد دنیا کا کوئی حادثہ تم پر مسلط نہیں ہوگا، اور ان پہاڑوں سے سلامتی کے ساتھ گزر جاؤ گے، اور تمہاری ولایت کا تصرف زندگی اور موت دونوں حالتوں میں جاری رہے گا۔۔۔ اکرام و نوازشات حاصل کرنے کے بعد جب آپ اس مکان سے باہر نکلے جب پیچھے مڑ کر دیکھا، تو اس مرد نورانی کا نام و نشان تک باقی نہ تھا۔ قادر قدرت کے کمال قدرت سے متحیر ہوئے، سر مراقبہ میں جھکایا، ندائے غیبی آئی، جو نورانی مرد پیشوائی کر رہا تھا، عالم عنصری میں ملائیکہ کے سردار تھے۔ وہ پورے ربع مسکون پر تصرف رکھتے ہیں۔ اور وہ صفت انوار جمال و جلال الوہیت سے موصوف ہیں۔ انبیاء و اولیاء تک رب کا فیض پہنچاتے ہیں۔ انکا نام ستخیثا ہے۔
پس آپ وہاں سے گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔

## مدار پاک گجرات میں

قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہندوستان تشریف آوری سے اہالیان ہند پر اسلام کا رنگ چڑھنا تھا، اور ایمان ووفا کی خوشبو سے لوگوں کے دل و دماغ معطر ہونے تھے، ہر گوشۂ ہند میں اسلام کا

پیغام پہنچنا تھا، اورحکم رسالت کی تعمیل وتکمیل ہونی تھی۔اس لیئے حضور مدار اعظم بدیع الزمان سید احمد بدیع الدین قدس سرہ نے اپنے سفر تبلیغ کا آغاز گجرات کی زرخیز زمین سے ہی کردیا۔جیسے ہی آپ گجرات کی ساحلی پہاڑیوں میں داخل ہوئے دوسرے دن دنیا کے سات ابدالوں میں سے ایک آپ کے قریب آیا اور پھر آپ کو جنگلوں اور پہاڑوں سے نکال کر بہت مختصر سے وقت میں ولایت گجرات میں پہنچا کر روپوش ہوگیا۔حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب علاقہ گجرات میں رونق افروز ہوئے تو ہر قسم کی مخلوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگی۔لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہونے لگا۔۔۔اور آپ کی خوب شہرت ہوئی۔

# قطب المدار اجمیر میں

مرات مداری اور بحر زخار کے مصنفین لکھتے ہیں کہ جس عرصے میں تبلیغ و ہدایت فرماتے ہوئے حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ اجمیر پہنچے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی سے ملاقات کی، اور کچھ دنوں تک حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی روحانی محبت کے سبب بہت خلوص و اپنایئت کے ساتھ اس مبارک جگہ پر ٹھہرے رہے (تاریخ محمودی میں ہے کہ حضرت زندہ شاہ مدار حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی ولادت سے ایک سوستائیس سال پہلے ۴۰۴ھ۔ میں اجمیر شریف میں کوکلا پہاڑی پر موجود تھے۔ جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۰۴ھ میں ہندوستان پر سترھواں حملہ کیا تھا۔آچاریہ چترسین نے اپنی کتاب سومناتھ مطبوعہ ہند پاکٹس



بکس میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ مدار کی دعا سے محمود غزنوی کو اجمیر میں فتح ملی۔۔تاریخ محمودی میں لکھا ہے کہ اسی اجمیر میں حضرت سید احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی دعاء سے ۴۰۵ھ میں سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بی بی ستر مُعلّٰی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جو بادشاہ محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔اور اس طرح سید ساہو سالار غازی کو فیضیاب فرمایا۔اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کی ملاقات تیسرے یا چوتھے سفر میں ہوئی۔اس لیئے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۳۱ھ یا ۵۳۷ھ مطابق ۲/ فروری ۱۱۴۳ء بمقام چشت قریۂ سنجر یا سجز سیستان ایران میں پیدا ہوئے۔ ۵۸۸ھ میں اجمیر وارد ہوئے اور ۶/ رجب ۶۳۳ھ مطابق ۱۵/ مارچ ۱۲۳۶ء میں وصال فرمایا۔جبکہ مدار پاک کی پیدائش بروایت صحیحہ ۲۴۲ھ ہے اور ۲۸۲ھ میں ہندوستان آمد ہے۔اس مناسبت سے اجمیر شریف میں حیات خواجۂ پاک میں مدار پاک کی آمد ۵۹۰ھ کے بعد ہی ہوئی ہوگی۔اس ملاقات سے ان لوگوں کے دعوے رد ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ ۱۶۷/ یا ۱۵۷ھ یا ۵۹۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔کیونکہ ۱۶۷ھ میں پیدا ہونے کی صورت میں خواجہ غریب نواز متوفی ۶۳۳ھ سے ملاقات کیسے ممکن ہوگی) اجمیر شریف میں آج بھی ایک پہاڑ کی چوٹی پر "جسے اب مدار ٹیکری کہتے ہیں" فقرائے کرام اکٹھا ہوتے اور چراغاں کرتے ہیں۔اور لوگ عقیدت کے ساتھ وہاں زندہ شاہ مدار کے نشان اربعین یعنی چلہ گاہ پر حاضری دیتے ہیں۔کیونکہ

حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر قیام فرما ہوئے تھے، اس پہاڑی کو کوکلا پہاڑی بھی کہتے ہیں۔ کسی بزرگ نے بہت خوب کہا ہے۔۔ ع۔

ہر مقامے کہ نشان کف پائے تو بود سالہا سجدۂ اصحاب نظر خواہد بود

یعنی جس زمین پر تیرے قدموں کے نشاں ہونگے۔ سالوں سال اللہ والے وہاں سجدہ کرتے رہیں گے۔

پھر چند دنوں کے بعد حضرت خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہ نے بیشمار محبت و مہربانی کے ساتھ امر باطن کے مطابق حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے قیام فرمانے کی جگہ کا اشارہ فرمایا جس کی بشارت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے آپ کو بھی دی گئی تھی۔ اور پھر اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت فرمایا۔ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر مسرت و شادمانی کے ساتھ اجمیر شریف سے نکلے اور اطراف و جوانب میں سیر فرماتے ہوئے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔۔

# مدار پاک کالپی میں

بحر زخار جلد سوئم میں اور مرات مداری میں مدار پاک کے احوال میں ہے کہ چند دنوں کے بعد حضور مدار پاک شہر کالپی پہونچے (تاریخی روایات کی تطبیق سے اندازہ لگتا ہے کہ حضور مدار پاک اپنے آخری سفر ہند میں کالپی تشریف لے گئے تھے اس لیئے کہ شیخ سراج کی وفات ۸۳۰ھ میں ہوئی ہے اور حضور مدار پاک کا



وصال ۸۳۸ھ ہے) اور دریا جمنا کے کنارے ایک مسجد تھی وہاں قیام پذیر ہوئے۔ اور چند صاحب حال و باشعور مریدین مثل شاہ علاَّ اور سید جمال الدین عرف جمّن اور سید احمد باد پا وغیرھم جو عالم سیر وطیر میں بے مثال تھے۔ یہ سب گرامی قدر ہمراہ تھے، جو ولایت گجرات اور اطراف و ہر دیار سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ پس شہر کالپی اور اس کے اردگرد میں آپ کی تشریف آوری کی دھوم مچ گئی۔ ہر قسم کے لوگ عقیدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، کمالات و خوارق عادات کے سوا کسی دوسری بات کا چرچا ان کے درمیان نہیں ہوتا۔ اور بیشمار کرامات وخوارق عادات حضرت مدار پاک کے اختیار سے ظہور پزیر ہونے لگیں۔ اللہ تعالی نے اپنے فضل اور خاص عنایات سے حضرت زندہ شاہ مدار کے وجود مسعود کو سرتاپا کرامت بنایا تھا، کہ آپ نہ کھانا کھاتے نہ پانی پیتے اور جو کپڑے آپ کے بدن مبارک سے لگ گئے وہ نہ پرانے ہوتے نہ میلے۔ آپ ہمیشہ تر و تازہ خوش وخرم اور صحت مند رہتے۔ بڑھاپے، پیری، پریشانی و بیماری اور غمگینی کا اثر آپ کے حال سے کبھی ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ آپ کمال درجہ فنافی اللہ ہو کر مشاہدہ حق الحق میں مستغرق رہتے۔ عالم وجود میں اتنی پر عظمت اور بے مثال زندگانی کون گزار سکتا ہے؟ اور اتنا بڑا مقام اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسے عطا فرماتا ہے؟۔ (**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ھے)

# شیخ سراج الدین سوختہ کا واقعہ

حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ محبوب خدا اور مستجاب الدعوات آل رسول تھے، آپ جو کہہ دیتے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا، آپ جس سے آزردہ ہو جاتے وہ ھدایت کے نور سے محروم ہو جاتا اُس کی حیات تنگ ہو جاتی، آپ کا باغی کبھی مسرور نہیں رہتا۔ مرات مداری میں ہے کہ

حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہر کالپی میں تشریف لائے سلطنت کالپی اور دیار کالپی قادر شاہ پسر سلطان محمود شاہ کے زیر نگیں تھے۔ قادر شاہ فیروز شاہ بادشاہ دہلوی کی اولاد میں سے ایک تھا۔ اور مخدوم شیخ سراج الدین سوختہ (متوفی ۸۳۰ھ) کا مرید تھا، ان کی پیری و پیشوائی کا ڈنکا بجاتا تھا۔ وہ بہت صاحب اختیار تھا۔ قادر شاہ اپنے فرمابرداروں کے ساتھ شیخ سراج الدین موصوف کا مرید صادق الاعتقاد تھا۔ اس وجہ سے اس نے حضرت شاہ مدار قدس سرہ کی بارگاہ میں کچھ خاص توجہ نہیں دی، اور غفلت کا شکار رہا۔

لیکن جب حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی کرامات و کمالات کا شہرہ پورے علاقہ میں ہوا۔ اوران کا آفتاب ولایت پوری مخلوقات پر چمکا، تو مجبوراً قادر شاہ بھی حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی سعادت حاصل کر نے کے لئے بیقرار ہوا۔

بحر زخار جو ۱۱۰۰ھ کے بعد کی کتاب ہے اس کے جلد سوئم میں اور مرات



مداری جو ۱۰۵۰ھ کے بعد کی کتاب ہے اور مرأت الاسرار جو اسی دور کی تصنیف ہے اور اخبار الاخیار میں بھی ہے جو اسی دور کی کتاب ہے اس جگہ مرأت مداری سے نقل کرتے ہیں اس میں تحریر ہے کہ کالپی میں جہاں حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ جلوہ فرما تھے۔ وہاں آپ کی قیام گاہ پر قادر شاہ (والئی کالپی) پہنچا، حضرت زندہ ولی کے خدام نے کہا کہ ابھی ملاقات کا وقت نہیں ہے، اور ہمیں اجازت نہیں کہ ہم آپ کے آنے کی خبر بھی اس وقت حضور کو کریں۔ کہ اس وقت حضور مدار پاک ایک صاحب دل فقیر کے ساتھ تنہائی میں محو گفتگو ہیں۔ بعض منافقین نے تعصب وحسد کی وجہ قادر شاہ کو پیغام پہنچایا کہ ایک جوگی آیا ہے، حضرت مدار صاحب اسی کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ قادر شاہ اپنی آمد پر شرمندہ و ناراض ہو کر حضرت کے خادموں سے کہا کہ اپنے مخدوم سے کہو کہ ہمارے شہر میں نہ رہیں۔ اور خود دارالسلطنت واپس آ گیا۔ جب یہ مقدمہ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہونچا تو تھوڑی دیر کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لائے اور دریائے جمنا کو پار کر کے دوسری طرف چلے گئے۔ اور ایک خادم کو حکم دیا کہ تین روز ٹھہرا رہے، اور اس کی خبر لائے۔

پس حضرت قطب المدار قدس سرہ کے فقط تشریف لے جانے کی وجہ سے قادر شاہ کے تمام جسم میں آبلے پڑ گئے، اور آبلے کی جلن سے بیتاب و بیقرار ہو کر اپنے پیر سراج الدین سوختہ کے پاس گیا۔ شیخ موصوف نے اپنا کُرتا قادر شاہ کو عطا کیا۔ اسے پہننے کے بعد اپنی حالت پر آ گیا۔ اور آبلے کی گرمی اور کوئی اثر باقی نہ رہا۔ حضرت مدار پاک کا خادم جب اس جگہ گیا اور دیکھا کہ وہ سراج الدین سوختہ کی پناہ

لئے ہے۔ وہاں سے دریائے جمنا پار کر کے حضرت قطب المدار قدس سرہ کی خدمت میں خبر پہنچائی۔

تو از راہ غیرت ان کی زبان ترجمان سے نکل گیا کہ سراج کیوں نہیں جل گیا۔

فقط اتنا کہہ دینے سے شیخ سراج الدین سوختہ کے اعضاء پر آبلے ظاہر ہونے لگے۔ اور ان کی گرمی سے جلنے لگے۔ یہاں تک کہ (۸۳۰ھ میں) اپنی جان ملک الموت کے حوالے کر دی اور خود کو قادر شاہ پر قربان کر دیا۔۔ پس اسی دن سے انہیں سراج الدین سوختہ کہتے ہیں۔ اور سوختہ نام پڑنے کی وجہ یہی ہے۔ جو بیان ہوا۔ ان کا مزار کالپی شہر میں مشہور ہے۔ شیخ سراج الدین سوختہ کے سوخت ہونے اور قادر شاہ کے زوال کا واقعہ اخبار الاخیار مولفہ محدث عبدالحق دہلوی (۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۹ء۔ ۔۱۰۵۲ھ) و مرات الاسرار مولفہ ۱۰۶۵ھ عبد الرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۳ھ اور بحر زخار مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف اور دیگر اصحاب سیر نے بھی تحریر کی ہے۔ ان سب کتب سیر میں اتنی ہی بات درج ہے کے مدار اعظم کے غضب و ازردگی کے سبب شیخ سراج الدین سوختہ جسم و جاں ہو کر فوت ہو گئے۔

اور قادر شاہ نبیرہ سلطان فیروز شاہ کی حکومت کا زوال ہو گیا۔ اور حضور مدار اعظم قدس سرہ وہاں سے جونپور کی طرف روانہ ہو گئے۔



# سراج الدین سوخت ہو گئے

بحر زخار مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی جلد سوئم میں شیخ سراج الدین سوختہ کے سوخت ہونے کا واقعہ اس طرح درج ہے۔ ''ایک دن قادر شاہ آپ کی خدمت میں آیا، اس وقت حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ ایک صاحب دل درویش کے ساتھ محو گفتگو تھے، خادموں نے قادر شاہ سے معذرت کرتے ہوئے کہا، ہم اس وقت تمہارے آنے کی اطلاع حضرت کو نہیں دے سکتے، حاکم نے شرمندگی محسوس کی، اور دار الامارت کی طرف لوٹ گیا۔ اور فقراء سے کہا تم اپنے شیخ سے کہہ دو کہ ہمارے شہر سے نکل جائیں، جب مریدوں نے یہ بات حضرت کی خدمت میں پہنچائی، آپ نے فوراً ہی دریا پار کیا۔ اور ایک خادم سے فرمایا تم تین دن یہیں رہو اور حاکم کی خبر میرے پاس لاؤ، اسی وقت حاکم کے پورے جسم پر آبلے پڑ گئے۔ وہ شیخ سراج الدین کی خدمت میں حاضر ہوا، اور پریشانی بیان کی، شیخ نے اپنا خرقہ پہنایا، حاکم صحت مند ہو گیا، یہ خبر جب حضرت کو پنچائی گئی، فرمایا! سراج الدین کیوں نہیں جل گیا؟ یہ بات کہتے ہی شیخ سراج الدین کے پورے جسم پر آبلے پیدا ہو گیے۔ اور انہوں نے کہنا شروع کیا، میں۔ جل گیا میں جل گیا، اس طرح چند دنوں بعد وفات پائی۔ اس دن سے شیخ سراج الدین کو سوختہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چند دنوں بعد مالوہ کے بادشاہ ہوشنگ ملک نے کالپی کو فتح کر لیا اور قادر شاہ کی حکومت ختم ہو گئی۔

# عتاب مدار سے قادر شاہ کا زوال

مرات مداری ومرات الاسرار میں شیخ سراج الدین سوختہ اور قادر شاہ کی بابت لکھا ہے"

اس کے بعد قادر شاہ کی سلطنت میں بھی بہت بڑا فتور اور سخت زوال آیا کہ جونپور کی طرف سے سلطان ابراہیم شرقی نے کالپی فتح کرنے کے لئے لشکر کشی کی، اور سلطان ہوشنگ آباد کی جانب سے ولایت مالوہ کے حاکم بے پناہ لشکر لے کر پہونچے، قادر شاہ بھاگ گیا اور شہر کالپی اپنی تابع حکومتوں کے ساتھ بغیر جنگ کے سلطان ہوشنگ آباد کے قبضہ میں آگیا، اور یہاں اس نے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کر دیا، سلطان ابراہیم شرقی راستے سے واپس ہو کر جونپور چلے گئے، تاریخ ہند میں بھی یہ مقدمہ اسی طرح مذکور ہے۔ ع۔ پروانہ اس لئے جلا کہ وہ شمع سے ٹکرا گیا۔ اور جو جلے ہوؤں پر آفت آئی وہ آئی۔

# مدار پاک جونپور میں

صاحب مرات مداری لکھتے ہیں"

حضرت مدار اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منزلیں طے فرماتے ہوئے شہر جونپور تشریف لائے چونکہ کالپی کا حال حضرت کی تشریف آوری سے پہلے سلطان ابراہیم شرقی کو پہونچ گیا تھا (یہ سفر اندازہ کے مطابق ۸۳۰ھ میں ہوا) فقط حضرت مدار



پاک کے پہنچنے کی خبر سن کر کمال نیازمندی سے تمامی ارکان سلطنت کے ساتھ حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور مدار پاک کی عنایت والتفات کا حامل ہوا۔ قاضی شہاب الدین کی بے اعتنائی تمام شہری حضور مدار پاک کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہوئے مگر ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۷۶۱ھ ۸۴۹ھ) اپنے متبعین وموافقین کے ساتھ حضرت کی زیارت کے لئے نہیں آئے، اور دشمنی پر کمر بستہ ہوئے۔ انہیں اپنے گھر میں اور سلطان ابراہیم شرقی (دور حکومت ۱۴۰۲ھ ۱۴۴۰ھ) کی مجلس میں عداوت کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں رہا، لیکن سلطان ابراہیم شرقی بالکل توجہ نہیں دیتے تھے، اس وجہ سے قاضی صاحب بہت حیران و پریشان رہتے۔ اور مدار پاک کے بکثرت خوارق عادات و کرامات کے ظہور کی وجہ سے کسی منافق و مدعی کا ہاتھ آفتاب ولایت حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نہیں بڑھتا تھا، اور جس شہر و قصبے میں تشریف لے جاتے علمائے ظاہر کے ساتھ اس قسم کی ناموافق ملاقات پیش آتی، چونکہ آپ وحدت الوجود میں نہایت استغراق رکھتے تھے ہر ایک سے مصالحت کے طور طریقہ کو پسند کرنے پر توجہ نہیں دیتے تھے، آخر کار وہ جماعت خود بخود شرمندہ ہو جاتی تھی۔

# علمائے ظاہر کا مدار پاک سے اختلاف کا سبب

صاحب مرات مداری

صاحب رسالہ ایمان محمودی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ علماء ظاہر کا

حضرت زندہ شاہ مدار سے مخالفت کا سبب یہ تھا کہ وہ یعنی مدار پاک قدس سرہ نے علم دینی و معارف یقینی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی پاک روحوں سے حاصل کیا اور آسمانی کتب حضرت امام مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روح پر فتوح سے پڑھی تھی۔ آپ اختلاف مذاہب سے آگے بڑھ کر مشرب حق کو پہونچے ہوئے تھے۔ یہ علماء ان کے سامنے طفل مکتب تھے۔ حضرت مدار پاک بالکل رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ اہل بیت کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ آپ کے بعض طور طریقے مجتہدین کی رائے وقیاس کے موافق نہیں لگتے تھے۔ اسی وجہ سے ناسمجھ علمائے ظاہر بحث کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ تمام دنیا والوں پر ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بالکل اختلاف مذاہب نہیں تھا۔ اور تیس سال کی مدت جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث کے موافق خلافت راشدہ کے لئے مقرر ہوئی۔ جیسا کہ نبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الخلافۃ من بعدی ثلاثون سنۃ: یعنی خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی، پس انتیس سال چھ ماہ تک مسند خلافت ظاہری و باطنی پر حضرات شیخین و حضرات ختنین متمکن رہے، اور دوسرے چھ ماہ خلافت راشدہ کی مدت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکمل فرما کر اس خلافت راشدہ کے تمام حقوق کو کما حقہ ادا فرمایا۔ اور بعد تکمیل مدت خود اس سے دست بردار ہو گئے۔ اور حکومت دنیا کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دیا۔ اس طرح ایام خلافت پورے ہوئے۔ پس تیس سال کی مدت مذکور میں بھی ہرگز اختلاف مذاہب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول و فعل میں ظاہر نہیں ہوا۔ اور جب ایام خلافت پورے ہوئے تو اسلام کی حکومت کی ذمہ داری بنی امیہ کے



ہاتھ لگی۔ اس کے بعد یہ حکومت بنی عباس نے لے لی۔ ان قوموں سے ایسے حکام پیدا ہوئے جن کی فرمابرداری علماء کے لئے ضروری قرار دی گئی۔ بعض علمائے دین مثل امام اعظم ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل نے کمال دیانت و تقویٰ کی وجہ سے بعض امور میں حکام وقت کی پیروی نہیں کی، جس کی پاداش میں ظالموں کے قید و بند میں ظلماً شہید کر دیئے گئے۔ اور ان ہی وجوہ سے مجبوراً دین کے امور میں اختلاف پیدا ہوا، بعض مقدمات مجتہدین کی رائے و قیاس کے موافق قرار پائے۔ پس ہر جگہ اور ہر دور میں ایک نیا مذہب وجود میں آتا چلا گیا۔

## حضرت حسین معز بلخی اور درس عوارف المعارف

مرات مداری میں شیخ عبدالرحمٰن چشتی اور بحر زخار میں وجیہ الدین اشرف فرنگی محل رقم فرماتے ہیں۔

"مدار پاک قدس سرہ جب جون پور میں تشریف لائے اور اس مقام پر قیام فرمایا جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو حضرت شیخ حسین معز بلخی (متوفی ۹۰۱ھ) قدس سرہ جو حضرت مخدوم شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ کے راز دار اور مرید پاک اعتقاد ہیں، بہار سے چل کر جونپور پہونچے۔ ان کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (۶۶۱ھ۔ ۷۸۶ھ) سے کتاب عوارف المعارف صرف آدھی ہی پڑھی تھی کہ حضرت شیخ منیری کی وفات کا وقت آ گیا۔ شیخ حسین بہت متفکر ہوئے کہ عوارف المعارف پوری نہ پڑھ سکے۔ شیخ شرف الدین

نے آنکھیں کھول دی اور ارشاد فرمایا کہ شیخ حسین اطمینان رکھو، چند دنوں بعد حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ زندہ شاہ مدار جو بہت بڑے عارف کامل ہیں، شہر جونپور میں تشریف لائیں گے۔ بہت مناسب ہے کہ تم اس وقت وہاں جاکر کتاب عوارف المعارف کا نصف آخر اس یکتائے جہان ہستی سے پڑھ لو، تمہیں بے شمار فوائد و برکات حاصل ہوں گے۔ بہر حال جب شیخ حسین معز بلخی حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور مدار پاک نے کمال مہربانی سے نقاب روئے مبارک سے اٹھا دیا۔۔۔شیخ حسین نے حضور قطب المدار کے انوار بے مثال اور جمال ولایت کو دیکھ کر بے اختیار سر زمین پر رکھ دیا اور بے ساختہ یہ شعر گنگنانے لگے۔

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد
من اینکہ دیدہ ام ذات مصور

یعنی کون کہتا ہے کہ حق کی صورت کا دیدار نہیں ہوسکتا میں نے ذات مصور کو دیکھا ہے۔

حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے خوش ہوکر انہیں سمندر توحید کا لقب عطا فرمایا اور ان سے پہلے حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری نے انہیں نوشتۂ توحید کا لقب دیا تھا۔ پس انہوں نے آدھی کتاب عوارف حضور زندہ شاہ مدار سے پڑھ کر ازل و ابد کی سعادت حاصل کی۔ علمائے جونپور پر حضرت مدار پاک کے کمالات و کرامات کا اتنا غلبہ ہوگیا تھا کہ وہ اس سے آگے کچھ سوچنے سے عاجز تھے۔ حضرت



میر سید صدر جہاں جو سید عالی نسب اور جامع علوم اور مفتئی دربار سلطان ابراہیم شرقی تھے حضرت مدار پاک کے صدق مقال و کمال حال پر آگاہ ہوکر حضور مدار پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مخلص و معتقد ہوگئے اور ان کے متبعین بھی حضور مدار پاک کے ارادات مند ہوگئے۔۔

## حضرت مدار پاک کا دوسرا سفر جونپور اور شاہ مینا پر عنایات

سلطان ابراھیم شرقی کو حضور مدار پاک سے بڑی عقیدت تھی صاحب مرات مداری شیخ عبدالرحمٰن چشتی تحریر فرماتے ہیں کہ

سلطان ابراہیم شرقی مع امراءِ سلطنت و اکابرین شہرِ جونپور ہدایا و تحائف کے ساتھ شوق ملاقات سے معمور ہوکر خدمت میں پہونچے، چونکہ حضور مدار پاک نے سفر جونپور کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس لئے اس جماعت کی درخواست کے مطابق اس طرف روانہ ہوئے۔ جب شہر لکھنؤ کے قریب پہونچے تو مخدوم شیخ محمد مینا قدس سرہ نے چند گروہ کے ساتھ استقبال کیا، اور بیحد خلوص کے ساتھ شہر میں لے گئے، اور اس طرح خدمت گزاری و نیاز مندی دکھائی کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں ہوسکتا۔ حضور مدار پاک نے بہت خوش ہوکر فرمایا کہ شیخ محمد مینا اس کے مستحق ہیں کہ انہیں یہاں کا صاحب ولایت کہا جائے۔ اسی دن سے مخدوم شاہ مینا کو صاحب ولایت کہتے ہیں۔۔

# قاضی محمود کنتوری پر فیضان مداریہ

پس مخدوم شیخ محمد مینا کو اس عطائے خاص سے مشرف کرتے ہوئے حضرت قطب المدار قدس سرہ قاضی محمود کنتوری کی ہدایت کے لئے قصبہ کنتور (ضلع بارہ بنکی) کی طرف روانہ ہوئے۔صاحب مرات مداری لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی محمود کنتوری کے احوال جو کچھ نقل متواتر ومعتبر سے تحقیق کے ساتھ ملے ہیں وہ یہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار قصبہ کنتور کے بڑے بزرگوں میں سے تھے جب علوم ظاہری کی تعلیم سے فراغت پائی اس وقت ارادت وطریقت کے حصول کے لئے حضرت مخدوم شیخ ابوالفتح چشتی کی خدمت میں شہر جونپور گئے، اوران کی ارادت کے شرف سے مشرف ہوئے۔

اس وقت قاضی محمود چودہ سال کی عمر میں والد گرامی کے ساتھ تھے۔ دوسرے دن ان کو مخدوم شیخ ابوالفتح قدس سرہ کی بارگاہ میں لے گئے اور عرض کی کہ بندہ بھی ارادت کا امیدوار ہے۔مخدوم نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا کہ تمہارے اس لڑکے کا مرید ہونا دوسری جگہ مقرر ہو چکا ہے۔

کچھ دنوں کے بعد شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ کہ ایک عارف کامل ہیں داہنے جانب سے تشریف لائیں گے۔تمہارا لڑکا ان بزرگ سے مرید ہوگا۔اور مرتبۂ ارشاد پر فائز ہوگا، اس بچے کی قاعدے سے پرورش کرو اس لئے کہ تمہارا پورا خاندان اس بچے کے کمالات کے سبب روشن ہوگا، پس اسی دن سے ان کے والدان



کی تربیت میں مشغول ہوگئے، اور تھوڑی سی مدت میں انہیں تمام علوم نقلیہ وعقلیہ کی تعلیم دے دی۔تھوڑے دنوں کے بعد ان کے والد باوقار رحلت فرما گئے۔قاضی محمود والد کے مسند پر بیٹھ کر تدریس علوم میں مشغول ہوگئے، ایک وقت میں تقریباً دو سو طالب علم مجلس درس میں استفادہ کرتے تھے۔اسی درمیان حضرت مدار پاک قدس سرہ قصبہ کنتور میں رونق افروز ہوئے۔اوراس جامع مسجد میں جو قاضی محمود کے دروازے پر تھی نزول فرمایا۔اور حضور کا معمول تھا کہ جب امام کوئی متقی وصاحب دل نہ ہوتا تو غایت احتیاط کی وجہ سے فرض نماز تنہا ادا فرماتے۔حضرت نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ قاضی محمود شاگردوں کی جماعت کے ساتھ مسجد میں پہونچے۔بہت غصہ ہوئے، اور کسی طرح نماز عصر شاگردوں کے ساتھ ادا کی، اور حضرت قطب المدار کے پاس آکر علمی مباحثہ نماز با جماعت کے بارے میں شروع کیا۔مدار پاک بھی مسکراتے ہوئے علمی جواب دے دیتے۔دھیرے دھیرے آواز بلند ہوگئی۔حضور مدار پاک نے روئے مقدس سے نقاب الٹ کر زبان وحدت بیان سے ارشاد فرمایا کہ قاضی! شاید تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے۔جو اس بارے میں اتنا شور مچاتے ہو۔

قاضی محمود نے کہا کہ میں قرآن سے ہی بولتا ہوں۔آپ نے فرمایا قرآن شریف لاؤ۔

جب قرآن شریف کھولا تو قران مجید کے سارے اوراق سادہ نکلے۔ قاضی محمود کو ایک حرف بھی لکھا ہوا دکھائی نہیں پڑا، تمام اوراق ان کی نظر میں سفید

دکھائی دینے لگے۔ قاضی محمود بہت بیقرار ہوکر بے دست و پا ہو گئے۔ اور سوال کیا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ بدیع الدین کہتے ہیں۔ فورا قاضی محمود کو مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کی وصیت یاد آئی۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہوکر بے اختیار مدار پاک کے قدموں میں سر رکھ دیا، اور مرید ہونے کی گزارش کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تک اس علم کو فراموش نہیں کرو گے جو اس وقت تیرے سینے میں ہے۔ تمہیں مرید نہیں کروں گا کیونکہ۔

العلم حجاب اکبر یعنی علم سب سے بڑا حجاب واقع ہوا ہے۔

قاضی صاحب حیران و ششدر ہوئے کہ علم کو سینے سے کیسے محو کیا جا سکتا ہے۔

پھر کافی عاجزی و نیاز مندی کے بعد حضرت مدار پاک نے مہربانی فرماتے ہوئے اپنا لعاب دہن جو اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے انگشت شہادت سے قاضی محمود کی زبان پر لگا دیا۔ وہ تمام علوم جو ان کے راستے کے لئے حجاب بنے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں وہ سب ان کے سینہ سے محو ہو گئے اور آپ علوم ظاہر سے بالکل خالی ہو گئے۔

تین دن کے بعد مدار پاک نے قاضی محمود کو اپنے دامن بیعت میں لیکر مرید کرلیا۔ اور شغل باطن کی سعادت میں مشغول فرما دیا۔

اللہ تعالی نے اس علم کی جگہ پر جو حجاب بنا ہوا تھا انہیں خاص علم لدنی عطا فرما دیا۔



حضرت قطب المدار قدس سرہ کی اس توجہ خاص کی وجہ سے قاضی موصوف ارباب طریقت و حقیقت کے کاملوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اور جب حضرت زندہ مدار قدس سرہ جونپور کی طرف جانے لگے تو قاضی محمود اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس سفر میں آپ کے ہمراہ ہو گئے۔

اور مدار پاک کی توجہ سے آپ بہت قوی الحال ہو گئے۔

سرمستی اور بے خودی بڑھ گئی ان کے سینہ بے کینہ میں عشق و محبت کی حرارت اس طور سے ظاہر ہوتی کہ قریب جلنے کے پہونچ جاتے، پھر کئی مشک پانی ان کے چہرے پر ڈالا جاتا مگر سوزش محبت ختم نہیں ہوتی۔ آخر بہت ریاضت و مجاہدے کے بعد تسکین حاصل ہوتی۔ لیکن مستی و بے باکی سے خالی نہیں ہوتے۔ حضور مدار پاک ان کی بہت ناز اٹھاتے تھے۔ اور کبھی یہاں تک فرماتے کہ ہندستان میں میری آمد خاص اس مرد عالی قدر کی ہدایت و ارشاد کے لئے ہوئی ہے۔

بہر حال حضرت مدار پاک قدس سرہ جونپور کے قریب پہونچے تو سلطان ابراہیم شرقی و میر صدر جہاں و قاضی شہاب الدین پرکالئہ آتش اکابر اہل شہر کے ساتھ استقبال کے لئے آئے۔ اور کما حقہ آداب خدمت بجالائے اور مکمل اعزاز و احترام کے ساتھ حضور مدار پاک کو شہر میں لے گئے۔ اور دارین کی سعادت مندی حاصل کی۔ چند سال حضرت اس جماعت مذکور کے اعتقاد و اخلاص کو پختہ کرنے اور بعض مریدوں کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے جونپور میں اقامت پذیر

رہے۔اورایک جہان اس یگانۂ آفاق کے فیضان سے مستفیض ہوا۔

اس مرتبہ جونپور میں تشریف لانے پر مخلوق کا اژدہام اور مریدوں کا ہجوم اس کثرت سے ہوا کہ شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ہزاروں لوگ حضرت کے حجرۂ متبرکہ کے اردگرد رات و دن پروانوں کی طرح نثار محبت ہوتے رہے۔

## مکن پور شریف کی واپسی

حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ عموماً مخلوق کے ہجوم سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اور اکثر اوقات گوشۂ تنہائی میں گزارتے. رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم کی تعمیل و تکمیل کیلئے جونپور سے نکل کر مقام متبرک مکن پور شریف کو واپسی کا ارادہ فرمایا سلطان ابراہیم شرقی اور میر مفتی سید صدر جہاں و ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور تمامی شہر والے کمال عقیدت کے ساتھ حضور مدار پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہیں رکنے کی درخواست پیش کی۔حضرت مدار پاک قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ سب عزیزوں کی محبت سے امید ہے کہ آپ سب مستحق اجر ہوں گے۔لیکن فی الحال ہم کو معذور سمجھیں ہمارا ہر کام مامور من اللہ ہے۔ان شاء اللہ خیال خاطر احباب کے لئے ایک سفر ضرور ہوگا۔پس بے بس ہوکر تمام ہمنشین مایوس ہوئے۔سلطان ابراہیم شرقی بھی رخصت ہوئے اور حضور مکن پور شریف کے لئے روانہ ہوگئے۔



## حضرت شاہ مینا کو قطب بنایا

جب شہر لکھنؤ کے قریب پہونچے شہر کے اندر داخل نہیں ہوئے۔دریائے گومتی کے کنارے ایک بلند مقام پر رخت اقامت ڈالا۔اہل شہر نے بارگاہ میں پہونچ کر شرف ملازمت حاصل کیا۔اس کے بعد ایک بوڑھی عورت اپنے بیمار لڑکے کو حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی خدمت میں لائی۔اور عجز وانکساری کے ساتھ دعا کی درخواست کی۔حضور مدار پاک نے کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شہر شیخ محمد مینا کی ولایت کی تحویل میں دے دیا ہے۔اپنے لڑکے کو انہیں کی خدمت میں لے کر جاؤ۔کہ اس بچے کی صحت انہیں کی دعا پر موقوف کر دی گئی ہے۔اس بوڑھی عورت کو نہیں معلوم تھا کہ شیخ محمد مینا کون صاحب ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟ ان دنوں حضرت شیخ مینا کمسن تھے اور اپنے باپ کی نیابت میں مخدوم شیخ قیام الدین کی بارگاہ میں جاروب کشی کرتے تھے۔کوئی شخص ان کے فضل وکمال سے واقف نہیں تھا۔بہر حال سفر جونپور کے دوران حضرت مدار پاک قدس سرہ اور شیخ قیام الدین کے درمیان جو معاملہ حضرت قاضی شہاب الدین قدوائی کے سبب سے ہو چکا تھا جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے . حضرت مدار پاک نے کمال کرم بخشی سے اس کی تلافی بھی قاضی شہاب الدین کے وسیلے سے فرمادی۔اور شیخ مخدوم محمد مینا کے بارے میں نوازش فرمائی۔اوران کو ظاہری و باطنی سعادت بخشی۔اور شیخ مخدوم قیام الدین کی جگہ پر آپ کو مقرر فرمایا۔پس قاضی شہاب کو اپنے پاس بلا کر اپنی خاص جائے نماز (مصلی ) دے کر فرمایا کہ اسے لے کر فلاں محلے میں جاؤ،اس لئے کہ محمد

بینا کوابھی خود اپنی ولایت کی معرفت نہیں ہے۔ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، ان کو میری دعا کہو اور یہ جائے نماز دے کر ان سے کہو کہ اللہ تعالی نے شہر لکھنؤ کی خدمت اور ولایت تمہارے حوالے کی ہے۔ اس بوڑھی عورت کے لڑکے کے لئے دعا کرو ۔اس لئے کہ اس کی شفا تمہاری دعا کے اوپر موقوف ہے۔ قاضی شہاب الدین نے بہت خلوص وتوجہ سے حضور کا پیغام متبرک مصلی کے ساتھ شیخ بینا کو پہونچایا، شیخ محمد بینا نے بہت عقیدت کے ساتھ بے پناہ انکساری کا اظہار قاضی شہاب الدین سے کیا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور اس مصلی کو اپنے سر پر رکھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار حضرت زندہ شاہ مدار کے اس مصلی کی برکت سے اس بوڑھی عورت کے لڑکے کو شفا عطا فرما۔ اسی وقت بچہ صحت یاب ہوگیا۔ اور شفا حاصل ہوگئی۔ اسی دن سے حضرت شیخ محمد بینا کے کمالات کی شہرت حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی توجہ سے پورے شہر میں پھیل گئی۔ اور ایک عالَم نے آپ سے ہدایت پائی۔ چنانچہ آج تک حضرت شیخ محمد بینا کے کمالات و بزرگی ساری خلقت پر ظاہر ہیں۔ پس چند دنوں کے بعد دعوت وتبلیغ فرماتے ہوئے حضرت مدار پاک قدس سرہ مقام متبرک مکن پور میں جلوہ بار ہو کر طالبان صادق الاعتقاد کے ساتھ رشد وہدایت میں مشغول ہوگئے۔ اور صحرائے ضلالت میں بھٹکے ہوؤں کو راہ حق دکھائی۔ آپ کے فضل وکمال کی شہرت شرق وغرب تک پھیل گئی۔ اور ہر طرف سے لوگ عقیدت ومحبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مکن پور نیاز مندانِ حق پرست کا قبلۂ حاجات بن گیا۔



# قاضی مطہر بارگاہ زندہ شاہ مدار میں

حضرت قاضی مطہر قلہ شیر بہت بڑے عالم و فاضل اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، مناصب اولیاء میں بڑے منصب پر فائز تھے۔ آپ کے علم وفضل کا دور دور تک شہرہ تھا۔۔

مرات مداری وتحفۃ الابرار و بحر زخار میں حضرت قاضی مطہر قلہ شیر کے بارے میں مرقوم ہے کہ آپ اس وقت جامع علوم وفنون، کامل زمانہ وعارف یگانہ تھے۔ جب مدار پاک جون پور سے مکن پور شریف واپس تشریف لائے تو قاضی مطہر قلہ شیر زوردار بحث کرنے والے سوشاگردوں کے ساتھ بطور امتحان ومباحثہ حضور مدار اعظم کی خدمت میں پہونچے۔۔ حضرت مدار پاک قدس سرہ نے ان کے آنے سے پہلے اپنے صاحب کمال مریدین مثل شاہ اَلّا عرف شاہ اعلیٰ، سید جمال الدین المشہور بہ سید جمن جتی، سید احمد باد پا اور قاضی شہاب الدین قدوائی وغیرھم جو فنائے توحید میں ڈوبے ہوئے تھے اور بہت ہی قوی الحال بزرگ تھے، ان سب کو تاکید منع فرمادِیا کہ قاضی مطہر امتحان ومباحثہ کے لئے آرہے ہیں، تم میں سے کوئی ایک بھی ان کی گفتگو کا جواب نہ دے گا۔ میں ان سے اپنے طور پر گفتگو کروں گا۔ بہر حال قاضی مطہر نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آکر ملاقات کی، اور بیحد غرور علم سے فوراً وحدۃ الوجود کی بحث چھیڑ دی، اور اس مسئلہ میں ارباب تصوف کے اعتماد کا جو طور طریقہ ثابت ہے اس کے خلاف دلائل دینے لگے، حضرت مدار قدس سرہ کمال

بردباری سے ان کے لئے میدان کشادہ چھوڑے ہوئے تھے، اور خود بھی دلائل علمی پیش فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ سات دن اسی قسم کی بحث ان کے درمیان جاری رہی، جب گفتگو مرتبۂ توحید کی انتہا پر پہنچی، تو حضرت مدار پاک قدس سرہ غیرت علم احدیت سے سرشار ہو گئے۔ اور حال پر جلال غالب ہو گیا۔ پس آپ نے اپنے روئے مبارک سے نقاب الٹ دیا، اور زبان وحدت بیان سے فرمایا، کہ اے طفل مکتب! غور سے دیکھ کہ ہمارا پروردگار ایک ہے اور وہ تمام اشیاء کو محیط ہے۔ اس جامع اور قاطع اضافت کلمہ کے فقط ارشاد فرمانے سے قاضی مطہر مغلوب ہو گئے، ان کا بدن کانپنے لگا اور بے اختیار سر سجدے میں رکھ دیا، دریائے توحید میں اس طرح ڈبکی لگائی کہ تین شبانہ روز تک بیہوش رہے۔ ان کے شاگرد الگ بے ہوش پڑے رہے۔ تین دن کے بعد شاہ الاؔ کو حکم ہوا کہ ہمارے وضو کا بچا ہوا پانی اٹھاؤ اور قاضی مطہر اور ان کے شاگردوں کے چہروں پر چھڑکو۔ جب وہ لوگ ہوش میں آئیں تو انہیں ہمارے پاس لاؤ۔ شاہ الاؔ نے قدمبوسی کرتے ہوئے پانی اٹھایا، اور ان لوگوں کے چہرے پر چھڑک دیا۔ اور ان لوگوں کو ہوش میں لا کر حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت مدار پاک نے پھر نقاب اٹھا دیا۔ قاضی مطہر نے مع اپنے شاگردوں کے سر نیاز زمین پر رکھ کر توبہ کی۔ اور مرید ہونے کا شرف حاصل کیا۔

پھر سید جمال الدین اور سید احمد بادپا کو حکم ہوا کہ قاضی موصوف کو شاگردوں کے ساتھ کچھ دنوں تک صحبت میں تربیت دو تاکہ اس جماعت کی



اصطلاح کو سمجھ سکیں۔ اس کے بعد میں انہیں شغل باطن میں مشغول کروں گا۔ الغرض چند روز کے بعد قاضی مطہر کو صوفیان اہل صفا کے مشرب پر مشغول کر کے بلندی و تکمیل کے درجہ پر پہونچا دیا۔ کہ وہ خود صاحب ارشاد ہو گئے۔ اور ایک عالم کو دولت سے مالا مال کیا۔ قاضی مطہر کے مرید ہونے کے بعد اکابر علماء و دیگر بیشمار لوگ حضرت مدار پاک کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے۔

# قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش کی شان وکرامت

حضور مدار پاک کے خلفاء میں حضرت قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش قدس سرہ بہت وجیہ، شکیل، بارعب، پرشکوہ بلند ھمت اور باتصرف مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب مرات مداری لکھتے ہیں کہ

ایک دن حضور مدار پاک مسند ارشاد پر جلوہ گر تھے ۔ اور مریدان صاحبان کمال آپ کی خدمت میں تھے، کہ کئی ہزار لوگ مکن پور و قنوج کے اطراف کے دیہاتوں سے آئے، اور بہت عاجزانہ درخواست پیش کی کہ ہمارے سروں پر ایک بلا و آفت نازل ہوگئی ہے۔ اب تک بہت سارے لوگ مر چکے ہیں، اور روز مر رہے ہیں، حضور آپ اس دیار میں صاحب ولایت ہیں، اس وقت ہماری پریشان حالی پر رحم فرمائیں، تاکہ ہم سب اس بلائے ناگہانی سے نجات پا جائیں، حضرت

مدار پاک قدس سرہ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر چہرۂ مقدس قاضی شہاب الدین قدوائی کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بہت پریشان ہیں۔فلاں ٹیلہ پر جا کر مشغول دعا ہو جاؤ، اور جو بلا ان پر مسلط ہے اسے اپنے قابو میں کرلو، قاضی شہاب الدین جو حضور قطب مدار کے محبوب ترین مرید وخلیفہ تھے، ادب واحترام کے ساتھ کھڑے ہوئے، سب حیران ہوئے کہ یہ آدمی کیا کر پائے گا، آپ نشان دہی کے مطابق اس بلند ٹیلہ پر جا کر تین شبانہ روز مشغول دعا وعبادت رہے، تین دن کے بعد ایسا گرد وغبار کا طوفان آیا کہ پورا علاقہ تاریک ہوگیا۔اس گرد وغبار کے درمیان ایک شعلہ ظاہر ہوا اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح قاضی شہاب کے سامنے پہونچا۔ قاضی شہاب نے جو عین شہاب تھے غلبہ حال کے باعث منہ کھول دیا اور اس شعلۂ آتش کو نگل گئے، اور وہ گرد وغبار مٹ گیا،۔قاضی شہاب وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پہونچے، لیکن ان کے پیٹ میں عارضہ لاحق ہوگیا۔ خدام نے اس مسئلے کو حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں پہونچایا۔ آپ بنفس نفیس تشریف لائے، اور اپنا ہاتھ قاضی شہاب کے پیٹ پر رکھ کر دعا فرمائی، عارضہ دفع ہوگیا۔آپ نے جو آگ کا شعلہ کھایا تھا درحقیقت وہ وبا تھی، اور مخلوق خدا کو اس وبا سے نجات مل گئی۔۔

اسی دن سے قاضی شہاب کا وبا خوار (وبا دور کرنے والا) لقب ہوگیا اور ان کے کمالات کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ ایک دن حضرت مدار پاک قدس سرہ کے تمامی کامل مریدین خدمت میں حاضر تھے، انکے درمیان یہ طے



کیا کہ جو شخص حضور کے خاص حجرے کی طرف پاؤں پھیلائے گا وہ ایک اشرفی جرمانہ دیگا۔ایک مرتبہ قاضی شہاب نے اپنی حالت بیخودی وبیباکی کی وجہ سے اپنا پاوں حضرت مدار پاک کے حجرے کی طرف پھیلا دیا۔تمام مریدین نے انہیں پکڑلیا اور کہا کہ ایک اشرفی بطور جرمانہ دیجئے۔لوگ محو گفتگو ہی تھے کہ حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرۂ پاک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا! کہ آپ لوگوں کے بیچ کون سی گفتگو جاری ہے۔ مریدین نے حقیقت حال بیان کیا۔حضور مدار پاک نے کمال مہربانی وجوہر شناسی سے فرمایا کہ انہیں معاف کیجئے اس معاملے میں قاضی شہاب کا سر اور پیر برابر ہے یعنی یہ دریائے توحید میں ڈوبے ہوئے ہیں سر و پیر میں فرق نہیں کر سکتے ہیں۔ کسی بزرگ نے اس بارے میں بہت ہی خوب کہا ہے۔

ما مست الستیم قضا را نشنا سیم
از غایت مستی سر وپا را نشنا سیم

یعنی ہم شراب الست سے مست ہیں قضا کو نہیں پہچانتے ہیں وفور کیف ومستی میں سر وپا میں امتیاز نہیں رکھتے۔ حضرت مدار پاک قدس سرہ کے اکثر مریدین ایسے ہی قوی الحال ہوئے ان کی تفصیل کہاں تک بیان ہو۔

# باب پنجم

## ہندوستان میں حضور مدار پاک کے مشہور خلفائے کرام

چوں کہ حضور مدار پاک سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی عمر شریف ۵۹۶ سال کی طویل مدت کو محیط ہے جو ساٹھ ہزار ایک سو باون مہینوں ۶۰,۱۵۲ اور دو لاکھ چودہ ہزار پانچ سو ساٹھ دنوں ۲،۱۴،۵۶۰ پر مشتمل ہے, چھ صدیوں پر محیط اس طویل زمانے میں کتنے اہل اللہ مرید ہوئے کتنوں نے فیض اٹھایا کس کس ملک میں کون کون خلیفہ مقرر رہا اس کا حساب وشمار نہایت مشکل ہے حضور مدار پاک کا مقصد تبلیغ مریدین وخلفاء کی تعداد میں اضافہ کرنا نہیں تھا اور نہ ہی اہل اسلام کے گھروں میں دعوت وضیافت اڑانے کا کوئی پروگرام تھا، آپ بحکم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفر کے بادیۂ ظلمت میں اسلام کی روشنی پھیلانے کیلئے داعیٔ اسلام کی حیثیت سے یہاں تشریف لائے تھے، قاسم نعمات نے طعام بہشتی وغذائے ملکوتی کھلا کر کھانے پینے سے آپ کو بے نیاز فرما دیا تھا، حلۂ بہشتی پہنا کر کپڑے اور جامے کے احتیاج سے بھی مستغنی کر دیا تھا۔ بارگاہ رسالت میں تعلیم وتربیت پا کر اور درس گاہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تحصیل وتکمیل کے مدارج طئے کر لینے کے بعد اب چنداں کسی مربی ومعلم کی حاجت بھی نہیں تھی، خفیف الحاذ ہونے کی وجہ سے کسی کیلئے کسی قسم کے اموال کی ذخیرہ اندوزی کی بھی کوئی غرض نہیں تھی۔ صرف اور صرف حکم رسالت پر عمل کر کے کفر کی سرزمین پر اسلام کی کھیتی کرنا، اسلام کے پرچم کی سربلندی، اور ,, کلمۃ الحق ،، کی آواز کو بلند کرنا اور قدیم ہندوستان کو نور اسلام سے منور کر دینا ہی آپ کی دعوت وتبلیغ کا مقصد تھا۔ پھر بھی اسلامی مشن کو فروغ دینے اور استحکام بخشنے اور اسلام قبول کرنے والوں میں تنظیمی



صلاحیتوں کو بحال کرنے کیلئے جہاں جہاں ضرورت محسوس کی اپنے نائبین وخلفاء کی جماعت باصواب اور اپنے اصحاب خواص کو منتخب فرمایا۔ اہل سیر نے آپ کے مشہور خلفاء کے نام اپنی اپنی کتابوں میں اپنی معلومات کے مطابق درج کیا ہے۔ ان میں سے کچھ مشہور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی اور انکے مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔ تا کہ ان لوگوں کا قبلہ درست ہو جائے جو یہ افواہ اڑاتے ہیں کہ حضور مدار پاک نے کسی کو اپنا خلیفہ ہی نہیں بنایا تھا۔ معاذ اللہ! اس جھوٹ کے سد باب کیلئے بزرگان دین نے اپنے اپنے دور میں حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے باوقار وباکمال خلفائے کرام کا ذکر خیر بڑے ہی حسین انداز میں اچھے القاب وآداب کے ساتھ کیا ہے۔ ان میں سے کچھ خلفائے نامدار کا ذکر خیر ہدیۂ قارئین ہے۔

## مکن پور شریف میں مدار پاک کے خلفاء

حضور زندہ مدار پاک قدس سرہ کے پانچ خلفائے کرام کے مزارات دارالنور مکن پور شریف میں مرجع خلائق ہیں ان میں سے تین بزرگ ۱: قطب جہاں حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغوں قدس سرہ ۲۔ حضرت خواجہ سید ابوالحسن طیفور قدس سرہ ۳۔ وحضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور قدس سرہ ان تینوں خلفائے باوقار اور شہزادگان کو اپنی فرزندی میں لے کر نفسٍ واحدہ قرار دیا ان ہی حضرات سادات سے گروہ خادمان جاری ہوا یہ تینوں بزرک حضور مدار پاک کے برادر زادے ہیں، حضور مدار پاک کے ہمراہ ملک شام سے مکن پور شریف تشریف لائے سادات مکن پور شریف کے یہی جد اعلیٰ اور مورث اعظم ہیں۔ ان ہی سے گروہ خادمان جاری ہے۔ یہی سرکار مدار پاک کے نائب وجانشین ہیں۔ ان کی سیرت وسوانح عنقریب پیش ہوگی۔

## حضرت دادا علی شیر عرف قاضی لہری

اسی قصبۂ نور مکن پور شریف میں حضور مدار پاک کے ایک اور جلیل القدر خلیفہ حضرت دادا علی شیر عرف قاضی لہری ہیں جن کی نسل سے قوم معماران یہاں منسوب وآباد ہیں آپ کا مزار مقدس حضرت دادا سید ابو محمد ارغون قدس سرہ کے مزار شریف سے متصل جانب مغرب قبہ کے اندر ہے۔مکن پور شریف کی قوم معماران حضرات ان ہی قاضی لہری کی نسل سے ہیں خانقاہ شریف میں پوتی اور گل پوشی کی رسم جو چھ جمادی المدار کو ہوتی ہے اس کی بعض ذمہ داریاں ان ہی کے سپرد ہیں۔

## حضرت مکن سرباز

مکن پور شریف میں حضور مدار پاک سید بدیع الدین احمد قدس سرہ کے ایک اور خلیفہ حضرت خیر الدین عرف مکن سرباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار محلّہ شتربانان میں ہے۔یہ وہی بزرگ ہیں جن کے نام پر قصبہ مکن پور شریف کو کبھی خیر آباد کہا گیا اور اب مکن پور کہتے ہیں بارگاہ مدار پاک میں آپ کی بڑی خدمات ہیں۔کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے مدار پاک کے گنبد اقدس کا،،زرین کلس،،اپنی پاک کمائی سے چڑھایا تھا واللہ اعلم بالصواب۔

## حضرت یٰسین شاہ

اور آپ کے ایک خلیفہ حضرت یٰسین شاہ قدس سرہ ہیں جن کے نام سے ایسن ندی جاری ہے یسین ندی کثرت استعمال سے ایسن ندی کہی جانے لگی، حضور مدار پاک نے انہی سے فرمایا تھا کہ میرا عصا لے جاؤ اور جانب شمال ایک لکیر کھینچ کر کہہ



دو کہ اللہ کے حکم سے جاری ہو جا۔ چناں چہ دریائے فیض جاری ہو گیا ایام عرس میں اسی ندی کا پانی درگاہ شریف کی دیگ میں استعمال ہوتا ہے کھیر پکتی ہے پانی کھیر میں ڈالتے ہیں لیکن ذائقہ دودھ کا ہوتا ہے کہتے ہیں کہ ان کا مزار قریہ روگاؤں جوار مکن پور شریف میں ہے۔بعض خدا گنج مضافات قنوج میں بتاتے ہیں۔ ایک خلیفہ حضرت یٰسین نام کے ضلع بستی میں ہیں جن کا مزار مرجع خلائق ہے آپکے دو خلیفہ گوجے پور گاؤں ارول سے ایک کلومیٹر جانب جنوب میں جوار مکن پور شریف میں ہیں۔ ا۔میر سید شمس الدین حسن عرب اور ۲۔ میر سید رکن الدین حسن عرب قدست اسرارھم ہیں بعض کتب میں تحریر ہے کہ یہ دونوں حضرات بی بی نصیبہ کے بھائی کے صاحبزادے ہیں، جو حضور غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ کی بہن تھیں۔زینب و بی بی نصیبہ خواہران حضرت اند۔ع سادات مکن پور کے اھل بصیرت حضرات فرماتے ہیں کہ بارگاہ معلّیٰ حضرت قطب المدار کا دفتر وقلمدان ان ہی حضرات کے سپرد ہے۔آج بھی قبولیت دعا کیلئے ان میر صاحبان کو وسیلہ بنانے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

## تذکرۂ مشائخ عظام میں خلفائے کرام کی تعداد

کتاب تذکرہ مشائخ عظام کے مؤلف حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی سینئیر استاذ دار العلوم شمس العلوم گھوسی ضلع مئو عصر حاضر کے ایک معتبر سنی حنفی قلم کار ہیں ،، خلفائے راشدین ،، اور ،، حدیث نبوی ،، اور ،، سلطان الہند غریب نواز ،، جیسی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ بریلوی خیمہ میں اعتبار کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔آپ کی کتاب تذکرہ مشائخ عظام میں جہاں علامہ افتخار احمد قادری مصباحی کی تقریظ جلیل ہے وہیں مولانا عبد المبین نعمانی قادری چریّا کوٹی کا مقدمہ

ہے۔اس کتاب کے صفحہ ۳۵۸ پر آپ نے حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے خلفائے باوقار کے کچھ اسمائے گرامی تحریر فرمائے ہیں۔ لکھتے ہیں

## نامور خلفاء

حضرت شاہ مدار کا دائرہ ارشاد و تبلیغ کافی وسیع تھا۔اور درازیئی عمر کے سبب کافی سے کافی لوگوں کو آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع بھی میسر آیا۔

ایک ایک مجلس میں ہزار ہا ہزار لوگ تائب ہو کر بیعت ہوتے۔ اس لیئے مریدوں اور خلفاء کی تعداد کا شمار ممکن نہیں۔ چند اہم خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

1۔خواجہ سید ابو محمد ارغون مکن پور۔

2۔خواجہ سید ابو تراب فنصور مکن پور

3 خواجہ سید ابوالحسن طیفور مکن پور۔

4 خواجہ سید محمد جان من ہیلسہ شریف۔

5 قاضی مطہر, قلہ شیر ,ماور شریف۔

6۔قاضی محمود کنتور شریف۔

7۔مولانا شاہ حسام الدین سلامتی مانکپور۔

8۔مولانا شاہ اجمل بہرائچ۔

9۔سید جلال الدین بخاری بریلی شریف۔

10۔خواجہ شاہ جہندہ بدایوں۔

11۔سید شمس الدین۔

12۔میر سید احمد باد پا کولھوا بن درگاہ ضلع مئو۔



13۔مولانا قاضی صدرالدین جونپور۔

14۔شاہ نصیر الدین۔ اس طرح آپ نے کل چودہ خلفائے نامور کے اسمائے گرامی ضبط تحریر کیا ہے۔

(تذکرہ مشائخ عظام ص ۳۵۸ مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور)

## گلزار ابرار میں خلفائے مدار پاک

عہد جہانگیری کی ایک معتبر کتاب گلزار ابرار ہے اس کا اردو ترجمہ اذکار ابرار کے نام اسلامک بک فاؤنڈیشن ۱۲۴۹ این سمن آباد لاہور سے شائع ہوا ہے یہ کتاب اصل میں فارسی زبان میں محمد غوثی شطاری مانڈوی کی مشہور تصنیف ہے کتاب ۹۹۸ھ مطابق ۱۵۹۰ء سے ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۶۱۳ء تک کی مدت میں تصنیف ہوئی ہے۔ کتاب کا ترجمہ فضل احمد جیوری نے کیا ہے کتاب کی ابتدا میں سن تصنیف ۱۰۱۴ھ لکھا ہے . اور سن ترجمہ ۱۳۲۶ھ تحریر ہے مصنف لکھتے ہیں۔حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفاء اور سلسلہ دار جو مشہور رہیں۔

## جن کے حالات میں تحت میں لکھتا ہوں

## اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو

**اول:** اور مسند خلافت کے صدر نشینوں میں اکمل۔سید چمن، جمن، بہاری ہیں آپ کو سید جان من جنتی کہا جاتا ہے۔جو ارباب تجرید و تفرید اور توحید کے معلم تھے۔سوائے ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی ہے قبا اور عبا کی قسم سے کوئی تکمہ دار کپڑا اختیار نہیں کیا آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور میں آئے ہیں۔ بہار کے علاقہ کے اندر ایک قصبہ (ھیلسہ) میں

آپ کی قبر ہے۔

**دوسرے:** قاضی محمو۔آپ اپنے زمانے کے تمام عالموں سے زیادہ فاضل کامل عالم اور عارف تھے۔آپ کی قبر کنتور میں جو علاقہ لکھنؤ میں ہے اہل زمانہ کی یادگار ہے۔

**تیسرے:** قاضی شہاب الدین۔۔۔آپ پرکالۂ آتش کے نام سے نام زد تھے۔جذبہ ایسا قوی تھا کہ عقل کے پر جلتے تھے۔اور بڑے صاحب جلال تھے۔آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ میں ہے ( آج غالبًا یہ بڑا گاؤں ضلع بارہ بنکی میں پڑتا ہے۔)

**چوتھے:** قاضی مطہر قلہ شیر آپ کو ولایت کے بیان میں آہو چشم , شیر ببر, توحید کی شکار گاہ بین مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے۔ایک ,,مقام ماور,, مضافات کالپی (اب یہ کانپور دیہات میں بارہ اکبر پور کے آگے ہے ) وہاں آپ کی قبر ہے۔

**پانچویں:** قاضی عبدالمالک بہرائچی ہیں۔۔۔آپ کے زمانے کے تمام اہل دولت شاہ سے لے کر سپاہی تک دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ میں آپ کی مراد بخش دعاء کے نیاز مند تھے۔نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے بالکل ساتھ ساتھ پاتے تھے آپ کی تربت بہرائچ میں ہے۔

**چھٹے:** سید خاصہ حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے ,,درون خاصہ برون خاصہ ,, کہتے ہیں آپ کو شاہ صاحب کی خدمت میں بہت خصوصیت تھی،اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے۔آپ کے روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہیں ہوا۔۔

**ساتویں:** سید راجے دہلوی۔۔آپ درویشوں کے عمدہ اوصاف اور صوفیوں کے



سنجیدہ اخلاق سے موصوف تھے۔اور ان ہی امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کئے تھے۔بزرگان عہد کی رجوعات آپ کی طرف بہت کچھ تھیں۔آپ کی بافیض قبر دہلی میں ہے۔

**آٹھویں:** شیخ بھیکا مجذوب اور ۹۔نویں۔شیخ بھیکا ثانی یہ دونوں شخص نام مقصد جذبہ اور عشق میں متماثل بلکہ باہم عین تھے۔ہمیشہ حالت بے ہوشی میں رہتے تھے۔ان دونوں صاحبوں کی کرامتوں کی داستانیں لوگوں کی زبانوں پر بہت کچھ ہیں۔اولیں شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ میں ہے۔

**نویں خلیفہ:** شیخ اَلّاَ۔اس سلسلے کہ بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلی بھی کہتے ہیں۔لیکن عوام کے نزدیک شیخ اَلّاَ کے نام سے ہی نام زد ہیں۔آپ بھی انہیں مجذوبوں میں سے ہیں جو مشہور دنیا ہیں آپ کو جذبہ اور حقیقی جنون کی لہریں آیا کرتی تھیں آپ کی قبر گور میں ہے

**دسویں:** محمد جھندہ۔آپ کی پیدائش بدایوں کی ہے عجیب وغریب اسرار الہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے۔آپ کی قبر زاد بوم میں ہی ہے۔

**گیارھویں:** شیخ محمد بائیں پانوں۔اس خطاب کے ساتھ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کے آپ رات اور دن برابر بائیں پاوں پر کھڑے رہ کر بارہ سال گزار دیئے اور اس عرصہ میں داہنا پاؤں زمین پر رکھا ہی نہیں۔اس طرح کی ریاضت میں آپ نے عجیب وغریب بات پیدا کی تھی۔آپ کا پرانوار مزار کہریسہ کے حدود میں قصبہ گھوسی سے ۱۰،کلو میٹر آگے کولھوابن ضلع مئو میں ہے۔

صدر الذکر بزرگوں کے سوا ان میں سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد میں ہوئے ہیں جو ہمیشہ اپنے پیشواوں کے افعال اور احوال کے ساتھ

متصف تھے۔ اور کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کرتے تھے۔ امید ہے کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب ان اصحاب کا تذکرہ لکھ کر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ مزیں بہ مہر فرماویں گے۔

(گلزار ابرار مترجم مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۴۹ راین سمن آباد لاہور)

# تحفۃ الابرار میں خلفائے قطب المدار

تحفۃ الابرار فی مناقب قطب المدار مؤلفہ جناب عزیز اللہ مداری کنتوری ہے یہ کتاب عہد جہانگیری میں ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء کی تصنیف ہے۔ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اس کا قلمی نسخہ حضرت سید اثر علی جعفری مکن پوری نے مجھے بہت محبت اور خوشی کے ساتھ عطا فرمایا۔ اس کتاب میں پانچ ابواب اور ایک خاتمہ ہے۔ کتاب کا چوتھا باب حضور مدار پاک قدس سرہ کے خلفاؤ مریدین کے بارے میں ہے اس میں جن مشہور خلفاء کے نام درج ہے وہ ھد یہ قارئین ہے۔

اول: **اجملھم و افضلھم و اولھم** شیخ طریقت برہان حقیقت خلاصہ درگاہ معبود، معدن فتوت وجود، قاضی محمود ذکرہ اللہ بالخیر ان کا تفصیلی ذکر بعد میں ہوگا ان کا وصال ۸۴۷ھ ہے۔

ان ہی میں سے ایک قاضی عبدالماک ہیں۔

ان میں سے ایک قطب الاقطاب قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش ہیں۔

ان ہی میں سے ایک شیر بیشۂ ولایت * قاضی مطہر قلہ شیر ہیں۔ (یہی مصدر عاشقان مدار ہیں)

5۔ ان ہی میں سے ایک *سید خاصہ* ہیں

6۔ ان ہی میں سے ایک سید راجے دہلوی ہیں۔



7۔ ان ہی میں سے شیخین مجذوبین بکھاری ہیں۔

8۔ ان ہی میں شاہ الاّ وبعضے شاہ اعلی کہتے ہیں۔

9۔ ان ہی میں سے شیخ محمد جھندہ بدایونی ہیں (بدایوں میں ایک خلیفہ شاہ منہاج ہیں اور اور ایک معصوم علی شاہ ملنگ اور شیخ اعظم علی شاہ ملنگ مجرد مداری خلیفہ کے خلیفہ ہیں یہ بھی مشہور خلائق ہیں، مردان خدا مؤلفہ ضیاء علی اشرفی میں ان کی تفصیل ہے)۔

10۔ ان ہی میں سے قدوہ مشائخ زمن *میر سید جمن" جتی,, *بہاری قدس سرہ ہیں (یہ سرگروہ دیوان گان کہے جاتے ہیں ان سے دیوان گان کی کئی مشہور شاخیں نکلی ہیں جن کا تفصیلی ذکر بعد میں ہوگا ان کا مزار ھیلسہ بہار میں ہے دیوان اور ملنگوں کی جماعت ان سے نکلی ہے)۔

11 ان ہی میں سے مولانا حسام الدین سلامتی ہیں

12 ان میں سے ایک سید صدر الدین ہیں

13 ان میں سے ایک شیخ حسین معز بلخی برادرزادہ شیخ مظفر بلخی ہیں

14 ان میں سے ایک شیخ مطہر ہیں جو ماوراءالنہر سے ہندوستان آئے۔

15 ان میں سے ایک شمس ثانی چوبدار قطب المدار ہیں

16 ان میں سے ایک صاحب کرامت باہر سید طاہر قدس سرہ ہیں

17 ان ہی میں سے مفتخر عہد و زماں صدر صدور میر سید صدر جہاں ہیں۔ جنہیں سید اکمل بھی کہتے ہیں۔

18 ان میں سے ایک میر سید احمد بادپا ہیں جو درمیان خلائق مشہور ہیں مزار کلوا بن میں ہے

19 ان میں سے ایک حضرت آدم صوفی ہیں جو حضرت قطب المدار کے

بزرگ خلیفہ میں سے ہیں

20ان میں سے ایک شیخ محمد ہیں جنہوں نے حضور مدار پاک سے سوال کیا کہ قلندر کسے کہتے ہیں مدار پاک نے جواب مرحمت فرمایا کہ جو مقام تجرید وتفرید کو پہونچ کر صفات الٰہی سے متصف ہوگیا وہ قلندر ہے۔

21۔ان ہی میں سے ایک شاہ بدھ ہیں جنہوں نے حضور مدار پاک قدس سرہ سے استفسار کیا کہ موحد کسے کہتے ہیں جواب میں ارشاد ہوا کہ مُوحّد وہ ہے جو ذات احد کے سوا کچھ نہ دیکھے۔ پھر پوچھا کہ سالک کسے کہتے ہیں فرمایا کہ وہ جو اپنے پاؤں سے پورے آفاق کا قصد کرے اور اپنے طلب کے بال سے آسمانوں کے اوپر اڑے۔ پھر پوچھا کے قتل منصور حلاج کس منزل میں ہوا۔؟ ارشاد ہوا حضرت منصور اس مقام پر تھے کہ اپنے محبوب حقیقی کو اپنی کسوت میں دیکھ رہے تھے وہی کسوت ان کے لیئے حجاب بن گئی۔ حجاب چہرۂ جاں می شود غبار تنم خوش آمدی کہ ازاں چہرہ پردہ برافگنم۔

22۔ان ہی میں سے ایک شاہ فرید ہیں آپ نے بارگاہ مدار پاک میں عریضہ پیش کیا کہ اگر حکم ہوتو میں بھی حضور سے کوئی چیز چاہوں حکم ہوا کہ اپنے دل کی پاسبانی کرو تنہا بھی چھوڑ دے لازم ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے۔

23۔انہیں میں سے ایک حضرت شیخ الیاس ہیں جن کا ایک رسالہ مناقب قطب المدار میں مشہور ہے جس میں ہے المدار محل بین النبوۃ والولایۃ

24۔انہیں میں سے ایک حاجی سلیمان حاجی احمد ابراہیم ہیں۔

25۔انہیں خلفاء کرام میں سے ایک حضرت الہدیۃ ہیں



# مرات مداری مولفہ ۱۰۶۵ھ میں خلفائے قطب المدار

لکھتے ہیں کہ قاضی محمود اوران کے فرزندِ رشید میٹھا مدار قصبہ مبارک'' کنتور ''میں آرام فرما ہیں- اور مثل زندگانی تصرف رکھتے ہیں اور حضرت قاضی مطہر بھی بہت عظیم القدر بزرگ ہیں شہر کالپی کے مضافات میں،، ماور شریف،، میں ان کی زیارت گاہ ہے۔اور قاضی شہاب الدین قدوائی موضع چمبلائی میں آسودہ خاک ہوکر اس دیار میں تصرف فرماتے ہیں اور حضرت شاہ الاّ جو ولایت گور بنگالہ میں محو خواب ہیں بڑی شہرت کے مالک ہیں اور حضرت میر سید جمال الدین مشہور بہ سید جمن جتی قصبہ ''ہیلسہ'' شہر بہار شریف کے قریب میں سکونت پزیر ہوکر بڑے اختیار وتصرف کے مالک ہوئے ہیں۔اور حضرت میر احمد بادپائے جو سیر وطیر میں مثال نہیں رکھتے جنگل کولھوا بن نواح شہر جونپور بلکہ ضلع مئوگھوسی کے آگے میراں شاہ کی درگاہ سے مشہور ہے وہاں پہ ان کی درگاہ ہے حضرت شاہ جودھن مداری جنہوں نے اودھ میں اپنا مسکن بنایا ہے اور حضرت شیخ شمس ثابت مداری *جن کی آرام گاہ قصبہ سنڈیلہ میں ہے اور شاہ نہنگا بھیکہ جو شہر قنوج میں مشہور خلائق ہیں وغیرھم۔

# بحر زخار میں مدار پاک کے خلفاء

بحر زخار میں * حضور مدار پاک سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے پچاس خلفائے نامدار ومریدین باوقار کا تذکرہ قدرے تفصیل سے ہے۔ مدار پاک کی سیرت وسوانح اور تاریخ کی مختلف کتابوں میں مدار پاک کے بہت سے خلفاء کرام کا تفصیلی ذکر ملتا ہے،۔تذکرۃ المتقین فی احوال خلفائے سید بدیع الدین ''دو ضخیم جلدوں پر مشتمل فارسی زبان میں خلفائے کرام کے احوال پر ایک جامع

کتاب ہے جسے حضرت مولانا سید امیر حسن فنصوری علیہ الرحمہ نے تصنیف فرمائی ہے۔میں اس جگہ صرف ان خلفائے نامدار کا مختصر تعارف پیش کروں گا جن سے حضور مدار پاک کا سلسلہ طیفوریہ مداریہ عالم میں جاری وساری، اور مروج ومشہور ہو کر ہر مشہور خانقاہ کے مشائخ و پیران عظام کے دامان نسبت کو منور ومنیر اور مفید و مفیض کرتا نظر آرہا ہے۔۔

انہیں ہفت گروہ مشائخ مداریہ بھی کہتے ہیں ان کے مشہور نام یہ ہیں:

1 گروہ خادمان۔۔

.2 گروہ دیوانگان۔۔

3 گروہ عاشقان۔۔

4 گروہ طالبان۔۔

5 گروہ حسامیان۔۔

6 گروہ اجملیان۔۔

7 گروہ مخدومیان۔۔

ان سارے مشائخ کے خلفاء سے بہت سی شاخیں اور ذیلی گروہ جاری ہوئے ہیں جن کی تفصیل ان شاءاللہ کتاب کی دوسری جلد میں آئے گی۔۔

یہاں ان گروہوں کی قدرے وضاحت کی جارہی ہے

☆☆☆



# سرگروہ عاشقان حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماور شریف

مرات مداری مولفہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی وتحفۃ الابرار مولفہ عزیز اللہ کنتوری وبحر زخار مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی میں

حضرت قاضی مطہر قلہ شیر کے بارے میں مرقوم ہے کہ آپ اس وقت جامع علوم وفنون، کامل زمانہ وعارف یگانہ تھے۔ جب مدار پاک جون پور سے مکن پور شریف واپس تشریف لائے تو قاضی مطہر قلہ شیر زوردار بحث کرنے والے ۱۰۰/سوشاگردوں کے ساتھ برائے امتحان ومباحثہ حضور مدار اعظم کی خدمت میں پہونچے۔۔حضرت مدار پاک قدس سرہ نے ان کے آنے سے پہلے اپنے صاحب کمال مریدین مثل شاہ الّاً عرف شاہ اعلیٰ، سید جمال الدین المشہور بہ سید جمن جتی، سید احمد باد پا اور قاضی شہاب الدین قدوائی وغیرھم جو فنائے توحید میں ڈوبے ہوئے تھے، اور بہت ہی قوی الحال بزرگ تھے، ان سب کو بتاکید منع فرمادِیا کہ قاضی مطہر امتحان ومباحثہ کے لئے آرہے ہیں، تم میں سے کوئی ایک بھی ان کی گفتگو کا جواب نہ دے گا۔ میں ان سے اپنے طور پر گفتگو کروں گا۔ بہر حال قاضی مطہر نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آکر ملاقات کی، اور بیحد غرور علم سے فوراً وحدۃ الوجود کی بحث چھیڑدی، اور اس مسئلہ میں ارباب تصوف کے اعتماد کا جو طور طریقہ ثابت ہے

اس کے خلاف دلائل دینے لگے، حضرت قطب مدار قدس سرہ کمال بردباری سے ان کے لئے میدان کشادہ چھوڑے ہوئے تھے۔ اور خود بھی دلائل علمی پیش فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ سات دن اسی قسم کی بحث ان کے درمیان جاری رہی، جب گفتگو مرتبۂ توحید کی انتہا پر پہنچی تو حضرت مدار پاک قدس سرہ غیرت علم احدیت سے سرشار ہو گئے، اور حال پر جلال غالب ہو گیا، پس آپ نے چہرۂ مبارک سے نقاب الٹ دیا اور زبان وحدت بیان سے فرمایا کہ اے طفل مکتب غور سے دیکھ! کہ ہمارا پروردگار ایک ہے اور تمام اشیاء کو محیط ہے اس جامع اور قاطع اضافت کلمہ کے فقط ارشاد فرمانے سے قاضی مطہر مغلوب ہو گئے، ان کا بدن کانپنے لگا اور بے اختیار سر سجدے میں رکھ دیا، دریائے توحید میں اس طرح ڈبکی لگائی کہ تین شبانہ روز تک بیہوش رہے۔ ان کے شاگرد الگ بے ہوش پڑے رہے۔ تین دن کے بعد حضرت مدار پاک کی طرف سے شاہ اَلاَ کو حکم ہوا کہ ہمارے وضو کا بچا ہوا پانی اٹھاؤ، اور قاضی مطہر اور ان کے شاگردوں کے چہروں پر چھڑکو، جب وہ لوگ ہوش میں آئیں تو انہیں ہمارے پاس لاؤ۔ شاہ اَلاَ نے قدمبوسی کرتے ہوئے پانی اٹھایا اور ان لوگوں کے چہرے پر چھڑک دیا۔ اور ان لوگوں کو ہوش میں لاکر حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت مدار پاک نے پھر نقاب اٹھا دیا قاضی مطہر نے مع اپنے شاگردوں کے سر نیاز زمین پر رکھ کر توبہ کی۔ اور مرید ہونے کا شرف حاصل کیا پھر سید جمال الدین اور سید احمد بادپا کو حکم ہوا کہ قاضی موصوف کو شاگردوں کے ساتھ کچھ دنوں تک صحبت میں تربیت دو، تاکہ اس جماعت کی اصطلاح کو سمجھ



سکیں۔ اس کے بعد میں انہیں شغل باطن میں مشغول کروں گا۔ الغرض چند روز کے بعد قاضی مطہر کو صوفیان اہل صفا کے مشرب پر مشغول کر کے بلندی وتکمیل کے درجہ پر پہونچا دیا۔ کہ وہ خود صاحب ارشاد ہو گئے۔ اور ایک عالم کو دولت سے مالا مال کیا۔ قاضی مطہر کے مرید ہونے کے بعد اکابر علماء و دیگر بیشمار لوگ حضرت مدار پاک کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے۔

آپ کا مزار مقدس کالپی روڈ پر ماتی سے آگے قصبہ ماور شریف کانپور دیہات میں مرجع خلائق ہے۔ (۱۰/ ربیع الاول کو آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں ایک مجمع کثیر اکٹھا ہوتا ہے۔ آپ ہی سے سلسلۂ مداریہ کا عظیم الشان گروہ عاشقان مدار جاری ہوا ھے۔ آپ کے مرید و خلیفہ قاضی شاہ عبد الحمید ہوئے اور ان سے خلافت واجازت حاصل کی سید شاہ راجے دہلوی نے، اور ان کے معزز خلیفہ ہوئے حضرت سید عبد الغفور عرف بابا کپور کالپوی ثم گوالیاری قدس سرہ ۔۔ بابا کپور بعد میں خود ہی سرگروہ بن گئے آپ کے مختصر احوال پیش خدمت ہیں۔

## بابا سید عبد الغفور شیخ کپور مجذوب گوالیاری

حسینی سادات میں سے تھے،

شروع میں فوجی ملازمت کی مگر ایک دم اسے چھوڑ کر پانی پلانے کا شغل اختیار کیا پردہ نشین بیوہ عورتوں کے گھر رات میں پانی پہنچاتے اور مخلوق کو بغیر اجرت پانی پلاتے۔ اور اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ ہر کاروبار سے علیحدگی اختیار کی

گویا ایک قسم کا جذب طاری ہو گیا۔ عام انداز میں بات نہ کرتے ،ضعف وتواضع کے طور طریق اپناتے اور اپنے آپ میں گم رہتے۔ کبھی جذب سے باہر آتے تو لوگوں کو مقامات سلوک طے کراتے

می شدم دست بدیوارز ضعف از کویت
آمدی جلوہ کناں صورت دیدار شدم

آخری عمر میں گوالیار کے ایک گوشہ میں سکونت اختیار کر لی وہیں کے ہو رہے وہ اس جگہ اکثر سر جھکائے مراقبہ نشین دکھائی دیتے تھے حاضرین مجلس میں کسی کے دل میں اگر کچھ پوچھنے کا خیال آجاتا تو مجذوبین کے انداز میں اس کا جواب دے دیتے جس سے اس کی مشکل حل ہو جاتی۔

پوشیدہ اور ان دیکھی باتوں کی خبریں بیان کرتے رہتے ،کبھی ایسا ہوتا کہ پوری پوری رات قیام میں گزر جاتی۔

میں نے معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ ایک سید ولایت سے آیا اور آپ سے آپ کی سیادت کی دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا لکڑی جمع کی جائیں اور ان میں خوب آگ بھڑکائی جائے۔ پھر آپ نے اس ولایتی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا آئیے ہم دونوں اس آگ میں داخل ہوں۔۔ وہ پیچھے ہٹ گیا

تا سیہ روشود ہر کہ درو غش باشد ع

ولایتی سید آگ میں گھسنے سے جھجھکا اور آپ آگ میں کود پڑے اور بہ سلامت واپس تشریف لائے ، اس جیسی بہت سی کرامات آپ کی منقول ومشہور



ہیں۔

سنہ ۹۷۹ھ کے کسی مہینہ میں رات کو آپ کی یہ کیفیت ہوئی کہ دوڑتے بھاگتے اور سانپ سانپ کہئے جاتے تھے اسی حال میں ایک بلند دروازہ پر چڑھے اور گر گئے۔ گرتے ہی جان جاں آفریں کے سپرد فرمائی۔ علامہ فیضی نے تاریخ ولایت نکالی۔ کپور مجذوب گوالیار میں آپ کی خانقاہ اور مزار ہے۔

# شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۹۵۸ھ ۱۰۵۲ھ) نے آپ کے ذکر خیر کا عنوان بلانسبت تحریر فرمایا ہے:
باب کپور مجذوب۔ پھر فرماتے ہیں:"

کالپی کے رہنے والے تھے ابتدا میں ہی سلوک کا طریق بہت طے کر چکے تھے۔ سقائی پیشہ کرتے تھے۔ راتوں کو ضعیفوں کے گھروں میں پانی بھرا کرتے تھے،، آخر ایک شب جو حالت جذب ان کو نصیب ہوئی فتوحات کے دروازے کشادہ اور اہل علم کے دل ان کی طرف رجوع ہوئے۔ گوالیار میں رہتے تھے۔

نقل ہے کے اکثر حالت سکر میں رہتے تھے مگر بعض طبعی حاجتوں کے وقت ان کو افاقہ ہو جاتا, اور کئی کئی روز بعد تھوڑا سا کھاتے تھے، اور کپڑا فقط ستر عورت کے موافق استعمال کرتے تھے،

لوگ عمدہ عمدہ کپڑے ان کے پاس لاتے ، اور وہ دوسرے لوگوں کو بخش دیتے، اور امیروں کو اپنے پاس کم آنے دیتے تھے، ان سے خوارق بہت نقل کرتے

ہیں ان کا سلسلہ شاہ مدار سے ہے ۔ متوفی ۸۳۸ھ پر منتہی ہوتا ہے عمر بہت بڑی ہوگئی تھی اور بہت اسرار سے خبر دیتے تھے ان کی تاریخ وفات بعض فضلائے عصر نے کپور مجذوب کہی ہے'' تذکرۂ صوفیائے میوات کا مولف تحریر کرتا ہے کہ میوات کے مشہور گاؤں اٹاوڑ میں ایک خانقاہ اور مزار ہے تعمیر مزار شاہی طرز کی ہے کہتے ہیں اکبر نے بنوایا تھا اوپر کھلا ہوا ہے۔ صاحب مزار کورکپٹ کے نام سے مشہور ہیں دیہات میں مجذوب کپور کو کورکپٹ بنا لینا نادر نہیں ہے۔ شیخ محدث دہلوی نے جائے وفات و مدفن تحریر نہیں فرمایا ہے۔ اس لئے اگر کپور مجذوب کو اٹاوڑ میں تسلیم کولیں تو کیا حرج ہے جبکہ مداری سلسلہ بڑی کثرت سے میوات میں پھیلا ہوا ہے میاں جی منگل مرحوم کے متعلق سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے اس مزار میں کوئی دفن نہیں مگر اس قدر کہنا تو کافی نہیں ثبوت میں کچھ دلائل تو چاہئیے۔

مزار کے ماحول میں جہاں میاں صاحب آباد ہیں وہیں سقے بھی رہتے ہیں واللہ اعلم صاحب تذکرۃ المتقین فی ذکر خلفاء سید بدیع الدین نے بڑی تفصیل سے بابا کثور مجذوب کا ذکر خیر کیا ہے۔۔



# ذکر حضرت سید شاہ عبد الغفور عرف بابا کپور قدس اللہ سرہ

بابا صاحب سید شاہ راجی کے مرید و خلیفہ تھے اور وہ حضرت قاضی حمید ماوری کے مرید و خلیفہ اور وہ حضرت سلطان التارکین برہان العاشقین مولانا قاضی مطہر ماوری کے اور وہ مرید و خلیفہ اجل حضرت سید المُوَحِّدِین عمدۃ الاطہار سیدنا سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدّس اللہ اسرارھم کے تھے۔

آپ کا وطن کالپی تھا تحصیل علم ظاہری کے بعد علم باطن اور لقاء الٰہی کا شوق جو آپ کے گوشہ دل میں مکنون تھا، ابھرا اور پیر کی تلاش میں سفر اختیار کیا۔

اس زمانہ میں حضرت سید راجی دھلوی کے فیض و کرم کا شہرہ عالمگیر تھا۔ آپ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا ازلی حصہ جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا حاصل کیا۔

بیعت کے بعد اوائل حال میں آپ نے ریاضت شاقہ اختیار کی اور سالہا سال سقائی کرتے رہے ضعیفوں اور مسکینوں کے مکانوں پر پہنچتے اور ان کے مٹکے اور گھڑے بھی بھر دیتے۔ صاحب جذبہ قویہ تھے۔ استغراق کی حالت میں رہتے تھے کھانے پینے کی طرف کچھ توجہ نہ کرتے۔ جس وقت جذب اور استغراقی کیفیت میں کچھ کمی ہوتی تو غلے کی قسم میں سے کسی چیز کے کچھ دانے تناول فرما لیتے۔ آپ نے

طویل عمر پائی اور لباس میں ستر عورت پر اکتفا کرتے تھے۔

آپ اسرا کو اپنے پاس بہت کم آنے دیتے تھے اور جو کچھ روپیہ پیسہ اور لباس امیر لوگ بھیجتے تھے، وہ فقیروں اور مسکینوں کو دے دیتے۔ آپ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں جن سے محظوظ ہو کر حضرت سید راجی شاہ دھلوی نے آپ کو خرقہ خلافت پہنایا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ آپ نے خلافت اور جانشینی کا کام اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ سید شاہ راجی دہلوی کے تمام مریدین تاحیات دیوانہ واران کے گرویدہ اور فدائی رہے۔

آپ کے سات بڑے خلیفہ صاحب سلسلہ اور اہل ارشاد ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے ایک جداگانہ گروہ جاری ہوا اور ایک لقبِ خاص سے ملقب ہوا۔ ان سات کے علاوہ دو سلسلے اور بھی آپ کے خلفاء سے جاری ہوئے ہیں اور اس حساب سے نو شعبے ہو گئے۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے۔۔

گروہ اول۔ا۔ عاشقان امام نوروزی

گروہ دوم۔۲۔ عاشقان سوختہ شاہی

گروہ سوم۔۳۔ عاشقان کمربستہ

گروہ چہارم۔۴۔ عاشقان لعل شہبازی

گروہ پنجم۔۵۔ عاشقان باباگوپالی

گروہ ششم۔۶۔ عاشقان مکھا شاہی عرف'' مکہ شاہی''

گروہ ہفتم۔۷۔ عاشقان کلامی

گروہ ہشتم۔۸۔ عاشقان کمال قادری

گروہ نہم۔۹۔ عاشقان کریم شاہی۔۔



# ذکر امام نوروز

آپ ہندوستان میں شاہی تزک واحتشام کے ساتھ جہاد کے ارادہ سے آئے تھے مجاہدین کی جماعت کثیر آپ کے ساتھ تھی۔ جب حضرت سید عبدالغفور عرف بابا کپور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ارادہ بدل گیا اور تمام نقد و جنس اور شاہی سکے مسکینوں اور مریدین میں تقسیم کر دیئے۔

ان امام نوروز سے جو لوگ منسلک ہوئے وہ بہ لقب عاشقان نوروزی مشہور ہوئے اور تجرد و تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔۔

# عاشقان سوختہ شاہی حضرت سید عابد خاکسار

عاشقان سوختہ شاہی کے سر گروہ تھے۔

حضرت بابا صاحب کی جانب سے عاشقان سوختہ شاہی کا خطاب ملا تھا، اکثر اوقات حالت جذب میں یہ نوبت پہنچتی تھی کہ جل جائیں۔ اس صورت میں آب افشانی گلاب پاشی اور خوشبو وعطر وغیرہ سنگھانا کچھ کارگر نہیں ہوتا تھا۔ لوگ سمجھتے کہ روح جسم سے پرواز کر گئی ہے لیکن خود بخود کچھ دیر کے بعد افاقہ ہو جاتا۔ حضرت سید عابد خاکسار قدس سرہ کے اکثر مرید اسی حالت میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ ان کے مرید دنیوی آگ سے بالکل نہیں ڈرتے، بلکہ اس کو پھولوں کا انبار سمجھتے تھے۔ یہ آگ ان کو نہیں جلا سکتی بلکہ وہ اس کو پامال کر دیتے ہیں۔

اس گروہ کے فقرا کہتے ہیں کہ حالت جذب میں اگر آتش سوز ان کے ہاتھ میں آجاتی تو وہ کھا لیتے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچتا۔ سوختہ عشق الٰہی کا خطاب ان کو ان کے پیرومرشد نے عنایت کیا تھا۔ اور جس نے ان سے توسل ڈھونڈا وہ سوختہ شاہی کے نام سے مشہور ہوا۔

## عاشقان کمر بستہ

حضرت شاہ عبدالحئیؒ ملقب بہ شاہ درگاہی کمر بستہ حضرت سید شاہ عبدالغفور بابا کپور قدس سرہ کے جانباز مریدوں میں سے تھے آپ بڑے مستعد اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ آپ مرتبۂ ولایت پر فائز تھے خواب وخورش اور حوائج ضروریہ سے بے تعلق تھے، اور ہمہ اوقات ریاضت وعبادت میں کمر بستہ تھے۔ بابا صاحب نے اسی وجہ سے آپ کو عاشقان کمر بستہ کے نام سے ملقب فرمایا تھا۔ آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور رہوا۔

## عاشقان لعل شہبازی

حضرت شاہ امان اللہ درویش دہلوی قدس سرہ، بابا سید غفور صاحب قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے لعل شہباز آپ کا خطاب تھا چنانچہ آپ نے خود فرمایا ہے

کہ جس طرح اکسیر کے ڈالنے سے تانبا سونا بن جاتا ہے

اور آفتاب کی نظر سے پتھر لعل بے بہا بن جاتا ہے اسی طرح پیر بے نظیر کی



نظر فیض اثر نے مجھے طلائے خالص اور لعل بے بہا بنا دیا۔ اور اپنی زبان فیض ترجمان سے لعل کو جو جمادات سے تعلق رکھتا تھا شہباز فرما کر انتہائی لطف وکرم فرمایا ہے اسی لئے جو گروہ آپ سے تعلق رکھتا ہے وہ لعل شہبازی کے لقب سے ملقب ہے۔

## عاشقان بابا گوپالی

بابا گوپال ہندوستان کے امراء میں سے تھے۔ شوق فقر میں تمام ثروت و حکومت چھوڑ دی اور ہندوستان کے اہل استدراج فقیروں میں سے ہوگئے

جب حضرت سید عبدالغفور عرف بابا کپور صاحب قدس سرہ سے دوچار ہوئے تو ان کا استدراج سلب ہوگیا اور بابا صاحب کے قدموں میں گر گئے اور اسلام قبول کیا۔

حضرت بابا صاحب نے آپ کی صلاحیتوں کے پیش نظر اپنی آغوش عاطفت میں لے لیا اور اس طرح بابا گوپال کے تمام چیلے بھی داخل اسلام ہوکر حضرت بابا صاحب بابا کپور قدس سرہ کی اسلامی تعلیمات اور طریقہ ریاضت و عبادت سے مستفید ہوئے۔

آپ صاحب تصرف بزرگ تھے اور جو سلسلہ آپ سے جاری ہوا وہ عاشقان بابا گوپالی کے لقب سے ملقب ہوا۔

# عاشقان مکھا شاہی

حضر سید میران مکھا شاہ ولی قدس سرہ دراصل مکہ شاہ ولی کے نام سے شہرت تھی نا ندیڑ اور حیدرا باد کے علاقوں میں کاف کی ادائیگی میں کھا کی آواز کی خوشبو آتی ہے بایں وجہ مکہ شاہ مکھا شاہ میں تبدیل ہو گیا آپ مرید و خلیفہ حضرت سید شاہ عبدالغفور کے تھے۔

بڑے اولیائے زمانہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا مزار شریف ریاست نا ندیڑ مہاراشٹر دکن میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ جو گروہ آپ سے وابستہ ہے وہ عاشقان مکھا شاہی کے لقب سے مشہور ہوا۔۔

# عاشقان کلامی

حضرت شاہ معروف کلامی امام نوروز کے خلفاء میں سے تھے اور حضرت شاہ فتان درویش کے بھی خلیفہ ثانی تھے شاہ فتان کا مزار کراولی میں واقع ہے اور سلسلہ نوروز جاری ہے۔

حضرت شاہ معروف علماء متکلمین میں سے تھے چونکہ منطق اور کلام میں بہت ماہر تھے اس لئے کلامی کے لقب سے ملقب ہوئے پیر و مرشد کی آپ پر خاص نظر تھی۔

ایک دن فرمایا کہ اے کلامی جو سلسلہ تجھ سے جاری ہو گا وہ بھی میرے بھائیوں کے القاب سے ملقب ہو گا۔ چنانچہ نو گروہوں میں عاشقان کلامی کا سلسلہ بھی جاری ہے اور یہ پیر و مرشد کے فضل و فیض کا نتیجہ ہے۔۔



# عاشقان کمال قادری

یہ گروہ حضرت مولانا شیخ کمال الدین قریشی قدس سرہ سے متعلق ہے آپ اوّلاً خاندانِ عالیہ قادریہ سے وابستہ تھے جب حضرت شاہ عبدالغفور سے ملے تو تمام تعلقات کو ترک کر کے بیعت ہوئے اور ظاہری و باطنی تجرید و تفرید میں پوری عمر بسر کی۔

آخر کار اجازت و خلافت حاصل کر کے ولی کامل ہوئے سیر الفقرا اور ریاض الفقراء آپ کی تصنیف ہیں۔

میاں تہور حسین شاہ سجادہ نشین اور میاں دھونسہ شاہ اسی سلسلہ میں ہیں۔

ان کے بھائی رحیم شاہ اور ان کے مرید جہانگیر مرزا تیموری بھی اہل کمال میں سے ہیں۔

# عاشقان کریم شاہی

یہ شعبہ حضرت شیخ کریم الدین قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ کمال الدین قریشی سے جاری ہے۔ اس سلسلہ کے فقرا کریم شاہی کہلاتے ہیں۔ آپ بڑے با فیض اور کریم النفس بزرگ تھے تلقین و ارشاد آپ کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔

آپ کا مزار شریف گوالیار میں ہے اور زیارت گاہ عام ہے۔

۱۳۔ ذی قعدہ ۹۸۹ھ کو وصال ہوا بہت سے شعراء نے آپ کی تاریخ وفات کہی

ہے۔ یہاں صرف ایک تاریخی قطعہ لکھا جاتا ہے۔

رفت از دنیا چو در خلد بریں مست الفت عاشق صادق کپور

سال تاریخ وصال آں جناب ہست صادق پاک بیں عاشق

کپور

(تذکرہ المتقین حصہ دوم صفحہ ۹۱ ذکر حضرت شاہ سید عبدالغفور عرف بابا کپور قدس سرہ)

## گروہ دیوانگان

حضور سیدنا سید جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو گروہ جاری ہوا اسے دیوان یا دیوان گان کہتے ہیں آپ حضور سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن سیدہ بی بی نصیبہ کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید محمود ہے۔ آپ حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت ہی جلیل القدر خلیفہ ہیں بہار گجرات پوربی یوپی راجستھان مہاراشٹر اور بنگال سندھ پاکستان و بنگلہ دیش کے علاقوں میں دیوان حضرات کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ کشمیر اور شری لنکا میں بھی اس گروہ کے لوگوں کی کثرت ہے اور ماشاء اللہ یہ حضرات شاہ علوی قبیلہ کے بڑے ترقی یافتہ لوگ ہیں۔

## دیوان یا دیوان گان کا مطلب

وہ لوگ جو جمال حسن آفریں کے دیوانہ، خلاق زمان وزمیں کے شیدا، اور ذات



لامتناہی پر فدا رہتے ہیں، تصوف میں انہیں دیوان گان کے لقب سے پکارا گیا ہے۔

یہ لوگ اللہ ورسول کے ساتھ ایسی دیوانگی رکھتے ہیں کہ کمال ہوشیاری بھی ان پر نثار ہے۔ خاکساری وانکساری ان کی جبلت سے آشکار ہوتی ہے۔۔

## دیوان گان کون ہوتے ہیں

حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دیوانہ آنرا خوانند کہ ہر کرا مشاہدۂ حق تبارک وتعالی غالب آید و نورے در چشم او جلوہ نماید۔

و عقل معاش او مغلوب گردد

و عقل معاد بظہور آید،

از کثرت عشق دلدار محبوب حقیقی محظوظ باشد

و بدیدار یار در چشم خلائق دیوانہ وار می نماید۔ بدیں واسطہ ایشاں را دیوانہ می گویند۔ و ہر کرا عقل معاش بود، او را عارف گویند۔ یعنی ہمارے سلسلہ میں دیوانہ اسے کہتے ہیں جو اکثر و بیشتر اوقات مشاہدۂ حق تبارک وتعالی میں رہتا ہو، اور اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کا نور جلوہ نما ہو، اور جس کی عقل معاش مغلوب ہوگئی ہو، اور جس کی عقل معاد ظہور میں آگئی ہو، جو محبوب حقیقی کے دلدار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کی فراوانی سے محظوظ و مسرور رہتا ہو۔

اور اپنے محبوب کے دیدار میں محو و مگن ہونے کے سبب مخلوق کی نگاہ میں

دیوانوں جیسا دکھائی پڑتا ہوا سے دیوانہ کہتے ہیں۔

اور جس کے پاس عقل معاش ہوتی ہے اس کو عارف کہتے ہیں یعنی دیوانگان مدارخم خانۂ ازل کے مستانے، اور بادۂ لم یزل کے دیوانے ہوتے ہیں جن کے دل کا جام عشق الٰہی سے لبریز ہوتا ہے، اور جن کا حال و مقال نہایت ہی شوق انگیز ہوتا ہے۔

حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

ورائے طاعت دیوان گاں زما مطلب
کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانند

یعنی جو کچھ ہم سے روپزیر (ظاہر) ہو جاتا ہے وہی ہم دیوانوں کی طاعت ہے کیونکہ اے شیخ جی! ہم دیوانوں کے مذہب میں عقل معاش (ظاہری) سے کام لینا تو گناہ تصور کیا جاتا ہے۔۔

## دیوان گان کی شاخیں

سرگروہ دیوان گان حضور سیدنا جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دیوان گان کی ۵۲/شاخیں اور بروایتے ۷۲/شاخیں نکلی ہیں مثلاً دیوان گان حسینی، دیوان گان سلطانی، دیوان گان رشیدی، دیوان گان آتشی، دیوان گان سدہ شاہی، دیوان گان جمشیدی، دیوان گان سلیمانی، دیوان گان فریدی، دیوان گان لنکا پتی، دیوان گان کرمانی، دیوان گان محمودی، دیوان گان زندہ دل، دیوان گان قطب



گوری، دیوان راجن شاہی، دیوان گان محمودی، دیوان گان لنگری سلطان حسینی، دیوان گان قطبیہ مداریہ، دیوان گان ماء پوت مداریہ۔ دیوان گان کریمی مداریہ، دیوان گان کمالی لنکا پتی، دیوان گان جلالی، دیوان گان فریدی یوسفی، دیوان گان مخدومی دیوان گان جناب علوی، دیوان گان معصومی، دیوان گان وزیری، دیوان گان حلیمی، دیوان گان جمالی، دیوان گان دریائی دولھا، دیوان گان شمسیی مداریہ، دیوان گان قدوسی، دیوان گان حسنی، وغیرہ وغیرہ۔

## شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کے امام

سلسلہ مداریہ کے یہ چاروں گروہ دیوان گان خادمان عاشقان، اور طالبان جو خالص مداریان کہے جاتے ہیں۔ اوران چاروں گروہوں کے چاروں سربراہان ائمہ کرام شریعت طریقت حقیقت اور معرفت کے چاروں اماموں کے مظاہر ومثال ہیں۔

صوفیاء کے یہاں ۱۲/ائمہ اھل بیت کے علاوہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے چار چار امام مشہور ہیں۔

### شریعت کے چار امام جو مشہور عالم ہیں

۱۔۔حضرت سیدنا سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۔۔حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳۔۔حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴۔۔حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طریقت کے چار امام جو چار پیر کہے جاتے ہیں یہ ہیں

۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

معرفت کے چار امام ملائکہ میں سے یہ ہیں۔

۱۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام

۲۔۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام

۳۔۔ حضرت میکائیل علیہ السلام

۴۔۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام

اور حقیقت کے چار امام چار یار سے مشہور ہیں،،

۱۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔۔

ان سب کے بعد یہ وراثت حضرت امام حسن علیہ السلام کو منتقل ہوگئی۔

چونکہ قطب المدار حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فی



زمانہ مظہر اتم و خلیفۂ اعظم ہوتا ہے اس لئے اس کے خلفائے کرام میں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کے اماموں کے مظاہر و نائبین کا ہونا بھی سمجھ میں آتا ہے۔۔

## مشائخ دیوان گان مداریہ

سرگروہ دیوان گان مدار عمدۃ الاخیار والابرار واقف اسرار جلی وخفی حضور سیدنا سید جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام خلفائے قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسے ہی ہے جیسے چاند کا مقام ستاروں میں۔ آپ حضور قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزیز ترین خلیفہ و محبوب ترین مرید ہیں۔ آپ مقامات عالیہ وعلیّہ و حالات سنیہ و رفیعہ پر متمکن ہیں۔ ہندوستان کے مشاہیر اولیائے پاکباز میں آپ کا شمار ہے۔ تاریخ ولایت میں اگر آپ کو ایک طرف عزیز ترین خلیفہ زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونے کا شرف حاصل ہے تو دوسری طرف شان امتیازی کو بڑھانے کے لئے نسبت کی یہ سرفرازی بھی کم نہیں ہے کہ آپ غوث سبحانی حضور غوث پاک الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواہر زادہ ہیں۔ حضرت سید محمود کے فرزند ارجمند اور حضرت بی بی نصیبہ کے دلبند اور حضور غوث پاک کے خواہر زادۂ ارجمند ہونا اپنی جگہ ایک سعادت ہے

لیکن دم مدار سے حیات نو پانا اور مدار الاولیاء قطب المدار سے نسبت

بیعت واجازت وخلافت میسر ہونا اور قطب الکبری۔۔۔۔۔۔۔۔سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت وہمشینی سے فیضیاب ہونا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ مونس الارواح بحر زخار تذکرۃ الصالحین تذکرۃ المتقین اور سیرت اولیاء کی متعدد کتابوں میں تحریر ہے، کہ آپ حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے، خردسالی میں انتقال ہوگیا۔ دمِ مدار نے ایسی جان ڈالی کہ حیات مردہ کو پیغام زندگی مل گئی۔

مونس اراواح میں ہے کہ جب لوگ آپ کا جنازہ لیکر چلے تو حضور مدار پاک کو خبر دی گئی جنازے کے سرہانے جا کر تین مرتبہ آپ نے

''قُم بِاذنِ اللہ'' جانِ مَن جنّتی است'' کہہ کر پکارا دمِ مدار نے بیڑا پار کر دیا۔

آپ نے آواز دی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

اس دن سے جان من جنتی کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

آپ بہت بڑے صاحب کرامات وتصرفات تھے۔ آپ کی مکمل سوانح حیات ان شاء اللہ آگے تحریر کی جائے گی۔ سلسلہ عالیہ طبقاتیہ مداریہ کا گروہ دیوان گان آپ ہی سے جاری ہے۔



# دیوان گان کی شان

شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

یکے پیش شوریدہ حالے نبشت

''ایک شخص نے ایک شوریدہ حال کے پاس لکھا کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت۔

کہ دوزخ تمنا کرتے ہو یا بہشت،،

بہ گفتا مپرس ازمن ایں ماجرا۔

''اس نے کہا یہ ماجرا مجھ سے نہ پوچھو پسندیدم آنچہ او پسند دمرا۔

''میں نے تو اسی کو پسند کیا جو میرے محبوب نے میرے لئے پسند کیا ہے''

یہی سچے عشق کا غلبہ ہے کہ معشوق کی رضا جوئی بہر حال اپنے مدنظر رکھتا ہے۔

انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْاَبرَارَ لَفِیْ نَعِیمٍ

بے شک اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو ابرار ہیں وہ اللہ کی نعمت ہیں؛؛

حقیقت میں دیوانہ اپنے کام میں ہوشیار ہوتا ہے۔

ہر دم اپنے معشوق کے دیدار کے انتظار میں چشم براہ رہتا ہے مخلوق کی نظر میں بظاہر دیوانہ لگتا ہے لیکن لی مع اللہ کی حالت میں سب سے جدا گانہ وفرزانہ ہے۔

مردم دیدۂ ماجز برخت ناظر نیست
دل سرگشتۂ ماغیر ترا ذاکر نیست

غرض یہ کہ حضور جمال الدین جان من جنتی معروف بہ جمن جتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو سلسلہ و گروہ جاری ہوا وہ دیوان یا دیوان گان کے لقب سے مشہور ہوا۔

آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد ایشاء کے مما لک میں بہت کثیر ہے۔

دیوان گان کی بہتر شاخیں ہیں جس کی تفصیل انشاء اللہ کبھی تحریر میں آئیگی۔ حضور جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ جل جلالہ نے بڑی طویل عمر عطا فرمائی اور تمام حیوانات کو آپ کے تابع کر دیا چنانچہ آپ اکثر و بیشتر شیر پر سواری فرماتے اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں رکھتے تھے۔

# جان من جنتی کی شیخ سعدی سے ملاقات

تذکرۃ المتقین میں حضرت مولانا سید امیر حسن فنصوری نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جان من جنتی قدس سرہ شیر پر سوار ہاتھ میں سانپ کا تازیانہ لئے ہوئے رود دبار کے علاقہ میں سیر فرما رہے تھے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی ہیبت کے مارے کانپنے لگے حضور جمال الدین جان مدار نے تبسم فرمایا اور شیخ سعدی کو تسلی و تشفی دی۔ ارشاد فرمایا اے سعدی! اس درندہ جانور سے جو میری سواری میں ہے تجھ پر ہیبت اور تعجب طاری ہے کہ یہ انسان کے قابو میں کیسے ہے؟ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے جو بندہ خلوص کے ساتھ خدا کی رضا و خوشنودی حاصل کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ رتبہ اسے مل جاتا ہے کہ یہ شیر کیا ساری خدائی اس کا مطیع و فرمابردار ہو جاتی ہے اور ساری مخلوق اس کی رضا جوئی کرتی ہے۔ شیخ سعدی اس واقعہ کو اس



طرح نظم فرماتے ہیں۔

یکے دیدم از عرصۂ رود بار
کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
تبسم کناں دست بر لب گرفت
کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد از حکم تو ہیچ

منقول از خلاصۃ المدریہ

# خلفائے باوقار

حضرت جان من جنتی کے خلفائے باوقار کی ایک بڑی لمبی فہرست ہے چند مشہور خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔

حضرت سدھن سرمست گجراتی، حضرت شاہ کرم اللہ قدس سرہ، حضرت سید شاہ فخر الدین جمشید ولایتی، حضرت شاہ سلیمان ابدال، حضرت شیخ جمال الدین اودھی، حضرت حاجی پیر مائی پوت، حضرت حاجی کرمان شاہ، حضرت محمود شاہ دیوان، حضرت شیخ سالار شاہ دیوان، حضرت بابا علی شیر دیوان، حضرت کمال شاہ لنکا پتی دیوان، حضرت چیتن شاہ، دیوان حضرت چراغ علی شاہ، دیوان حضرت معصوم علی شاہ دیوان، حضرت شاہ فخر الدین زندہ دل، حضرت سلیمان قطب الدین بینا

دل، حضرت سید شاہ الہ داد آتشی دیوان، حضرت لکھ داتا دیوان، حضرت رحمت اللہ شاہ دیوان، حضرت بابا مان شیر بخاری دیوان، حضرت بابا مان دریائی، حضرت محبّ علی دیوان یمنی گجراتی، حضرت محبّ علی دیوان راجستھانی، حضرت کنگن دولھا بہار شریف وغیرہ۔

## حاجی ملنگ کلیانی

حضرت بابا حاجی عبدالرحمان عرف حاجی ملنگ کلیانی قدس سرہ کا شجرہ مداریہ دیوان گان۔

۱۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۲۔حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

۳۔حضرت امام حسن بصری

۴۔حضرت حبیب عجمی قدس سرہ

۵۔حضرت سید شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدّس سرّہ

۶۔حضرت سید شاہ جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ

۷۔حضرت سید شاہ الہ داد آتشی

۸۔حضرت شاہ شہباز

۹۔حضرت شاہ پیر مائی پوت حضرت حاجی عبدالرحمٰن ملنگ مداری کلیان ممبئی



## جان من جنتی کی ایک مشہور کرامت

حضرت سید محمد جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ کی شان بیان کرتے ہوئے صاحب بحر زخار لکھتے ہیں مفتاح ابواب مقامات مرتفع، منشائے ارباب جود و نفع، مشاہد جمال محبوب در انجمن، قطب وقت حضرت سید جمال الدین معروف بہ سید جمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب المدار کے افضل خلیفہ اور اعلیٰ مریدوں میں سے ہیں،"

ایک دن شیر شاہ سوری بادشاہ ھندوستان آپ کی خدمت میں امتحان کرامت کیلئے پہنچا، دل میں سوچا کہ سخت جاڑے کے موسم میں اگر سید مجھے آم عطا کریں گے تو میں جان لوں گا کہ آپ کامل ولی ہیں۔ جب وہ پہنچا، اس وقت حضرت کے ہاتھوں میں آم تھا آدھا آم کھا کر شیر شاہ سوری کے ہاھ میں دیا۔۔۔ وہ آپ کی کرامات کا قائل ہوگیا۔ لیکن آم کو جوٹھا سمجھ کر نہیں کھایا، اور اپنے خادم کو دے کر رخصت ہوگیا۔ حضرت نے اپنے مریدوں سے فرمایا اگر بادشاہ اس جوٹھے آم کو کھالیتا تو اس کے فرزندوں میں حکومت باقی رہتی لیکن اس کے نصیب میں یہ بات نہیں تھی وہ کیوں کھاتا؟ بادشاہ شیر شاہ سوری کے عہد میں ۱۴/محرم الحرام کو ۹۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ تذکرۃ المتقین میں قطعۂ وفات اس طرح مرقوم ہے۔"

اھل حق سید جمال الدیں حسن
عازم عقبیٰ چو گشتہ ناگہاں،
سال او از انتہائے۔ رنج شد
اھل باطن حیف رفتہ از جہاں

آپ مجرد اس دنیا سے رخصت ہوئے،وفات کے بعد آپ کے منہ بولے بیٹے حضرت ملک آدم آپ کے جانشین ہوئے۔حضرت کے بہت زیادہ عالی مقام خلفاء ہوئے ہیں مثلاً فخر الدین اللہ کردی مخاطب بہ زندہ دل،آپ کا باطن و ظاہر بہت عمدہ تھا۔اپنے احوال میں مشائخ کے اقوال وافعال کو جمع کر دیا تھا۔بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔شیخ الہ داد آتشی صالح سرھندی اور شیخ علی متقی کے شاگرد ہیں ۱۹/ جمادی الاخر ۹۷۰ھ میں وفات ھوئی۔

شیخ آدم کے بیٹے شیخ عالم کی سجادگی کے دور میں بعہد شیر شاہ سوری حضرت سید شاہ جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ کے گنبد مرقد منور کی تعمیر نو ہوئی جس کا کتبہ ہنوز موجود ہے:



# کتبہ روضۂ مقدسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

تذکرۂ مرمت/۸

گنبد بندگی حضرت میراں سید جمن مداری قدس اللہ روحہ بحضور بندگی میاں شیخ عالم آدم شاہ جمن مداری درعمل حضرت سلیمانی شیر شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ برآوردہ دریا خان زنگی ھودنو حانی خاص خیل التاسع والعشر ون من ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ ۹۵۰ کارفرمان شمس مداری ایک دوسرا کتبہ آپ کی مسجد کا ملتا ہے جو شیر شاہ سوری کے بیٹے سلیم شاہ سوری کے دور میں تعمیر ہوئی

# کتبۂ مسجد درگاہ

یا مالک الملک لبانیہ
وقائلہ وکاتبہ
بدرگاہ ولی حق جمن شاہ
کہ مردے زمردان خدا بود
بدورشہ سلیم اکبر آں شاہ
کہ اوحامئی شرع مصطفیٰ بود بنائے مسجدے بنیاد کردے

کہ از جاں دوستدار مرتضٰی بود خرد پرسید کیں شخصے کہ بانیست

بگو نامش چہ تاریخ از کجا بود

زغیب آمد ندا کہ اے خردمند

بگو تاریخ و نام اورضا بود

# سرگروہ دیوان گان

حضرت سیدنا جمال الدین جان من جنتی کے چند خلفاء اس سے پہلے حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ کے مختصر حالات بیان ہو چکے ہیں۔ اب آپ کے کچھ خلفاء کا بھی اجمالی تعارف آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آپ کے ایک خلیفہ حضرت محبّ علی دیوان مداری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ حسنی حسینی سید آل رسول ہیں۔ وطن مالوف یمن ہے۔ بہت سی کرامات کا ظہور آپ سے ہوا ہے۔ تبلیغ دین میں بڑے اعلیٰ ہمت آپ تھے۔ آپ کے فیض و برکات سے ایک عالم مستفیض ہوا ہے ہنوز یہ سلسلہ آج بھی آستانہ مبارکہ سے جاری وساری ہے۔ آپ کے بھی کئی خلفاء ہوئے ہیں۔ مزار پاک، گوتر کا شریف، متصل رادھن پور ضلع پاٹن میں مرجع خلائق ہے۔ حضور سید جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ کے ایک دوسرے خلیفہ منبع فیضان مداریت حضور سیدنا سدھن سرمست مداری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ آل رسول اولاد علی سے ہیں۔ آپ اپنے اوراد و وظائف



کشف و کرامت تقویٰ و تقدس میں بڑے یکتا تھے۔ کبھی کبھی آپ شغل روح پرواز بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے مرید و خلیفہ حضرت بابا مان دریائی کو تاکید فرما کر شغل روح پرواز میں مشغول ہو گئے۔ جب وہ جسم روح سے زمین پر خالی پڑا رہا تو ایک جادوگر نے اپنی شکل جادو کے زور سے چوہے کی بنا کر سوراخ سے نکلا اور آپ کی ٹھڈی پر کاٹا اس کے کاٹنے سے آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ ایک چوہے نے سوراخ سے نکل کر میرے جسم کی ٹھڈی پر کاٹا ہے۔ المختصر آپ چونکے نصیحۃً حضرت بابا مان کی طرف سونٹا لیکر دوڑے اور ڈانٹ کر کہا اے مان تو نے کیوں خیال نہیں رکھا پر بابا مان کو شیخ کے کہنے سے بلکل غصہ نہیں آیا اور چپکے کھڑے رہے اور اپنے چہرے کو عاجزانہ بنا کر سنتے رہے۔ حضرت سید سدھن سرمست رحمتہ اللہ علیہ کو آپ کی نرم دلی پسند آئی۔ نہایت پیار سے حضرت بابا مان کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ الغرض آپ جس وقت شان مرشد سے واقف ہوئے تو سجدۂ شکرانہ جل شانہ کا ادا کیا اور آپ کے چہرے سے ایک نور چمکا۔ رسالہ سید میران علی شاہ ستار میں تحریر ہے کہ ایک بار آپ کی عبادت گاہ میں چراغ نہ تھا اس وقت آپ کے چہرے سے ایک نور ظاہر ہوا کہ آپ نے اور آپ کے ہم صحبتوں نے اس روشنی میں عبادت کی۔ المختصر آپ جس وقت شغل روح پرواز سے ہوشیار ہوئے اور بعد خلافت دینے حضرت بابا مان دریائی سے فرمایا کہ اے بابا مان جا فلاں جادوگر کو پکڑ لا۔ آپ پکڑنے کو گئے اس وقت اس نے بہت ہی حکمت سے جادو چلایا مگر حکم خدا سے مطلق اثر نہ ہوا۔ آخر آپ نے اس کو پکڑ کر حضرت کے سامنے لا کھڑا کیا

اس نے آپ کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کے رعب سے تھرا کے آپ کے قدموں میں گر پڑا اور صدق دل سے کلمہ طیب ادا کر کے آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ المختصر اللہ جل شانہ نے آپ سے کئی کرامت ظاہر کی اور آپ سے دیوان گان سداشاہی وغیرہ گروہ نکلے

مزار شریف آپ کا گجرات قصبہ جانپانیر میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

آپ کے ایک اور جید خلیفہ حضرت محبّ علی دیوان گان میں آپ کا مزار پاک شاہ کرار بسوہ ریاست الور راجستھان میں ہے مقام مذکور آپ کے خلیفہ حضرت شاہ کرار رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے۔ حضرت سید محبّ علی دیوان رحمتہ اللہ علیہ سے بہت ساری کرامتیں معرض وجود میں آئیں۔ ایک قلمی رسالہ جو آپ ہی کی حیات مبارک پر مشتمل ہے اس میں تحریر ہے، کہ آپ ایک مرتبہ موضع دوشاہ کی سرحد پر ہی تھے کہ خدام نے نقارہ بجا دیا کہ آبادی کے لوگ حضور والا کے استقبال کیلئے آبادی سے باہر آجائیں نقارہ بہت دیر تک بجتا رہا مگر کوئی نہیں آیا۔ کافی دیر کے بعد دو تین نحیف ولاغر بوڑھے آبادی سے نکلے اور آپ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت سیدنا محبّ علی رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے بقیہ لوگوں کے نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ وہ بے چارے نحیف ولاغر بوڑھے آپ کے سوال پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور بتایا کہ سرکار گستاخی معاف فرمائیں پورا گاؤں تجاری جیسے جان لیوا بخار میں مبتلا ہے۔ لوگوں کے اندر اتنی بھی طاقت نہیں بچی کہ وہ اٹھ کر بیٹھ سکیں۔ ہم لوگ بڑی دشواریوں سے گرتے پڑتے آپ تک پہونچے ہیں تاکہ آپ کو آبادی



میں لے چلیں۔ حضور سیدنا محبّ علی رحمتہ اللہ علیہ نے جب ان کی درد بھری داستان سنی تو آپ کو کافی تکلیف ہوئی تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنی گدڑی نکالی اور ان لوگوں کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ گدڑی لے جا کر ان دونوں شاہوں کو دے دو جو موضع مذکور میں قیام پزیر ہیں اور ان سے کہو کہ اپنے اپنے چمٹے دست پناہ لیکر گدڑی کے پاس کھڑے رہیں ان حضرات نے حکم کی تعمیل کی اور دونوں شاہوں تک گدڑی پہونچا دی۔ حضرت کے حکم کے مطابق دونوں شاہ اپنا اپنا چمٹہ لیکر گدڑی کے پاس کھڑے ہو گئے ابھی تھوڑا ہی وقفہ گزرا ہوگا کہ تمام بلائیں اس گدڑی میں آ کر بھر گئیں اور آبادی کے لوگوں کو نجات حاصل ہوئی۔

## شجرہ دیوان مدار دیوان محمد رشید

تذکرۃ المتقین حصہ ۲/ میں آپ کا شجرہ مداریہ دیوان گان اس طرح مرقوم ہے "حضرت خواجہ محمد رشید قدس سرہ ان کو حضرت خواجہ محمد تقی قدس سرہ سے ان کو حضرت سید بدر الدین محمد الحسینی سے ان کو حضرت خواجہ محمد بایزید قدس سرہ سے ان کو حضرت شاہ فخر الدین زندہ دل قدس سرہ سے انکو حضرت سید محمد جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ سے ان کو حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب قدس سرہ سے" اور معارج الولایت میں آپکا شجرہ دیوانگان مدار اس طرح مرقوم ہے بعد حمد وصلاۃ فیقول العبد العاصی محمد رشید مصطفٰی العثمانی لاخی الصالح التقی علی ان یاخذ المرید خلافۃ منی کما اجازنی مرشدی سیدی شمس الدین محمد الحسینی البخاری وھومجاز من حاجی الحرمین

الشریفین الشیخ ابا یزید وھومجاز من شیخہ شاہ فخر الدین زندہ دل وھومجاز من السید السند سید جمن ھرمزی وھومجاز من قطب الادوار شاہ بدیع الدین مدار الخ۔

(معارج الولایت ص ۱۰۸۱ عکسی مخطوطہ پروفیسر اقبال مجددی) اور گنج ارشدی میں آپ کی نسبت مداریہ کا شجرہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے حضرت قاضی بڈھن کے واسطے شیخ قاضی حسام الدین سے ان کو شیخ ابوالفتح سے ان کو شیخ قاذن قدس سرہ سے ان کو قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ سے تحریر ہے۔۔ (گنج ارشدی ج: ۲ ص: ۲۰ مخطوطہ رضا لائبریری)

خانقاہ رشیدیہ میں سلسلہ مداریہ بدیعیہ متعدد طرق سے پہنچا ہے، شیخ عبدالمجید رشیدی سمات الاخیار المعروف بہ تذکرہ مشائخ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔

1: خرقہ ومثال سلسئہ چشتیہ وقادریہ ومثال سہروردیہ ومداریہ۔۔حضرت مخدوم شیخ طیب بنارسی قدس سرہ نے عطا کیا ۲: ومثال حضرت قادریہ ومداریہ سید السادات حضرت میر شمس الدین کالپی نے عطا کیا۔۳:۔ ومثال سلسلۂ مداریہ وفردوسیہ حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر جون پوری نے عطا کیا۔

(سمات الاخیار ص:۶۴ مطبوعہ شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن)

# گروہ خادمان

گروہ خادمان حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاری



ہے۔

آپ کے ساتھ آپ کے دو بھائی خواجہ سید ابوالحسن طیفور وخواجہ سید ابوتراب فنصور رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی گروہ خادمان کا اجراء ہوا ہے بعض کتابوں میں خادمان طیفوری، اور خادمان فنصوری کا ذکر ہوا ہے۔

ان تینوں بزرگوں کا حسب ونسب حضور بدیع الزماں سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھائی سید محمود الدین سے ملتا ہے۔

ان ہرسہ خواجگان سے خادمان کے درج ذیل گروہ جاری ہوئے ہیں۔

خادمان ارغونی خادمان طیفوری خادمان فنصوری، اور خادمان ارغونی سے نقد ارغونی، ابولفائضی، محمودی، سرموری، سلوتری، غلام علوی، اَبّنی اور سکندری گروہ کا اجراء ہوا ہے۔

# خادمان کا مطلب کیا ہے

خادمان کا مطلب درگاہ ومزار کے خادم وخدمت گزار نہیں ہے، جیسا کہ جہلاء سمجھتے ہیں بلکہ خادمان اولیاء اللہ کی وہ عظیم الشان جماعت ہے جو مقام،، مَاخَدَمنَاکَ حقَّ خِدمَتِکَ کے وارث ھیں مَا عَبَدنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ کے عابد ھیں اور مقام مَاعَرَفنَاکَ حَقّ مَعرِفَتِکَ کے عارف ہیں۔

یہ سلوک وطریقت میں ایک مقام ہے اور یہ تینوں عبارتیں حدیث نبوی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔

اول کا مطلب ہے اے اللہ ہم نے تیری ویسی خدمت نہیں کی جیسی تیری خدمت کا حق ہے۔ دوسری عبارت کا مطلب ہے اے اللہ ہم نے تیری اسطرح عبادت نہیں کی جیسی تیری عبادت ہونی چاہئے

اور تیسری عبارت کا مطلب ہے اے اللہ! ہم نے تجھے اس طرح نہیں پہچانا جس طرح تیری معرفت کا حق ہے۔

اہل عرفان کی یہ جماعت مَن رَأٰنِی فَقَد رَأَی الحَقَّ ''جس نے مجھے دیکھا بلاشبہ اس نے حق کو دیکھا'' کے رمز کو جاننے والی ہے۔ یہ لوگ خانقاہ اُلوہیت میں باریاب ہیں اور بارگاہ اَحَدِیَت کے مقربین ہیں شریعت وطریقت کے مسلکوں اور معرفت وحقیقت کے راستوں کے رہبر ہیں۔ یہ حضرات روز بروز ان مقامات و مناصب پر ترقی پا کر انتہائے مدارج و مراتب کو پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ ہستیاں بارگاہ احدیت میں اتنی عالی مرتبہ والی ہیں اتنا قرب خصوصی رکھتی ہیں کہ مَن خَدَمَ خُدِمَ انہیں پر صادق آتا ہے۔

در حقیقت انہیں کے لئے کہا گیا ہے،

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس نے خدمت کی وہی مخدوم ہے خود نمائی جس نے کی وہ محروم ہے

کتنی اچھی خدمت ہے جس کا ثمرہ مخدومی ہے۔

ان خادمان حقیقی کے بارے میں شاہ عبدالحق مداری قدس سرہ نے اپنے



رسالہ پنجم میں نقل فرمایا ہے کہ شاہ حسین مداری نے شاہ عبدالرشید طالبان المداری کو ایک مکتوب لکھا جس میں پوچھا گیا کہ حضور اصطلاح تصوف میں خادمان کن لوگوں کو کہتے ہیں۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ میرے بھائی خادمان اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے جن کا ظاہر حال اوامر الٰہیہ متصف ہے اور منہیات شرعیہ سے پاک ومبرّا ہے، اور رعایت شریعت سے آراستہ ہے، اور ان کا باطن اللہ ورسول کی محبت سے مزیّن وپیراستہ ہے۔ ورثہ عبدیت سے ان کو پورا حصہ ملا ہے جو الفاظ خادمان کا منشا بھی ہے۔

کامل طور خدمت الٰہی بجالانے کے سبب تقرب احدیت کی خصوصیت سے یہ لوگ سرفراز ہیں،

اور شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی واطاعت گزاری میں کمال خدمت واطاعت کی وجہ سے اور اپنے شیخ طریقت کی شفقت کی بنا پر مقام قرب اقرب پر سرفرازی حاصل کرتے ہیں اس لئے انہیں خادمان کہا جاتا ہے۔

## قطب زمن حضرت خواجہ سید محمد ارغون

مقتدائے اولیاء شاہ باز اتقیاء آسمان ولایت وکرامت، میدان سخاوت و قناعت، ھادئی راہ شریعت، جامع طریقت، معلم رموز حکمت، واقف اسرار حقیقت، غواص بحر معرفت، قدوۃ العارفین عمدۃ الکاملین رہبر دین، قبلہ اہل یقین، حضرت خواجہ سید ابومحمد ارغون قدس سرہ خلیفہ وجانشین حضرت قطب المدار رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہیں خاندان عالیہ مداریہ کے سرگروہ اور جامع کمالات صوری ومعنوی بزرگ ہیں۔آپ کے دو برادر حضرت خواجہ سید ابوالحسن طیفور وحضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور قدست اسرارھم بھی حضور مدار پاک کے معزز خلیفہ اور سرگروہ خادمان اور جانشین قطب المدار ہوئے ہیں۔آپ تینوں شہزادگان کو حضور مدار پاک اپنے ساتھ ارض مقدس ہندوستان لے کر آئے آپ کے خوارق کرامات ومحاسن وکمالات کو بڑی شہرت ومقبولیت حاصل ہے۔اس سرچشمۂ فیض وارشاد سے ایک عالم سیراب ہوا۔

آپ سید الافراد قطب وحدت حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادازادے اور فرزند معنوی خلیفہ وسجادہ نشین ہیں۔

## حضرت ابو محمد، محمد ارغون

آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔اور کنیت ابو محمد ہے اور خوش آوازی کی بناء پر لقب ارغون رکھا گیا جو اب اسم بامسمیٰ کی طرح ہوگیا۔

آپ کا مولد قصبہ چنار شہر حلب ملک شام ہے۔۔آپ سید السادات ہیں

### آپ کا نسب نامہ

السید الشریف عبداللہ بن سید کبیر الدین بن وجیہ الدین بن سید یٰسین بن سید محمد بن سید داؤد بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید محمد بن سید اسحاق بن سید عبدالرزاق بن سید نظام الدین بن سید ابوسعید بن سید محمد بن سید



جعفر بن سید محمود الدین برادر حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سید علی بن سید بہاالدین بن سید ظہیر الدین احمد بن سید اسمٰعیل ثانی بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید علی زین العابدین بن سید امام حسین بن سید مولا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ہے

ولادت شریف یوم جمعہ بوقت فجر یکم ربیع الاول ۷۸۳ھ ہے

تعلیم وتربیت جد بزرگوار نے تعلیم وتربیت فرمائی

آپ کے جد مکرم حضرت علامہ خواجہ سید ابراہیم قدس سرہ نے مدرسہ ابراھیمیہ بیروت میں جاری فرمایا تھا۔وہ اپنے زمانے کے معتبر عالم وصاحب کمال بزرگ اور خانقاہ مداریہ بیروت کے گدی نشین تھے۔

آمد ہندوستان آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض حج ہندوستان سے حجاز روانہ ہوئے۔مکہ المکرّمہ پہنچے حج وزیارت سے فارغ ہوکر آپ نے ملک شام کا قصد فرمایا قصبہ چنار شہر حلب پہنچے تو حضرت سید محمد ارغون نے اپنے والد محترم حضرت سید عبد اللہ سے شوق دیدار کا اظہار کیا۔حضور سیدی قطب المدار کی نگاہ التفات آپ کی طرف ہوئی تو آپ کی پیشانی پر انوار سعادت دیکھ کر ہرسہ برادران خواجگان کو اپنی صحبت میں قبول فرمایا اور ان پر نوازشات فرمائیں۔اور انہیں تقرب خاص سے نوازا۔اور اپنے ساتھ رکھنا پسند فرمایا۔

جب حضور شاہ والا عازم ہندوستان ہوئے تو اپنے ساتھ انہیں ہندوستان

لائے۔ تذکرۃ المتقین اور ملفوظات شاہ مینا و دیگر کتب سیر میں ہے کہ۔ مختلف مقامات پر تبلیغ واشاعت دین متین فرماتے ہوئے لکھنؤ جلوہ افروز ہوئے۔

مخلوق خدا کو مستفیض فرمایا اسی دوران حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ العزیز کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ان کی ولادت اور ولایت کو ظاہر فرمایا۔

مختلف مقامات کا دورہ فرماتے ہوئے جونپور تشریف لائے کچھ عرصہ قیام کے بعد پھر لکھنؤ آئے لکھنؤ میں حضور شہاب الدین پرکالہ آتش کی معرفت سے مخدوم شاہ مینا کو اپنی جائے نماز تبرکاً عنایت فرمائی اور انکی قطبیت کا اعلان فرمایا ۸۱۸ھ میں مکن پور شریف وارد ہوئے جو اس وقت غیر آباد تھا۔ اور رسول کریم کی بشارت کے مطابق یہیں طرح اقامت ڈال دی۔ وقت گزرنے کے ساتھ علاقے میں شہرت پھیلی، لوگوں کی آمد رفت شروع ہوئی اور بالآخر مکن پور شریف معرض وجود میں آکر مرجع خلائق بنا۔

نکاح: ایک دن حضور زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلفاء و مریدین کی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ میں نے محمد ارغون کے نکاح اور انہیں اس زمین پر مستقلا آباد کرنے کا فیصلہ لے لیا ہے کیونکہ اسی میں رب تبارک تعالیٰ کی مرضی ہے۔

تذکرۃ کسی نے یہ بات حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون کو بتائی تو آپ نے انکار فرمایا مگر سرکار مدار العالم کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے انہیں طلب کیا اور ارشاد فرمایا اے فرزند تمہارا اور تمہارے بھائیوں کا نکاح ہونا مشیت ایزدی ہے اور تم



سے اجرائے نسل ہونا ہے۔ اس لئے انکار نہ کرنا چاہئے۔ حضور والا کا حکم سن کر آپ خاموش ہو گئے حضرت خواجہ سید جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ قصبہ جتھرا مضافات کالپی میں جناب سید احمد خاندان فاطمی کے ایک ممتاز شخص ہیں ان کی صاحبزادی جنت النساء کیلئے پیغام پہنچایا جائے۔ غرض کہ پیغام پہنچایا گیا تو حضرت احمد جتھراوی نے اسے بسر وچشم قبول کر لیا اور یکم ربیع الاول ۸۲۴ھ۔ میں آپ کا نکاح ہو گیا۔

بعد میں آپ کے دونوں چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور و حضرت خواجہ سید ابوالحسن طیفور رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح بھی پاس کے مواضع میں ہوئے۔

## خلافت و جانشینی

آپ کو بیعت و خلافت کا شرف تو حضور قطب مدار قدس سرہ سے حاصل ہی تھا شیخ مرشد کی نگاہ انتخاب نے اپنا جانشین بھی آپ ہی کو مقرر فرمایا چنانچہ تذکرۃ المتقین میں ہے کہ "حضور مدار پاک نے ایک دن اپنے قریب بلایا اور ارشاد فرمایا اے فرزند ولایت دو قسم کی ہوتی ہے ایک صلبی اور دوسری روحانی صلبی تو ماں باپ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا تعلق عالم خلق سے ہے جو کوئی آتا ہے اس لباس ظاہری کو پہنے ہوئے آتا ہے۔ ایک دن اسکو ترک کرنا بھی ہوگا۔ روحانی ولایت مربی روح سے متعلق ہوتی ہے۔ اس کا تعلق عالم امر سے ہے جو میرا اور تمہارا تعلق ہے یہ قیامت تک قائم رہے گا۔ میں نے تم کو اپنا جانشین بنایا۔ ظاہری تعلق بھی تمہارے

ساتھ یہ ہے کہ تم میرے بھائی کی اولاد ہو اور بھائی کی اولاد بھائی کی طرف منسوب ہوا کرتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں آیا ہے

## واتبعت ملت آبائی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق

اور ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملتا ہے نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے مگر چونکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بھائی تھے۔ ان کو بھی باپ کہا گیا۔ لہٰذا تم بھی میری اولاد معنوی ہو اور شریعت وطریقت میں میرے جانشین ہو۔

اسی طرح سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے قبل تمام خلفاء و مریدین سے ارشاد فرمایا کہ محمد ارغون کو میں نے اپنا جانشین کیا اور ان تینوں سید محمد ارغون، سید ابوتراب فنصور، سید ابوالحسن طیفور کو بجائے میرے کنفس واحدہ تصور کرنا اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا۔ باقی میں جس طرح اب تم لوگوں کی تربیت باطنی کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ بعد وصال بھی اسی طرح تم نگاہ میں ہو گے جو کوئی مجھ سے ارادت رکھتا ہے میں نے اسے قبول کیا۔ اور اس کی نسلوں تک کو قبول کیا اور جو کوئی میرے ان فرزندوں سے ارادت رکھتا ہے میں نے اسے بھی قبول کیا۔

کرامات آپ کی پوری زندگی اللہ و رسول کی اطاعت عبادت و ریاضت مجاہدہ نفس وتزکیۂ قلب اور رشد و ہدایت میں گزری۔



حالت نوم میں بھی ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔

جب تلاوت قرآن مجید فرماتے تو لوگ مسرور و مست ہو جاتے تھے۔ چرند پرند بھی پاس جمع ہونے لگتے تھے اور سنتے تھے۔ آپ کی آواز بہت دلکش تھی اسی وجہ سے لقب ارغون سے ملقب فرمایا گیا۔ ارغون ایک قسم کے نفیس باجے کو کہتے ہیں۔

## اولاد امجاد

حضرت سید محمد ارغون قدس سرہ کے پانچ بیٹے تھے

۱۔ حضرت خواجہ ابوالفائض قدس سرہ۔

۲۔ حضرت خواجہ سید محمود قدس سرہ۔

۳۔ حضرت خواجہ سید داؤد قدس سرہ۔

۴۔ حضرت خواجہ سید اسمٰعیل قدس سرہ۔

۵۔ حضرت خواجہ سید حامد محامد قدس سرہ۔

ان شاء اللہ ان حضرات کی نسل مبارکہ کی تفصیل مع شجرات کتاب کی دوسری جلد میں پیش کی جائے گی

## خلفاء کرام

حضرت خواجہ سید ابوالفائض محمد سجادہ نشین، حضرت خواجہ سید محمود صدر نشین۔ حضرت خواجہ سید داؤد، حضرتِ خواجہ سید اسماعیل، شاہ سید حسین سرہندی حضرت شیخ سیف الدین۔ حضرت خواجہ سید محمد، شیخ کامل حضرت شاہ واصل حضرت

شاہ قمرالدین حضرت شیخ کمال الدین مداری حضرت شاہ عبداللہ حضرت پیر غلام علی شاہ حضرت نظام سنبھلی رضی اللہ تعالیٰ عنھم

# ہرسہ خواجگان سے جو سلسلے جاری ہوئے

ان ہرسہ خواجگان سے جو سلاسل مبارک جاری ہیں انہیں خادمان کہا جاتا ہے۔

خادمان ارغونی، خادمان فنصوری، خادمان طیفوری،۔ خادمان ارغونی سے جو گروہ نکلے انکے نام یہ ہیں:

نقد ارغونی یہ خاص حضرت سید دادا محمد ارغون سے ہی جاری ہے جو آپ کی اولاد پاک کا خاندانی شجرہ ھے

،ابوالفائضی: یہ سید محمد ارغون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے سید محمد ابوالفائض ارغونی سے جاری ہے،

خادمان محمودی حضرت سید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جاری ہے: یہ حضرت سید محمد ارغون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے ہیں آپ سے خادمان محمودی سلسلہ جاری ہوا۔۔ حضرت سید شاہ معین الحق ابن علی المعروف بہ بابا اَبّن صدر نشین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خادمان اَبّنی اور آپ کے بعد آپ کے مریدین سے خادمان سلوتری، خادمان سرموری، خادمان سکندری گروہوں کا اجرا ہوا۔۔ حضرت سید شاہ اَبّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چوتھی پیڑھی میں حضرت سید شاہ محمد ارغون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ جیسا کہ تذکرہ صوفیائے میوات کے مولف نے تحریر کیا ہے۔

حضرت سید شاہ معین الحق ابن علی المعروف بہ بابا اَبّن صدر نشین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت خاکی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنکا روضہ



مبارک زیارت گاہ خلائق ہے . قصبہ ساکرس تحصیل فیروز پور جھرکہ ضلع گوڑگاوں میں ۔آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے، جائداد و جاگیر وقف کردہ سلاطین دہلی تا ہنوز آپ کے خلفاء کے قبضہ و تصرف میں ہے اور چند مقامات پر جاگیرات موجود ہیں موضع مروڑہ، ورنیالہ، اولیٹہ وغیرہ میں اہل تجرید آپ کے خلفاء و مریدین ہنوز اس پر قابض و متصرف ہیں۔ (تذکرہ صوفیائے میوات صفحہ ۴۳۷ر مصنف محمد حبیب الرحمٰن خان میواتی۔)

سرموری، سلوتری، اَبّنی، غلام علوی اور سکندری بحر زخار میں حضرت سید ابو محمد ارغون قدس سرہ کے ایک خلیفہ حضرت شیخ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے

''مظہر امن و امان حضرت شیخ کمال الدین ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ آپ نسباً قریشی ہیں گلزار ابرار میں مرقوم ہے تقوی توکل، تسلیم و رضا کے مقام بلند پر فائز تھے، شاہ ارغون مداری کے مرید تھے آپ نے شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کے صاحبزادے اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری کی بارگاہ سے دعوت اسماء اللہ اور اذکار کی اجازت پائی

باز بہادر افغان شجاول خاں کے زمانے میں مندو تشریف لائے نگارندۂ گلزار کے والد سے دوستی قائم کی، میرے والد نے مجھے ان سے قران مجید کی تعلیم دلائی۔آپ نے سو سال زندگی توکل میں بسر کی، کسی سے راز و نیاز بیان نہ کیا، اپنے اور بیگانے کسی سے خواہش کا اظہار نہ کیا سنہ ۹۷۳ھ وفات پائی مندو میں مدفون ہوئے۔

# باب ششم

# فیضان سلسلہ مداریہ

ذکر مشائخ اجملیان

## گروہ اجملیان

حضرت قاضی سید عبدالمالک المعروف بہ شاہ اجمل بہرائچی متوفی ۸۶۴ھ۔

آپ کے پانچ سلاسل قادریہ، چشتیہ ،نقشبندیہ، سہروردیہ اور کبرویہ میں اجازت تھی اور ایک طرق سے سلسلہ مداریہ میں حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سے تھی اور سلسلہ مداریہ بدیعیہ میں آپ کو خلافت واجازت بلا واسطہ سرکار سید بدیع الدین احمد زندہ مدار قدس سرہ سے بھی حاصل تھی۔آپ حضرت سیدنا سید جلال الدین بخاری المعروف جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سے اولاً مرید وخلیفہ تھے جن کو سلسلہ قادریہ چشتیہ وسہروردیہ ونقش بندیہ میں مختلف بزرگوں سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

آپ کو حضرت شیخ اقوام الدین دہلوی سے بھی خرقۂ خلافت حاصل تھا۔

سلسلہ چشتیہ میں آپ کو اجازت و خلافت تھی سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے انہیں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دلی سے انہیں سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا محمد بن احمد بدایونی دہلوی سے۔

انہیں حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر سے اور سلسلہ سہروردیہ کی اجازت و



خلافت تھی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے انہیں حضرت شاہ رکن الدین عالم سے انہیں اپنے والد حضرت شیخ بہاالحق زکریا ملتانی قدست اسرارہم سے۔

اور سلسلہ قادریہ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ان کو حضرت عبید غیبی سے انہیں ابوالقاسم فاضل سے۔

انہیں شیخ ابوالمکارم فاضل سے

انہیں قطب الدین ابوالغیث سے

انہیں شیخ شمس الدین علی الافلح سے۔

انہیں شیخ شمس الدین الحداد سے۔

انہیں شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی قدست اسرارھم سے۔

سلسلہ نقشبندیہ سید اجمل بہرائچی کو خلافت تھی شاہ عبدالحق سے وہ خلیفہ تھے خواجہ یعقوب چرخی کے

وہ خلیفہ تھے خواجہ بہاء الدین نقش بند قدست اسرارھم کے۔

سلسلہ کبرویہ میں انہیں خلافت تھی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے انہیں اپنے دادا سید جلال الدین بخاری سرخ سے ان کو شیخ احمد سے انہیں حمید الدین سمرقندی سے

انہیں شمس الدین ابومحمد بن محمود بن ابراہیم فرغانی سے۔

ان کو عطاء الخالد کمال جنیدی سے۔

ان کو نجم الدین کبریٰ سے۔۔

لیکن طلب شوق کی تکمیل نہیں ہوئی اور ھل من مزید کا نعرہ لگاتے رہے تا آنکہ حضور سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے دامن کرم سے بلا واسطہ جب وابستہ ہوئے تو ذوق طلب کی تشنگی بجھ گئی اس کے بعد پھر کسی شیخ کی نسبت کی خواہش نہیں رہی حضور بدیع الزماں سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ نے اپنی خصوصی نعمتوں سے سرفراز فرمادیا۔ اور اپنی خلافت واجازت عطا فرما کر مرتبۂ تکمیل کی مہر ثبت فرمادی۔

سید اجمل بہرائچی قدس سرہ القوی کے ذریعے خاندان قادریہ وخاندان نقشبندیہ میں سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت بہت زیادہ لوگوں میں پہنچی اور مشہور و مشتہر ہوئی۔ اور آپ کے ذریعے سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت وخلافت ہر بڑی اور مشہور خانقاہ میں پہنچی ہے۔

تفصیل ملاحظہ فرمائے:

طریقت وتصوف اور ارشاد وسلوک میں سلسلہ مداریہ ایسا آفتاب جہاں تاب ہے جسکی ضیا پاشیوں سے ایشیا و یورپ میں طریقت وتصوف کے تمام سلاسل اور ارشاد وسلوک کے تمام مراکز بلا واسطہ یا بالواسطہ کسی نہ کسی طور سے صراحتہً یا ضمناً وابستہ و پیوستہ ہیں اور جابجا اس کا اظہار بھی کیا ہے چونکہ سلسلہ مداریہ صرف پانچ یا چھ واسطوں سے رحمت عالم آفتاب کرم حضور نبی اکرم ﷺ تک پہونچ جاتا ہے اس لئے یہ خیر کثیر، خیر القرون اور خیر الرسل رحمت تمام سید الانام ﷺ سے قریب تر سلسلہ ہے اور فیضان محمد میں اور برکات احمدیہ کا بہت قریبی تقسیم کار ہے اس پر مزید انعام خاص یہ ہے کہ یہ شرف اویسیت سے بھی ممتاز ہے انہیں خصائص وامتیازات



کی وجہ سے طریقت ومعرفت کی سجادگی پر مسند نشین اہل دل اور اہل نظر نے اس سلسلۂ عالیہ قدسیہ مقدسہ کو حاصل فرما کر اپنی کامیابی اور کامرانی کی تکمیل پر مہر لگائی ہے اور اس کی برکات وحسنات سے اپنے دامن مراد کو پر کیا ہے۔ ذیل میں ان چند سلاسل اولیاء اللہ کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے میری معلومات کے مطابق فیضان مداریت سے استفادہ کر کے اپنے منصب کمال پر مہر تصدیق ثبت کی ہیں۔

## سلسلہ قادریہ برکاتیہ پر فیضان مداریت

سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے بزرگوں نے بالواسطہ اور بلا واسطہ براہ راست اور بنوع دیگر کئی کئی طریقوں سے سلسلہ عالیہ قدسیہ بدیعیہ مداریہ کا فیضان حاصل کیا ہے اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے ماذون وممتاز ہو کر فخر ومباہات کا اظہار فرمایا ہے اور اپنے بزرگوں کی سیرت وسوانح کی کتابوں میں اس کا برملا اعلان بھی فرمایا ہے۔

**حضرت جمال الاولیاء کڑوی پر فیضان مداریت:** حضرت سید شاہ جمال الدین کڑوی (۹۷۳ھ۔۱۰۴۷ھ) یا کوڑہ جہان آبادی رحمتہ اللہ تعالی علیہ آپ کے والد محترم کا نام نامی شاہ حمید الدین عرف حضرت مخدوم جہانیاں ثانی بن شاہ بہاء الدین ہے (رحمہما اللہ۔تعالیٰ) آپ کے والد بزرگوار نے اول آپ کو اپنے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت سے مشرف فرما کر نسبت قادریہ سہروردیہ سے بھی سرفرازی بخشی۔ والد محترم سے اپنے خاندانی نسبتوں سے ممتاز و ماذون ہونے کے بعد مکن پور شریف تشریف لا کر آستانہ قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ پر حاضری دی اس وقت حضرت سید مبارک علی رحمتہ اللہ تعالی علیہ جو حضرت ابوالحسن طیفور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں مکن پور شریف میں موجود تھے انہوں نے آپ کو اپنا

مہمان فرمایا اور اپنے سلسلہ مداریہ کی نسبت سے مالا مال فرما کر خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ کے مکنپور شریف آنے کا ذکر تذکرۃ العابدین میں بھی ہے نیز آپ نے جن مشائخ وقت سے علوم ظاہر و باطن کا اکتساب کیا ہے ان میں شیخ قیام الدین بن قطب الدین شیخ اڈھن جونپوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا نام سرفہرست ہے جیسا کہ تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ صفحہ نمبر ۳۱۱ پر درج ہے اور شیخ قیام الدین بن قطب الدین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) نے بھی آپ کو سلسلہ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا ہے جیسا کہ حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب النور والبہاء میں اپنے شجرہ بدیعیہ مداریہ میں اس کا اظہار فرماتے ہیں۔

**اما بعد فيقول الفقير ابو الحسين نوری عفی عنه اجازنی بالسلسلة البديعة المدارية عن جدی و مرشدی السيد ال الرسول الاحمدی قدس سره عن الحضرة اچھے میاں صاحب عن السيد حمزة عن السيد ال محمد عن صاحب البركات المارهروی عن السيد شاه فضل الله الكالفوی عن ابيه السيد احمد عن جده السيد محمد صاحب عن جمال الاولياء عن الشيخ قيام الدين عن الشيخ قطب الدين عن الشيخ السيد جلال عبد القادر عن السيد مبارك عن السيد اجمل عن العارف الاجل الكامل الاكمل مولانا بديع الحق و الملة و الدين المدار مكن فوری رحمة الله تعالىٰ عليه الخ**

(النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء ص ۲۷ شاہ ابوالحسین نوری مارہروی)

کہ یہ فقیر ابوالحسین نوری عفی عنہ کہتا ہے کہ مجھ کو سلسلہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت مجھ کو میرے دادا اور مرشد سید آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے دی انہیں



حضرت اچھے میاں صاحب سے انہیں سید حمزہ سے انہیں سید آل محمد صاحب سے انہیں صاحب البرکات مارہروی سے انہیں سید شاہ فضل اللہ کالپوی سے انہیں سید احمد سے انہیں اپنے دادا سید محمد صاحب سے انہیں جمال الاولیاء سے انہیں شیخ قیام الدین سے انہیں شیخ قطب الدین سے انہیں شیخ سید جلال عبدالقادر سے انہیں سید مبارک سے انہیں سید اجمل سے انہیں عارف اجل کامل اکمل مولانا بدیع الحق والملۃ والدین مدار مکن پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔

## جمال الاولیاء کا نسبت اویسیہ سے مستفیض ہونا

حضرت جمال الاولیاء کوڑوی جہاں ظاہری نسبتوں سے سرفراز وممتاز تھے وہیں آپ باطنی نسبت اویسیہ مداریہ سے بھی مستفیض ومستفید تھے چنانچہ صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بلا واسطہ ارواح مبارکہ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فیض اویسیہ حاصل فرمایا۔

(مشائخ قادریہ رضویہ ۳۱۰ مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی)

میر سید محمد ترمذی کالپوی اور سلسلۂ مداریہ: میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ جو کالپی شریف کی خانقاہ کے بانی مبانی ہیں اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے اماموں میں سے ہیں آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ وسہروردیہ کے ساتھ سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کا فیضان بھی اپنے پیرومرشد سے بدرجہ اتم حاصل ہوا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ میر سید عبدالواحد بلگرامی کی سنابل کے ہفوات کو درکنار کرتے ہوئے خانوادۂ کالپی وخانوادۂ مارہرہ مطہرہ وخانوادۂ بلگرام کے مشائخ بلاخوف وخطر سلسلۂ مداریہ بدیعیہ کی اجازت وخلافت حاصل کرتے رہے اور دوسروں میں تقسیم فرماتے رہے۔

چنانچہ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں کہ:

میر سید محمد الترمذی الکالپوی قدس سرہٗ (۱۰۰۲ھ/۱۰۷۱ھ) تتمۂ کتب تحصیلی قدرے پیش مولانا عمر جاجموئی روح اللہ روحہ واکثر درحلقۂ درس شیخ جمال کوڑوی قدس سرہٗ گزرانید ودرفضیلت صوری رتبۂ بلند حاصل کردند وفاتحہ فراغ از شیخ جمال اولیاء گرفتند وہم با حضرت شیخ درطریقۂ عالیہ چشتیہ بیعت کردندواجازت سلاسل قادریہ وسہروردیہ ومداریہ یافتند۔ مآثر الکرام ص۸۱ یعنی میر سیّد محمد ترمذی کالپوی قدس سرہٗ نے درس نظامی کی آخری کتابیں کسی قدر مولانا عمر جاجموئی روح اللہ روح سے پڑھی اور اکثر شیخ جمال کڑوی قدس سرہٗ کے حلقہ درس میں شامل رہے اور فضیلت صوری میں بلند مرتبہ حاصل کیا اور فاتحہ فراغ حضرت جمال اولیاء سے پایا اور آپ ہی سے طریقہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور سلسلہ قادریہ وسہروردیہ اور سلسلہ مداریہ میں اجازت حاصل کی۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی مطبوع مطبع عام آگرہ ۱۹۱۰ء مولانا غلام شبر برکاتی بدایونی فرماتے ہیں کہ حضرت میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ نے حضرت جمال اولیاء کوڑوی قدس سرہٗ سے طریقہ چشتیہ میں بیعت کی اور سلاسل قادریہ سہروردیہ مداریہ میں اجازت پائی۔

(مدائح حضور نور مطبوعہ ۱۳۳۴ھ ص ۲۸, آئینہ کالپی ص ۲۰)

صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ بھی یہی شہادت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ جب حضرت جمال اولیاء رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت بابرکت میں کسب علم کے واسطے تشریف لے گئے تو آپ کے عالی ظرف وصلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنے سلسلۂ بیعت میں داخل فرمایا اور تمام سلاسل جیسے قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ اور مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ (تذکرہ



مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ۳۱۶ر مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارکپور) بزرگان دین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب ان پر خداوند قدوس کا کوئی خاص انعام نازل ہوتا ہے اور کسی بزرگ سے کوئی نعمت خاص انہیں ملتی ہے تو اہالیان نعمت میں اس نعمت کو تفویض وتقسیم کرنے میں کوئی دریغ نہیں کرتے چونکہ شیخ کامل حضرت شاہ جمال اولیاء قدس سرہٗ مختلف طریق سے سلسلہ عالیہ مداریہ میں اجازت وخلافت کے مجاز وماذون تھے اس لئے نہایت ہی سخاوت ودریادلی کے ساتھ آپ نے اپنے خلفاء کو اس سلسلۂ مبارکہ کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی۔

## حضرت لدھا شاہ بلگرامی کا سلسلہ مداریہ

حضرت میر سیّد لطف اللہ شاہ عرف لدھا شاہ بلگرامی قدس سرہٗ السامی کا نام نامی دفتر اولیائے بلگرام میں سیّد العارفین کے لقب کے ساتھ مندرج ہے خاندان کے بیشتر معاصر اولیاء اللہ نے آپ سے باطنی تربیت حاصل کی حضرت سیّد شاہ برکت اللہ مارہروی، سیّد شاہ آل محمد مارہروی، سیّد نجات اللہ مارہروی، سیّد محمدی بلگرامی، سیّد محبت اللہ بلگرامی، میر سیّد محمد شاعر ابن سیّد عبد الجلیل نامی بلگرامی رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ سے اکابر خانوادہ برکاتی نے آپ سے فیض حاصل کیا آپ کے والد ماجد کا نام سیّد شاہ کرم اللہ (۱۰۸۳ھ) حضرت شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہٗ نے حضرت میر سیّد احمد ترمذی قدس سرہٗ سے خرقہ خلافت اور پانچوں سلاسل کی اجازت کا تمغہ حاصل کیا۔ (ماثر الکرام ۱۹۳۔۱۹۵)

## آپ کا سلسلہ بدیعیہ مداریہ کا شجرہ یہ ہے

میر سیّد لطف اللہ شاہ لدھا بلگرامی * سید احمد ترمذی کالپوی * سید محمد ترمذی

کالپوی * شیخ جمال الاولیاء * شیخ قیام الدین * شیخ قطب الدین * سیّد جلال الدین عبدالقادر * سیّد مبارک * سیّد اجمل بہرائچی * عارف کامل شاہ بدیع الحق والدین مدارمکن پوری قدس سرہٗ * شیخ عبداللہ شامی * شیخ عبدالاول * شیخ امین الدین * مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ * سیّد المرسلین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(دائرہ قادریہ بلگرام شریف ص۲۰۲) ڈاکٹر ساحل سہسرامی

## شیخ امیر ابوالعلاء احراری اور فیضان سلسلۂ مداریہ

سلسلۂ ابوالعلائیہ کے سرگروہ وسرتاج شیخ امیر ابوالعلاء احراری رحمہ الباری بھی سلسلۂ عالیہ مداریہ بدیعیہ کی نعمت و برکت سے مستفید و مستفیض تھے اور اپنے منتخب اور مخصوص لوگوں کو سلسلۂ مبارکہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالی عنہ جب اکتساب فیض کیلئے حضرت سیّد ابوالعلاء احراری کی خدمت میں باشارہ باطنی حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز اکبرآباد (آگرہ) پہونچے تو کئی ماہ حضرت ابوالعلیٰ قدس سرہٗ کی صحبت بابرکت میں رہے اور جب آپ واپس ہونے لگے تو آپ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کی ایک تسبیح عنایت فرمائی اور بیعت وخلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ مداریہ ابوالعلائیہ سے سرفراز فرمایا۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص۳۱۸ / اسرار ابوالعلی)

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت میر سیّد محمد کالپوی قدس سرہٗ القوی کے خلفاء کی تعداد کم از کم چودہ بیان کی جاتی ہے جو مذکورہ سلاسل خمسہ کے ماذون مجاز تھے لیکن ان میں خصوصیت کے ساتھ میر سیّد احمد کالپوی قدس سرہٗ قابل ذکر ہیں کہ آپ مذکورہ پانچ



سلاسل یعنی قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ اور مداریہ حاصل فرماکر اپنے صاحبزادے جناب میر سیّد فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ کو ان کا امین و ماذون قرار دیکر اپنا خلیفہ مجاز ٹھہرایا اور سعادت مند فرزند نے اپنے باپ دادا سے ملی نعمتوں کو دوسرے خانوادوں میں بڑی جوادی وسخاوت کے ساتھ تقسیم فرماکر اجداد کی سنت کو زندہ رکھا۔

## حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ پر فیضان مداریہ کی بارش

حضور شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ جن کی ذات گرامی اور نام نامی کی طرف سلسلۂ برکاتی منسوب ہے مارہرہ مطہرہ کو روحانیت کی آماجگاہ اور طریقت و تصوف کی درسگاہ بنانے والی ذات آپ ہی کی ذات بابرکات ہے آپ نے علوم باطن وسلوک اپنے والد معظم۔ حضرت سیّد شاہ اویس قدس سرہٗ سے حاصل فرمایا اور والد ماجد نے نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرماکر سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ مداریہ میں بیعت لینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ۳۳۳)

## شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ سے سلسلہ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت

حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی رحمتہ اللہ القوی نے جب سیّدنا شاہ فضل

اللہ کالپوی رضی اللہ تعالی عنہ کے علم وحکمت وسلوک ومعرفت کا شہرہ سنا تو کالپی شریف جانے کا رخت سفر باندھا۔۔۔۔۔نورالعارفین حضرت سیّد شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ کی بارگاہ عالی وقار میں پہنچے حضرت کی نگاہ آپ پر پڑی آگے بڑھ کر اپنے سینے سے لگایا اور ارشاد فرمایا، دریا بدریا پیوست۔۔۔۔۔اور چلتے وقت اس طرح ارشاد فرمایا: ''ذات شما دے ہمہ طور صوری ومعنوی معمور است وسلوک شما بانتہا رسیدہ رخصت شوید و بخانہ خود قیام دارید حاجت تعلیم وتعلم نیست و یک دومقدمات ایں سبیل از معظمات ایں راہ بودند عنایت فرمودہ اجازت سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ نقشبندیہ، سہروردیہ، مداریہ مع سند خلافت ودیگر اعمال نوازش فرمودہ زیادہ از دوروز حکم اقامت نہ فرمودند۔

(اصح التواریخ۔شاہ محمد میاں برکاتی مارہروی قدس سرہٗ)

''اے شاہ برکت اللہ آپ کی ذات جملہ امور صوری ومعنوی سے معمور ہے اور آپ کا سلوک انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔آپ تشریف لے جایئے اور اپنے گھر ہی قیام فرمایئے مزید تعلیم وتعلم کی آپ کو حاجت نہیں۔ پھر ایک دو مقدمات اور بہت خاص چیزیں جو اس راہ کے معظمات سے تھیں عنایت فرما کر سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ نقشبدیہ، سہروردیہ مداریہ کی اجازت مع سند خلافت اور دوسرے اعمال واشغال عنایت فرما کر دوروز سے زیادہ وہاں رہنے کی اجازت نہیں دی۔

(مشائخ قادریہ رضویہ ص۳۳۴)

برادران ملت اسلامیہ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ سے سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور مداریہ کی اجازت وخلافت منتقل ہو کر سید ال محمد مارہروی قدس سرہٗ کو پہنچی ہے اور ان سے حضرت سیّد حمزہ مارہروی قدس سرہٗ کو اور ان سے حضرت سیّد اچھے میاں مارہروی



قدس سرہٗ کو اور ان سے حضرت سیّد آل رسول احمدی قدس سرہٗ کو اور ان سے حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ العزیز کو پہنچی ہے مزید تفصیل کیلئے ذیل کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ مآثر الکرام اصح التواریخ، کاشف الاستار، مدائح حضور نور، خاندان برکات، برکات مارہرہ وغیرہ۔

## حضرت نوری میاں قدس سرہٗ کو سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت:

حضور سیّدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ کی وہ ذات گرامی ہے جن سے مفتی احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے تمام سلاسل حقہ برگزیدہ کی اجازت وخلافت حاصل کر کے ان کی اشاعت وتشہیر کی ہے اور یہ اعلان بھی کیا ہے کہ یہ وہ سلاسل ہیں جو مجھے محبوب وپسند ہیں۔حضور نوری میاں قدس سرہٗ کو خلافت واجازت اپنے شیخ طریقت حضرت سیّد شاہ آل رسول مارہروی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے تھی چنانچہ راہ معرفت کی تکمیل کے بعد آپ کو اجازت عام مرحمت فرمائی اور جس سند کو آپ کے شیخ طریقت نے عطا فرمایا تھا وہ یہ ہے۔ اللہ ولا سواہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

میگوید فقیر حقیر آل رسول احمدی کہ چوں نور ویدہ وسرور سینہ قرۃ عینی وفواد قلبی سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب طول عمرہ وزید قدرہ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور مداریہ قدیمہ وجدیدہ وقادریہ رزاقیہ وعلویہ منامیہ وہم اجازت جملہ اذکار واشغال واوراد معمولہ خاندان برکاتی نبجے کہ فقیر را از جناب عمی و مرشدی ومولائی حضرت سیّد شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب انار اللہ برہانہ وہم از جناب ابی وقبلہ گاہی حضرت سیّد آل برکات عرف ستھرے میاں نور اللہ مرقدہ اجازت

رسیّدہ دادم ومجاز ماذون گردانیدم ہر کسیکہ ارادۂ بیعت نمائد ومرید شود اوراداخل سلسلۂ عالیہ نمائند ومرید کنند وموافق استعداد اوازذکر وشغل وورد خاندانی مامور سازند والمسئول من اللہ سبحانہ الاستقامہ علی جاوۃ اکابر تلک الطریقۃ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ص ۳۸۰ر تذکرہ نوری ص ۱۳ر)

یعنی اللہ بس ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا ہے

حضرت جناب سیّد آل رسول احمدی فرماتے ہیں کہ نور نگاہ سرور قلب وسینہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کے قرار سیّد ابوالحسین نوری میاں صاحب طول عمرہ وزید قدرہ، کو پانچوں سلاسل یعنی قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور مداریہ قدیمہ اور جدیدہ اور سلسلۂ قادریہ رزاقیہ اور علویہ منامیہ کی اجازت وخلافت اور خاندان برکاتیہ کے معمولہ تمام اذکار واشغال اورادو وظائف کی اجازت بعینہ اسی طرح دے رہا ہوں جس طرح میرے چچا مرشدی ومولائی حضرت سیّد شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب انار اللہ برھانہ سے اور میرے والد ماجد حضرت سید آل برکات عرف ستھرے میاں نور اللہ مرقدہ سے مجھے پہنچی ہے اور موصوف کو میں اپنا خلیفہ مجاز و ماذون قرار دیتا ہوں۔ جو شخص بیعت کا ارادہ ظاہر کرے اور مرید ہونا چاہے اس کو یہ سلسلۂ عالیہ میں داخل فرما کر مرید کریں اور اسکی صلاحیت کے مطابق خاندانی ذکر وشغل اور ورد کا حکم دیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو بزرگوں کے راستے پر گامزن فرمائے اللہ تعالیٰ سے ہی مدد درکار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

حضور سیّدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ کو ان کے آباء واجداد سے جو فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں وہ اپنی جگہ خاص ہیں لیکن بارگاہ قطب



المدار سیّدنا سیّد بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ پر بڑی مخصوص کرم فرمائیاں ہوئی ہیں۔ مراتب ومناصب کی بشارتوں سے نوازا گیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ عہدۂ قطبیت سے آپ کو سرفراز کیا گیا ہے چنانچہ صاحب تذکرہ مشائخ برکاتیہ آپ کی عظمت شان کو ظاہر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ اقطاب سبعہ میں سے ایک قطب ہیں جن کی بشارت حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پتی اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے دی ہے اور یہی اس سلسلۂ بشارت کے خاتم ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ ص ۳۸۱ بحوالہ تذکرہ نوری ۵۶/۵۵)

غالبًا اسی کرم نوازی کی وجہ سے حضرت نوری میاں قدس سرہٗ نے قطب المدار سیّدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت وعنایت میں ڈوب کر عاشقان قطب المدار کے وظیفہ کیلئے صلوٰۃ مداریہ نام کی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت سیّد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کے اسمائے حسنیٰ ننانوے صیغوں کے ساتھ درج ہیں۔ (تذکرہ مشائخ ۳۸۶)

# حضرت نوری میاں کا شجرۂ مداریہ

آپ کا شجرۂ مداریہ بدیعیہ جس کو آپ نے اپنی کتاب النور والبھاء میں خود رقم فرمایا ہے اس طرح ہے۔

**اما بعد فيقول الهقير ابوالحسين نورى عفى عنه أجازنى بالسلسلة البديعية المدارية جدى ومرشدى السيد آل الرسول الاحمدى قدس سره عن الحضرة اچھے میاں صاحب عن السيد حمزه عن السيد آل محمد صاحب عن صاحب البركات المارهروى عن السيد الشاه فضل الله الكالفوى عن ابيه السيد**

احمد عن جده السید محمد صاحب عن ۔جمال الاولیاء عن الشیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن الشیخ السید جلال عبد القادر عن السید مبارک عن السید اجمل عن العارف الاجل الکامل الا کمل مولانا بدیع الحق و الملہ و الدین المدار المکن فوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ عن عبداللہ الشامی عن الشیخ عبدالاول عن الشیخ امین الدین عن امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہ الکریم عن سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

## سیّد العلماء آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ اور سلسلہ مداریہ

جناب سید ابوالحسنین آل مصطفیٰ سیّد میاں برکاتی نوری علیہ الرحمہ جو سیّد العلماء سے مشہور ہیں علمائے اہل سنت اور سالکان راہ معرفت میں ایک مخصوص مقام رکھتے ہیں مارہرہ مطہرہ اور خانقاہ برکاتیہ کے چشم و چراغ ہونے کے ناتے اس دور میں جماعت اہلسنت میں آپ کو بڑی پذیرائی حاصل تھی۔ سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کے اجرائے فیض سے متعلق کچھ باتیں غلط طور سے آپ کی ذات سے منسوب کر دی گئیں جن کی صفائی اور وضاحت کیلئے ۹؍ دسمبر ۱۹۶۱ء کو ایک طویل مکتوب آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے لیٹر پیڈ پر خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کے ایک بزرگ کے نام آپ نے ارسال فرمایا جو آج بھی اپنی اصلی حالت میں الحاج سیّد ذوالفقار علی قمر مداری مدظلہ العالی کے پاس موجود ہے اور ناچیز مولف کے پاس اس کی فوٹو کاپی موجود ہے۔ مدار بکڈ پو مکن پور شریف نے اس مکتوب کو فوٹو کاپی کے ساتھ جولائی ۲۰۰۳ء، دو ہزار تین میں مکمل شائع کر دیا ہے، ذیل میں اس کے



کچھ اقتباسات رقم کئے جا رہے ہیں جنہیں پڑھ کر سنی علماء اور عوام کو یہ احساس ہوگا کہ سلسلہ مداریہ کو کیسے کیسے بزرگوں نے اپنے سر کا تاج بنایا ہے اور اس سلسلۂ مبارکہ کے فیوض و برکات کے اجراء کا انکار کرنے والے مارہرہ مطہرہ کے تمام بزرگوں کی توہین و تنقیص کرتے ہیں جو ان کے ایمان و عقیدہ کیلئے زہر قاتل ہے اور اللہ تعالی سے جنگ مول لینے کا سرٹیفکٹ ہے والعیاذ باللہ۔ ملاحظہ ہو حضور سیّد العلماء علیہ الرحمہ کے مکتوب کا اقتباس آپ فرماتے ہیں:

’’آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ تین صدیوں سے ناموس اولیاء کرام علیہم الرحمہ والرضوان کیلئے اپنی ساری قوتیں اور طاقتیں بازی پر لگائے ہوئے ہے تو پھر اس خانقاہ شریف کے ایک حقیر خادم کی حیثیت سے کیوں کر متصور تھا کہ وہ اپنے ایک مرشد اجازت ذات برگزیدہ صفات حضور پرنور سیّدنا قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کی بارگاہ فضیلت پناہ میں زبان گستاخانہ دراز کرتا اے سبحان اللہ! کیا میں اتنا احمق تھا کہ جس شاخ پر بیٹھا تھا اسی پر کلہاڑی چلاتا سلسلۂ عالیہ مداریہ کے اجرائے فیض کا انکار کیا خود میرے جد اکرم سیّد شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ العزیز کی معاذ اللہ تجہیل و تحمیق کے مترادف نہ ہوتا۔ (مکتوب سیّد العلماء ص۳)

میرے جد اعلیٰ حضرت صاحب البرکات سیّد شاہ برکت اللہ البلگرامی والمارہروی علیہ الرحمہ کالپی شریف سے سلسلۂ عالیہ مداریہ لائے اور فقیر کو جس طرح سلاسل عالیات چشتیہ، سہروردیہ ونقشبندیہ کی اجازت وخلافت ہے اس سلسلۂ مبارکہ کی بھی اجازت وخلافت ہے۔ (مکتوب ص۲؍) آپ بفضلہٖ تعالیٰ اہل علم ہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے کلام اجلہ بزرگان عظام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کیلئے کہے گئے مثالاً عرض کرتا ہوں محدثین نے اتفاق کیا کہ سیّدنا

امیر المؤمنین مولائے کائنات سیّدنا مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے حضور احسن التابعین سیّدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقاء وصحبت حاصل نہ تھی دوسرے گروہ نے اس کا رد کیا اور سیّدنا امام کو حضور امیر المومنین سے خرقۂ خلافت ثابت کیا۔ سلسلۂ نقشبندیہ صدیقیہ کے سلسلے میں پھر محدثین نے کلام کیا کہ سیّدنا امام قاسم بن محمد بن امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت وخلافت تھی پھر آگے چل کر حضرت سیّدنا ابوالحسن خرقانی اور حضرت سیّدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان سو برس کا زمانہ ثابت کرتے ہوئے باہمی لقاوصحبت کا انکار کیا اسی طرح حضرت سیّدنا علی احمد مخدوم صابر پاک اور حضرت سیّدنا قطب جمال ہانسوی کا باہمی مقالہ بھی روایتوں میں مذکور ہے ارشاد فرمایا جائے کیا برائے تذکرہ ان روایتوں میں سے کسی کا بیان کرنے والا ان سلاسل عالیہ کا منکر قرار دیا جائے گا کیا یہ سارے سلاسل عالیہ معاذ اللہ سوخت ومحروم الفیض ہوگئے ہیں حاشا وکلا ہرگز نہیں تو پھر انصاف فرمائیے کہ فقیر کے اس اقرار کے باوجود کہ میرے خاندان باوقار کے پاس سلسلۂ مداریہ کی اجازت موجود ہے جو کالپی شریف سے آئی ہے اور خود فقیر کو اجازت ہے مجھ پر سلسالۂ عالیہ کے سرے سے سوخت ہونے کے عقیدہ کا الزام بہتان ہے یا نہیں لہٰذا فقیر کا مسلک سماعت فرمائیے کہ یہ فقیر خاکپائے مرشدان عظام حضور پرنور سید نا بدیع الملۃ والشریعۃ والطریقۃ والاسلام والدین شیخنا ومرشدنا سیّدی قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ویسا ہی مرشد اجازت مفیض ومفید یقین کرتا ہے جیسا کہ خواجۂ خواجگان سلطان الہند ولی الہند عطاء الرسول سیّدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری و حضرت خواجہ بہاء الملۃ والدین سیّدنا مولائے نقشبند وسیّدنا شیخ الشیوخ شہاب الملۃ والدین عمر سہروردی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو۔ (مکتوب سیّد العلماء ص ۳؍۴)



مارہرہ مطہرہ میں بفضلہٖ تعالیٰ مداری گدّی صدیوں سے قائم ہے اور فقیر کے بزرگان کرام ہمیشہ سے اس کی خدمت کرتے آئے۔ میرے جد کریم حضور شمس الملۃ والدین سیّدنا آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ العزیز نے اپنے عہد مبارک میں سرکار مدار العالمین کے نام نامی سے منسوب میلہ قائم کرایا جو ۹؍ جمادی الاولیٰ کو برابر ہوتا ہے اور اس دن جب گدّی نشین اپنا جلوس لیکر درگاہ برکاتیہ پر حاضری دیتے ہیں تو وقت کا صاحب سجادہ درگاہ شریف کے دروازے پر خیر مقدم کرتا ہے اور ان کو فاتحہ کیلئے لے جاتا ہے پھر حویلی سجادہ نشین پر آتے ہیں اور فاتحہ کا تبرک سجادہ برکاتیہ کو دیتے ہیں اور صاحب سجادہ برکاتیہ گدّی نشین کو درگاہ برکاتیہ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر ایک رومال اور سوا روپیہ نذر دیتے ہیں۔ یہ نذر میری درگاہ کمیٹی کے بجٹ میں سالانہ پاس ہوتی ہے اور وقف بورڈ کے نوشتے میں آتی ہے موجودہ گدّی نشین میاں دیدار علی شاہ صاحب فقیر کے بڑے اچھے دوست ہیں اور یہ باہمی روحانی رشتہ ان کے اور فقیر کے درمیان ابھی بھی قائم ہے۔ درگاہ شریف کے مکتب کی منظور شدہ چھٹیوں میں میلہ شاہ مدار کی تہنیت خوشنما کاغذوں پر دیتے ہیں اور بچے اپنے استادوں کی خدمت زرنقد سے کرتے ہیں۔ یہ رقم 'مداری' کہلاتی ہے۔ فقیر کے خاندان میں مخطوبہ لڑکیوں کو ان کے ہونے والے شوہروں کے گھروں سے ۹/ جمادی الاولیٰ کو جوڑا اور مٹھائی اور نقد زیور جاتا ہے اور حضور زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کے عرس وصال کی اس طرح یاد منائی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں صدیوں سے مجھ سے اور میرے سلسلے سے وابستہ ہیں اور پھر مجھ پر سلسلۂ عالیہ کے سوخت سمجھنے کا الزام؟ معاذ اللہ۔ (مکتوب سیّد العلماء ص ۵؍) مجھے بڑا افسوس ہے کہ بات پہنچانے والوں نے میرا یہ صریح بیان کہ خود مجھ کو سلسلۂ عالیہ مداریہ میں اجازت و خلافت ہے آپ حضرات تک کیوں نہیں پہنچایا، کیا کسی سوخت سلسلہ میں بھی

اجازت وخلافت ہوتی ہے؟ تو یہ معاذ اللہ (مکتوب ص ۶/ ) آخر میں جناب کی اطلاع کیلئے اپنا شجرہ عالیہ مدار یہ لکھ رہا ہوں جو میں نے اپنی خاندانی کتاب اسنادالنوروالبھاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء مصنفہ جد کریم حضرت سیّدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ العزیز سے نقل کیا ہے، ملاحظہ ہے۔

**بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله ,رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله وعلى آله و صحبه اجمعين اما بعد فيقول ابوالحسين نورى عفى عنه اجازنى بالسلسلة البديعية المدارية جدى ومرشدى السيد آل الرسول الاحمدى قدس سره عن الحضرة اچھے میاں صاحب عن السيد حمزه عن السيد آل محمد صاحب عن صاحب البركات المارهروى عن السيدالشاه فضل الله الكالفوى عن ابيه السيد احمد عن جده السيد محمد صاحب عن جمال الاولياء عن الشيخ قيام الدين عن الشيخ قطب الدين عن الشيخ السيد جلال عبد القادر عن السيد مبارک عن السيد اجمل عن العارف الاجل الكامل الا كمل مولانا بديع الحق والملة والدين المدار المكن فورى رحمة الله تعالى عليه عن عبدالله الشامى عن الشيخ عبدالاول عن الشيخ امين الدين عن امير المومنين مرتضى على كرم الله وجهه الكريم عن سيد المرسلين محمد صلى الله تعالى عليه وسلم.**

(مکتوب سید العلماء ص ۷)

حضرت احسن العلماء اور سلسلۂ مداریہ: احسن العلماء حضرت سیّد شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی قدس سرہٗ (۱۳۴۵ھ/۱۴۱۶ھ) جنھوں نے سلسلۂ قادریہ



برکاتیہ کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے آپ نے اسلام وسنیت کے فروغ کیلئے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی تھی ہزاروں علماء وصوفیاء آپ کے خلفاء ومریدین کے زمرے میں داخل ہوئے اور آپ کے حسنات وبرکات سے مستفید ومستفیض ہوئے۔ آپ کو جہاں دوسرے سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی سلسلہ مداریہ جدیدہ وقدیمہ میں بھی ماذون ومجاز تھے۔ تاج العلماء جناب سیّد شاہ محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ نے اور آپ کے والد ماجد نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ آپ (محمد میاں صاحب )فرماتے ہیں میں نے برخوردار نورالابصار سیّد حافظ مصطفیٰ حیدر حسن میاں سلمہ اللہ تعالیٰ کو جملہ سلاسل خاندانی قدیمہ وجدیدہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وبدیعیہ مداریہ ومنامیہ علویہ اوراویسیہ جلیلیہ وبرکاتیہ ومنوریہ ورزاقیہ وآل رسولیہ کی ونیز جملہ اعمال واوراد واذکار واشغال واوفاق ۔۔۔۔ ودیگر ادعیہ خاندانی کی ان سب طریقوں سے جو فقیر حقیر کو اپنے حضرت مرشد برحق امام المرشدین قبلہ وکعبہ والد ماجد اور اپنے حضرت نانا صاحب نورالعارفین قبلہ سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب اور حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدست اسرارہم العزیز سے بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہیں اجازت نامہ وخلافت عامہ وخاصہ دی اور ان سب سلاسل میں بیعت لینے کا مجاز وماذون کیا۔

(بیادحضرت احسن العلماء سیّد شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہٗ، اہلسنت کی آواز صفحہ ۱۹۳/۱۹۴/خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان خصوصی شمارہ آپ کے محضر سجادگی کی نقل ہیں)

حضرت محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ کا فرمان اس طرح نقل ہے آج سے عزیزی موصوف (سیّد مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی) سلمہ اللہ تعالیٰ

میری طرح حضرت سیّدی مرشدی و والدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور خود میرے سجادہ نشین ہیں اور حضرت سیّدی و مرشدی و والدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عزیز موصوف سلمہ اللہ تعالیٰ کو بیعت و اجازت وخلافت سلسلہ عالیہ قادریہ ودیگر سلاسل برکاتیہ سے حاصل ہے نیز اس فقیر نے بھی ان کو جملہ سلاسل عالیہ قادریہ و چشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ و بدیعیہ مداریہ جدیدہ وقدیمہ و جملہ اوقاف واعمال واوراد وو افکار ودیگر برکات حضرات اکابر کرام برکاتی قدست اسرارھم کی اجازت وخلافت عامہ وخاصہ آپ سے پیشتر دے دی اور اس کا وثیقہ علیحدہ تحریر کر کے دے دیا ہے۔۔
فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی خادم سجادہ غوثیہ برکاتیہ آل احمد مارہرہ مطہر بقلم خود (اہلسنت کی آوازی ص۱۹۵/ ۱۹۶ر)

## حضرت سیّد اویس میاں بلگرامی کا شجرہ مداریہ

حضرت مولانا حافظ وقاری سیّد اویس مصطفیٰ قادری واسطی دامت برکاتہ القدسیہ جو اس وقت زیب سجادہ بلگرام شریف ہیں والد ماجد کا نام سیّد شاہد حسین واسطی ہے آپ کی پیدائش ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۷ء میں ہوئی ۱۹۹۲ء میں درجات فضیلت کی ڈگری جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج ضلع امبیڈکر نگر سے حاصل کی آپ کے بڑے والد سیّد شاہ زین العابدین سے شرف بیعت حاصل ہوئی ۱۹۹۰ء میں سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ میں مرید ہوئے ۱۹۹۱ء میں ۱۴۱۲ھ میں سارے سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی بعد میں ۲۶/ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۲ء کو سیّد ملت حضرت سیّد آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ کالپویہ قدیمہ وجدیدہ کی اجازت مرحمت فرمائی حضرت اویس میاں مخدوم ملت دامت برکاتہم کو ان مشائخ کے



سلسلوں کی خلافتیں حاصل ہیں حضرت سیّد محمد چشتی صاحب الدعوۃ الصغرہ فاتح بلگرام حضرت سیّد محمد قادری بلگرامی حضرت میر سیّد لطف اللہ شاہ لدھا بلگرامی صاحب البرکات سیّد شاہ برکت اللہ قادری عشقی حضرت سیّد شاہ عبدالرزاق قادری بانسہ شریف حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اس طور سے آپ کو جن مشہور سلاسل کی اجازتیں اور خلافتیں حاصل ہوئیں ان کی تفصیل یہ ہے سلسلہ قادریہ میں پانچ سلسلے سلسلہ چشتیہ میں تین سلسلے سلسلہ سہروردیہ میں دو سلسلے سلسلہ نقشبندیہ میں تین سلسلے یہ کل تیرہ سلسلے ہوئے اور چودھواں سلسلہ بدیعیہ مداریہ لطفیہ کالپویہ ہے (دائرہ قادریہ بلگرام ص۲۹۴ ڈاکٹر ساحل سہسرامی علیگ)

## مفتی احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور سلسلہ مداریہ

فاضل بریلوی کی ذات دور حاضر کے علماء کیلئے محتاج تعارف نہیں ہے وہ سلسلۂ رضویہ کے امام اور بانی ہیں۔آپ کو مشائخ طریقت کے کم از کم تیرہ سلسلوں میں اجازت وخلافت حاصل تھی اور ان سلاسل میں دوسروں کو بھی اجازت وخلافت دینے کے ماذون ومجاز تھے جیسا کہ ان کی کتاب الاجازات المتینہ کی عبارت سے ظاہر ہے ان کو جن سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل اس طرح ہے (۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اہدایہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منصوریہ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ (۹) سہروردیہ فضلیہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعہ (۱۳) علویہ منامیہ وغیرہ وغیرہ
(مشائخ قادریہ رضویہ ص ۳۹۹ر)

واضح ہو کہ بارہ نمبر کا سلسلہ بدیعہ سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ ہی ہے جیسا کہ

سلسلۂ برکاتیہ کے بزرگوں کی تحریروں سے ظاہر ہے۔سلسلہ کی اجازت وخلافت کا ذکر وہ اپنی کتاب الاجازات المتینہ میں اس طرح کرتے ہیں''

# فاضل بریلوی کوسلسلہ مداریہ کی خلافت واجازت

**خامسا اجزتكم بجميع سلاسل الطريقه الانيقه اللتى انا مجاز بهاو ماذون فيهابالا ستخلاف لا رشاد الخليفة وهى الطريقة العليه العاليه القادرية البركاتية الجديدة والى ان قال و السلسلة البديعيه يعنى** طریقت کےان تمام دل پسند سلسلوں کی بھی اجازت دیتاہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے۔جن میں کسی کو اپنا قائم مقام، جانشین کرنے کا صاحب خلافت کے ارشاد کے مطابق میں ماذون ہوں وہ سلاسل طریقت یہ ہیں (۱) **طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ الی ان قال السلسلة البديعية.**

**الاجازات المتينة لعلمأ بكه و المدينه**

(علمائے حرمین کیلئے اجازت نامہ تصنیف مولانا احمد رضا خاں بریلوی مترجم۔علامہ محمد احسان الحق قادری رضوی لائل پورص۸۲/۸۳مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی )

**اجزته بجملة سلاسل الطريقه اللتى انا مجاز بهامن الطريقه العليه العاليه القادرية البركاتية الجديدة القديمه الى ان قال والسلسلة البديعية.**

میں نے انہیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دی جن کی مجھے اجازت ہے۔(۱) طریقت عالیہ قادر یہ برکاتیہ جدیدہ (۱۰) سلسلۂ بدیعیہ (ص۳۶/۳۹)

**وكذالك اجزته بجميع سلاسل الطريقة اللتى انا مجاز بها**



**ماذون فيها كا لطريقة العلية العالية القادرية البركاتية الجديدة والقادرية الآبائيه القديمة والقادرية الا هدليه والقديمه الرزاقيه والقادريه والچشتية النظامية القديمة والچشتية الجديدة والسهروردية الواحدية والسهروردية الفضيلية والنقشبندية ابى العلائية نسبة الى المولىٰ السيد الكريم ابى العلاء الاكبر آبادى والسلسلة البديعية والعلوية المنامية.**

میں انہیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت ہے اور خلیفہ بنانے کا اذن ہے وہ سلاسل طریقت یہ ہیں (۱) طریقۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اهدلیہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منوریہ (۲) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ (۹) سہروردیہ فضیلیہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ (جو حضرت سید کریم اکبرآبادی کی طرف منسوب ہے) (۱۱) سلسلہ بدیعیہ۔(۱۲) علویہ منامیہ

(الاجازات المتینہ ص۱۰۰/۱۰۱)

# سلسلۂ مداریہ میں بیعت وخلافت اور خانوادہ مارہرہ مطہرہ

سلسلہ بدیعیہ مداریہ میں بیعت وخلافت ہر قرن وہر صدی میں متواتر ومشہور رہی ہے۔سیرت وسوانح اولیاء کی کتابوں میں شجرات مداریہ اور حضور مدار پاک کے خلفائے کرام کے احوال تفصیل سے ملتے ہیں۔سلسلہ رضویہ کے بعض احسان فراموش لوگ اور اختلاف کو ہوا دینے والے حضرات یہ ہوا اڑا دیتے ہیں کہ سلسلہ مداریہ میں اجازت وخلافت نہیں ہے۔بلکہ اس سلسلے میں تبرکا بیعت لی جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ اوراد ووظائف کی اجازت ہی رضویہ سلسلے کے بزرگوں کو ملی ہے۔

علماء سلسلہ مداریہ کا ماننا ہے کہ چونکہ فاضل بریلوی کے مجموعہ فتاوی موجودہ فتاوی رضویہ۔ فاضل بریلوی کے وصال کے بہت بعد شدید اختلاف کے دنوں میں شائع ہوا ہے ناقلین، کاتبین یا مرتبین میں سے کسی نے اپنی طرف سے سلسلہ مداریہ کے خلاف کچھ باتیں لاحق کردی ہیں اس طرح فتاوی مصطفویہ میں بھی کتر بیونت کیا گیا ہے اور سلسلہ مداریہ سے متعلق مفتی اعظم کے فتوے میں تحریف کی گئی ہے۔

سلسلہ رضویہ کے بعض مبلغین وناشرین نے یہ مزعومہ قائم کررکھا ہے کہ امام سلسلۂ رضویہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو سلسلہ بدیعیہ مداریہ میں بیعت کرنے اور خلافت دینے کی اجازت نہیں تھی بلکہ اس سلسلہ کے صرف اذکار واشغال کی اجازت تھی۔ یہی مزعومہ مفتی جلال الدین امجدی نے بھی قائم کیا ہے اور فتاوی فقیہ ملت جلد دوئم صفحہ 412 پر تحریر بھی کیا ہے۔

مفتی امجدی کے اس مزعومہ کا تجزیہ بزرگان خاندان برکاتیہ اور خود فاضل بریلوی کی تحریروں کے آئینے میں ہدیہ ناظرین ہے اور انصاف ودیانت سے پڑھنے اور فیصلہ کرنے کی گذارش ہے۔ سب سے پہلے ہم فاضل بریلوی کے اجازت نامے کی کتاب سے یہ ثابت کرنا چاہیں گے کہ خود انہیں سلسلہ بدیعیہ مداریہ میں بیعت وخلافت کی اجازت تھی۔

فاضل بریلوی جو سلسلہ رضویہ کے امام اور اعلیٰ حضرت ہیں سلسلہ مداریہ میں بیعت وخلافت کا ذکر اپنی کتاب الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ میں اس طرح کرتے ہیں:

**خامسا اجزتکم بجميع سلاسل الطريقة الانيقة اللتى انا مجاز بها وماذون فيها بالاستخلاف لارشاد الخليفة للخليقة وهى الطريقة العلية العالية القادرية البركاتية الجلايدة الى ان قال**



**والسلسلة البديعية .**

یعنی طریقت کے ان تمام دل پسند سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے۔ جن میں کسی کو اپنا قائم مقام، جانشین کرنے کا صاحب خلافت کے ارشاد کے مطابق میں ماذون ہوں وہ سلاسل (طریقت یہ ہیں) (۱) طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) سلسلہ بدیعیہ۔ (مداریہ الاجازت المدینۃ الملقب بہ علمائے حرمین کے اجازت نامے مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ صفحہ 83/82، فاضل بریلوی کے اجازت نامے کی عبارت میں یہ عبارت اہل علم بہت غور سے دیکھیں۔

**انا مجازبها و ماذون فيها بالاستخلاف لارشاد الخليفة للخليقة**

اس عبارت نے تو مفتی امجدی کے مزعومے کی شہ رگ کاٹ دی ہے۔ عبارت میں **اجزتکم بجميع سلاسل الطريق الانيقة** کے ضمن میں دل پسند سلسلوں میں سلسلہ مداریہ بھی شامل ہے جس سے ظاہر ہے کہ دیگر سلسلوں کی طرح سلسلہ مداریہ بھی ایک مکمل مستقل سلسلہ طریقت ہے۔ جس طرح اور چاروں سلسلے ناقص اور عیبی نہیں ہیں انہیں کی طرح سلسلہ مداریہ بھی بے عیب ہے۔

**وانا مجاذبها وماذون فيها بالاستخلاف لارشاد الخليفة للخليقة** کی قید لگا کر اس مقام پر فاضل بریلوی نے اپنے مافی الضمیر اور منشاومراد کو صاف واضح فرمادیا ہے۔ اور ظاہر کردیا ہے کہ سلاسل مذکورہ میں بشمول سلسلہ بدیعیہ مداریہ کسی کو اپنا خلیفہ وقائم مقام بنانے کی مجھے اسی طرح اجازت واذن حاصل ہے جیسا کہ ایک خلیفہ دوسرے کو خلافت دیتا ہے۔ اتنی صراحت کے باوجود بھی اگر اب بھی کوئی یہ کہتا ہے کہ فاضل بریلوی کو سلسلہ بدیعیہ مداریہ میں بیعت کرنے اور خلافت دینے کی اجازت نہیں تھی بلکہ صرف اورادواشغال کی اجازت تھی

تو بلاشبہ یہ فاضل بریلوی کے دینی وادبی شعور پر انگلی اٹھاتا ہے۔ علمائے ذی فہم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوگی۔

اسی الاجازات المدینۃ ص101/100 پر خود فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ میں انہیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت ہے اور خلیفہ بنانے کا اذن ہے وہ سلاسل طریقت یہ ہیں (ا) طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدیہ۔ (۱۱) سلسلہ بدیعیہ۔

فاضل بریلوی صاف صاف اقرار فرماتے ہیں کہ طریقت کے ان تمام سلاسل میں مجھے خلیفہ بنانے کا اذن ہے لیکن مفتی امجدی اوران جیسے کچھ حضرات عناداً مداریہ سلسلہ کی مخالفت میں کہہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی کو سلسلہ مداریہ میں بیعت کرنے کی اجازت وخلافت نہیں تھی۔ اسے قائل کے منشاء ومراد کے خلاف اپنی ضد منوانے کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ علمائے دین مفتی امجدی کے دامن تزویر میں آنے کے بجائے فاضل بریلوی کی عبارتوں کے مقاصد کو بحال کریں گے۔ ارباب فکر ودانش اور علماء خیر پر یہ بات بھی مخفی نہیں ہوگی کہ اوراد ووظائف کی اسناد کو طریقت وتصوف میں شجرہ وسلسلہ نہیں کہا جاتا ہے۔ شجرہ وسلسلہ کچھ اور ہے اور اسناد اوراد واشغال کچھ اور ہیں۔

خاندان برکاتیہ کے بزرگوں نے بڑی دیانت داری کے ساتھ اس امر کو واضح فرمایا ہے اگر انہیں سلسلہ میں بیعت کرنے کی خلافت ملی ہے تو صاف لفظوں میں اسے تحریر فرمادی ہے اور اگر کہیں محض اوراد واشغال کی اجازت ملی ہے تو اسے بھی نقل کردیا ہے۔ آگے ملاحظہ ہو 1333 ہجری کی تالیف مدائح حضور نور المشہور بہ تذکرہ نوری جو فاضل بریلوی کی وفات سے تقریباً سات سال پہلے لکھی گئی ہے جس کا عربی نام تنویر العین من کنز مدائح السید ابی الحسین ہے۔ کتاب کا مؤلف



قاضی غلام شبر قادری بدایونی ہیں۔ اور جدید ترتیب کار شہید بغداد جناب اسید الحق قادری بدایونی ہیں۔

واضح ہو کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری نے اپنی کتاب حیات اعلیٰ حضرت میں ایک اخبار کا تراشہ نقل کیا ہے کہ مولانا مفتی حاجی قاری شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی نے ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء یوم جمعہ کو دو بجے انتقال فرمایا مرحوم ایک عرصہ سے علیل وہ کمزور رہتے تھے۔
(حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ پور بندر جلد دوئم صفحہ 590)

اس تحریر سے ثابت ہے کہ تذکرہ نوری نامی کتاب فاضل بریلوی کی حیات میں ہی لکھی جاچکی تھی کتاب کا مؤلف فاضل بریلوی کا ہم عصر تھا۔ مؤلف تذکرہ نوری اپنے مرشد اجازت وخلافت کی خلافت واجازت کی سند اس طرح نقل کرتا ہے۔

# نقل سند خلافت واجازت حضور قدس سرہ

## اللہ ولا سواہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

**الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ اجمعین.**

می گوید فقیر حقیر آل رسول احمدی کہ چوں نور دیدہ وسرور سینہ قرۃ عینی وفواد قلبی۔ سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب طول عمرہ وزید قدرہ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مداریہ، قدیمیہ وجدیدہ وقادریہ رزاقیہ وعلویہ منامیہ۔ وہم اجازت جملہ اذکار واشغال واوراد معمولہ خاندان برکاتی بہ ہیچ کہ

فقیر را از جناب عموی و مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے صاحب انار اللہ تعالیٰ برہانہ وہم از جناب ابوی وقبلہ گاہی حضرت سید آل برکات ستھرے صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ اجازت رسیدہ است دادم ومجاز وماذون گردانیدم ہر کسے کہ ارادۂ بیعت نماید ومرید شود اوراداخل سلسلہ عالیہ نمایند ومرید کنند وموافق استعداد اوازذکر وشغل۔ وورد خاندانی مامور سازد۔

**والمسؤل من الله سبحانه الاستقامة على جادة اكابره تلك الطريقة والله المستعان وعليه التكلان تحرير تاريخ دوازدهم ربيع الاول ۱۲۶۷ھ ۱۵/ جنوری ۱۸۵۱ء.**

# آل رسول احمدی

(تذکرہ نوری ص ۱۵۰، مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی)

علماء کرام اس سند کو بغور پڑھیں یہی وہ سند خلافت ہے جو بعد میں فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت کو پہنچی ہے اس سند سے ایک بات تو یہ صاف ظاہر ہوئی کہ فاضل بریلوی کی پیدائش سے پہلے ان کے پیر خانہ میں سلسلہ مداریہ قدیمہ وجدیدہ کی خلافت بیعت اسی طرح جاری وساری تھی جس طرح اور سلسلوں کی خلافت بیعت جاری تھی اور قدیمہ وجدیدہ کی اصطلاح سے جو واقف ہیں وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ خاندان برکاتیہ میں سرکار سید ابوالبرکات کے اجداد گرامی کو بھی سلسلہ مداریہ کی خلافت حاصل تھی اور سرکار ابوالبرکات کے پیر خانہ یعنی اہل کالپی کو بھی سلسلہ مداریہ کی خلافت حاصل تھی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خاص خلافت بیعت کی سند ہے نہ کہ اوراد ووظائف کی جیسا کہ مفتی امجدی نے گمان فاسد کیا ہے۔

ناظرین وقارئین! دیکھیں! خود ناقل سند خلافت ومؤلف کتاب کیا فرماتے



ہیں؟

آپ رقمطراز ہیں: علاوہ اس سند کے جو خاص خلافت سے متعلق بروز جشن ولادت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خلافت ہوئی تھی۔ (تذکرہ نوری ص ۱۵۱)

دوسری بات یہ ثابت ہوگئی کہ سرکار نوری کو سلاسل خمسہ مذکورہ کی سند خلافت ان کے پیر ومرشد نے الگ دی تھی اور جملہ اذکار واشغال واوراد معمولہ خاندان کی اجازت الگ دی جیسا کہ سند کی عبارت سے صاف ظاہر ہے اتنی صاف ستھری پیر خانہ کی وضاحت کے بعد بھی یہ کہنا کہ سلسلہ مداریہ میں بیعت کرنے کی خلافت واجازت نہیں تھی بلکہ صرف اوراد واشغال کی اجازت تھی دن کے اجالے میں آنکھ میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے بلکہ اپنے پیروں کو جھٹلانے اور ان کی منشاء ومراد سے پھر جانے کی دلیل ہے۔ مجھے امید ہے کہ انصاف پسند علماء کرام اپنی عدالت میں انصاف کا سرا اونچا کریں گے۔

تذکرہ نوری میں جو فاضل بریلوی کے زمانے کی تالیف ہے صاف صاف مرقوم ہے کہ سرکار سیدنا ابوالحسین نوری کو سند خلافت سلاسل خمسہ مذکورہ میں ۱۲۶۷ھ میں عطا کی گئی اور اوراد ووظائف اور اشغال واعمال کی اجازت ۱۲۷۵ سے ۱۲۸۰ ہجری کے درمیان دی گئی۔ ملاحظہ ہو حضرت سیدنا ابوالحسین نوری کی نجی ڈائری۔

مؤلف تذکرہ نوری قاضی غلام شبر قادری بدایونی تحریر فرماتے ہیں کہ ”مرشد کے بیاض شریف دستخطی میں ارقام ہے:

در ۱۲۶۷ ہجری دوازدہم ماہ ربیع الاول این فقیر مسمی سید ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب بدست حضرت پیر ومرشد جدی سید شاہ آل رسول احمدی مدظلہ العالی مرید شد و بامر خلافت مامور شد وشب ہفدہم ماہ مذکورہ سنہ مذکور پیر ومرشد برحق

برمسند سجادہ نمایندہ از دست مبارک خود روپیہ نذر گزرانیدند و جائے نشین خود نمودند۔ ہماروز فیض باطنی پیرو مرشد تعلیم رسید۔ وسال المعظم ۱۲۷۵ھ (۱۸۵۹ء) میں دعوت سورہ واقعہ چہل اسماء حیدری و اسمائے اصحاب کہف و اسم بدوح و حزب البحر او ۱۲۷۵ میں بماہ شعبان عمل شجر زر اور ۱۲۷۵ھ بماہ ذیقعدہ دعوت **اللہ لطیف بعبادہ** اور ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۶/۵۷) میں سیفی کلاں اور ۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) ماہ صفر میں عمل چہار شنبہ اور ۱۲۷۹ھ (۱۸۶۳ء) بمشخ، قرشیہ، برہتی، واقعہ صلوۃ الختام اور ۱۲۸۰ھ میں ماہ شوال میں بانت العظمت وسی وسہ آیت ونود و ونہ نام اور حروف تہجی شامل وظیفہ حضور ہوئے۔

لیجئے! اب تو تاریخ بتاریخ وضاحت ہوگئی کہ سلاسل خمسہ بشمول سلسلہ مداریہ کی خلافت بیعت کی اجازت بارہ سو سڑسٹھ ۱۲۶۷ھ میں ہی ہوگئی تھی۔ اور اوراد و اشغال بشمول اوراد مداریہ کی اجازت آٹھ دس سال کے بعد ملی پھر بھی یہ بڑے بڑے مفتی لوگ عوام اہل سنت کی آنکھوں میں دھول جھونک کر سلسلہ مداریہ سے اپنا حساب چکارہے ہیں اور ڈھول پیٹ رہے ہیں کہ سلسلہ مداریہ میں بیعت کرنے کی اجازت و خلافت نہیں تھی بلکہ صرف اوراد و اشغال کی اجازت تھی۔ **یا للعجب! الامان والحفیظ!**

☆☆☆



# باب ہفتم

# ذکر مشائخ حسامیہ

حضور سیّدنا سیّد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے باوقار کے اسماء گرامی میں عمدۃ الواصلین زبدۃ الواصلین حضرت سیّدنا مولانا حسام الدین اصفہانی سلامتی قدس سرہ کا اسم گرامی نہایت ہی مشہور و معروف ہے۔ آپ ہندوستان کے ذی افتخار اور باوقار علماء میں سرفہرست ہیں۔ سلطان ابراہیم شرقی جونپوری کے عہد حکومت میں ذی منصب و با مقام عالم تھے۔ تحفۃ الابرار میں ہے کہ آپ بہت ہی تیز طبع دانشور تھے۔ اچانک آپ حضور سیّدی قطب المدار کی محبت میں اسیر ہوگئے۔ ہوا یہ کہ ایک مرتبہ خلوت خاص کے وقت جبکہ ہم نشینوں اور خلفاء کو بھی قرب صحبت کی مجال نہیں ہوتی تھی آپ غلبۂ شوق میں دیوانہ وار بے اختیار خلوت خانۂ قطب المدار میں داخل ہوگئے۔ حضرت قطب المدار نے ارشاد فرمایا، اے فلاں! کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہونچا۔ حضرت حسام الدین قدس سرہ نے عرض کیا حضور! اس وقت میں ادب سے کام لیتا تو یقیناً اللہ کے جمال سے محروم رہ جاتا۔ اب جبکہ میں نے ادب کو ترک کردیا خدا تک رسائی ہوگئی۔

حضور سیّدنا قطب المدار اس جواب سے خوش ہوئے، ارشاد فرمایا، سلامتی سلامتی!! یہ لقب اس دن سے آپ پر چسپاں ہوگیا

سلامتی نشوی تا ملامتی نشوی

حضرت مولانا حسام الدین سلامتی کو ہی یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ نے حضور سیّدنا قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔ آپ کے بڑے بڑے خلفائے باوقار ہوئے جنہوں نے فیضان مداریت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔ انہیں خلفائے

ذوی الاحترام میں سے حضرت شیخ محمد علی عرف علاؔ یا علاء الدین معروف بہ اعلیٰ قدس سرہ ہیں جو شیخ قاضن شطاری کے لقب سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ سے حاجی حمید الدین بن شمس الدین نے اور ان سے نعمت اللہ چشتی نے اور ان سے شیخ قاسم صدیقی نے فیضان مداریت حاصل کیا۔

حضرت مولانا حسام الدین سلامتی رضی اللہ عنہ کا وصال کا قطعہ تاریخ یہ ہے

قطب فلک جہان جبروت
پیرش قطب المدار عالم
آں شاہ حسام دین و دنیا
پیدرش حسن است حسینی الاصل
القصہ نہم ربیع الاول
تاریخش راچنیں خردگفت
لاہوت معارف منیعہ
دادش زسلامتی ذریعہ
کش ہشت مناقب رفیعہ
او بودہ درا صفہان ضیعہ
چوں رفت بجنت وسیعہ
اوبودہ خلیفۂ بدیعہ
۸۴۰ھ



(تذکرۃ المتقین ص ۱۵۴)

## حضرت مولانا وجیہہ الدین گجراتی پر فیضان مداریت

حضرت مولانا وجیہہ الدین ثانی گجراتی قدس سرہ جو اپنے وقت کے تاجدار علم وفن اور زبدۂ مشائخ زمن تھے۔ آپ کا سلسلۂ بیعت وخلافت صرف چار واسطوں سے حضور اسوۃ المحققین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا حسام الدین سلامتی سے جاملتا ہے۔ تقریباً ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال ہے۔

## سلسلۂ قلندریہ پر فیضان مداربیت

حضرت حافظ اعلی انور قلندر قدس سرہ جو شاہ علی اکبر قلندر کے خلف اکبر ہیں اور خلیفہ وجانشین ہیں شاہ تراب علی کاکوری قلندر کے شاہ تراب علی قلندر ابن شاہ محمد کاظم اپنی کتاب اصول المقصود میں رقم فرماتے ہیں۔

بعد حمد خالق ارض وسما ہم
ہم پس از نعت محمد مصطفےٰ
می کشم در نظم سلک دل پذیر
مجملاً نام ہمہ پیران پیر
کاندراں جملہ زلطف کارساز
ازدو شاہنشاہ گرویدم مجاز
اولا از والد خود بالیقین
آں شہ کاظم رئیں العارفین
کوز طفلے کرد ماراتر بیت

درشریعت ہم طریقت معرفت
بعد ازاں از شاہ مسعودولی
جانشین سیّد باسط علی
کومرا ازلطف خود بگرفت دست
بیعتش کردم کہ اوپیر من است
فیضیاب از باسط اندآں ہردوشاہ
یک خلیفہ یک خلف بے اشتباہ
ابتدازنام باسط زیں سبب
گویم اندرجملہ شجرہ بے تَعَبْ
حاجت تکرار نام پاک شان
نیست درہر سلسلہ من بعد آں
نام ہر ایک را بترتیب از تراب
یادگیر ودرج کن اندرکتاب

## شجرۂ مداریہ

شاہ باسط شیخ الہد یہ امام
شیخ فتح و مجتبٰی پیر ھمام
عبد قدوس است و ہم حاجی بڑھن
شیخ امین الدین باشد بعد ازاں
ہم ابوالفتح است مسکین درسخن
ہم علمبردار سلطان زماں



شیخ قاضن ہم حسام الدّین امام
ہم بدیع و بویزید نیک نام
بعدازاں صدیق اکبر راہبر
ہم امام دوسرا خیر البشر
ایں اصول سبعہ راکردم بیاں
شعبۂ وفرعند دیگر غیرازاں
جملہا را والد و پیر م مجاز
گشتہ ام من ہم بہر یک سرفراز
دیگر از اولاد شاہ مجتبٰی
شاہ عبد اللہ نامی پیشوا
نیز ہرایک رااجازت یافتم
ازپئے تلقیں خلافت یافتم
اوز عم خویش رحمٰن نامور
از الہدیہ شدہ او مشتہر
مولوی معنوی در منظومہ مختصرہ
بدیں معنی اشارت کردہ گفتہ اند
نیز عبدالقدوس عبد سلام
از بڑھن حاجی از حسام ھمام
اوز بوالفتح اوز قاضن داشت
آنچہ قطب المدار در وے کاشت
بامدار یہ روز وشب باشیم
بدوپیوستہ چوں دولب باشیم

۹۷۰ھ مطابق ۱۵۶۲ء

# حضرت محمد غوث گوالیاری رحمہ الباری کا شجرۂ مداریہ

حضرت حاجی حمیدالدین شاہ عرف شیخ محمد غوث گوالیاری جو گوالیار مدھیہ پردیش کی زیب وزینت اور شان وشوکت ہیں اہل اللہ میں آپ کا مقام بہت اونچا ہے۔ اکابر اولیاء اللہ نے آپ کی عظمت شان کو بیان فرمایا ہے۔ سلسلۂ مداریہ میں آپ کو نسبت واجازت حضرت شیخ ہدایت اللہ سرمست قدس سرہٗ ۱۵۳۹ء/۹۴۶ھ سے ہے ان کو نسبت واجازت حضرت شیخ قاضن شطاری مداری قدس سرہ سے ہے ان کو نسبت واجازت حضرت شیخ حسام الدین سلامتی قدس سرہ القوی سے ان کو نسبت و اجازت حضور سیّدنا سیّد بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس اللہ سرہ سے ہے۔
(تذکرۃ المتقین ص ۱۵۹)

حضرت سیّدنا سیّد شاہ محمد غوث گوالیاری نے اپنی تصنیف اوراد غوثیہ میں جن سلاسل سے استفادہ کیا ہے ان کا تذکرہ اس طرح کیا ہے چشتیہ فردوسیہ، سہروردیہ، قادریہ طیفوریہ خلوتیہ، ربانیہ، مداریہ، وغیرہ

# حضرت عیسیٰ فقیہ پر فیضان مداریت

حضرت شیخ عیسیٰ فقیہ صوفی محدث مفتی گوپاموی جو دسویں صدی کے اجلہ اکابر میں سے ہیں فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی صوفی صافی مزاج کے بزرگ ہیں آپ پر بھی مداریت کے فیوض و برکات کی بارش ہوتی ہے آپ کا شجرۂ مداریہ اس طرح سے ہے،، شیخ عیسیٰ فقیہ محدث گوپاموی، علامہ وجیہہ الدین گجراتی، شیخ محمد غوث گوالیاری حضرت حاجی ظہور، حضرت ابوالفتح ہدایت اللہ



سرمست، حضرت قاضی قاضن، حضرت مولانا حسام الدین سلامتی، حضرت قطب الاقطاب سیّد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ، حضرت طیفور شامی حضرت امین الدین شامی الخ۔ (تذکرۃ المتقین ص ۱۵۹)

# شجرۂ مداریہ شاہ امین الدین

مخدوم الملک حضرت یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین بہار کو شرف وحیات عطا فرمایا جو آسمان ولایت کے ماہ منیر اور مہر منور بھی ہیں اور باغ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گل تر بھی ہیں جن کے پوتوں اور نواسوں کی فہرست میں سیّد احمد چرم پوش اور سیّدنا غلام حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی جلیل القدر ہستیاں آج بھی سرزمین بہار کی پیشانی کی زینت ہیں۔ حضرت مخدوم الملک نے اپنی حیات ظاہری میں اپنے مرید وخلیفہ نوشتۂ توحید سے ارشاد فرمایا تھا کہ کتاب عوارف المعارف تمہیں قطب المدار زندہ شاہ مدار ہی پڑھا سکتے ہیں۔ جونپور جاکر ان سے شرف تلمذ حاصل کرو اور قطب المدار سے عوارف المعارف پڑھ کر اہل معرفت بن جاؤ۔ سلسلۂ مداریہ کا فیضان آپ پر آپ کے مریدوں پر اور آپ کی خانقاہ شریف کے سجادہ نشینوں پر عام ہوا چنانچہ امین الدین احمد سجادہ نشین خانقاہ حضرت مخدوم الملک یحییٰ منیری قدس سرہ اپنی کتاب سلسلۃ اللآلی مطبوع مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں اپنا اور اپنے بزرگوں کا شجرہ مداریہ اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

بہ آں فرمانروائے قاب قوسین
محمد دوستدار قرۃ العین
بہ ممدوح خدا صدیق اکبر
بزرگ از جملہ یاران پیمبر

بہ ابوالخیر آں کہ شاہ صادقین است
علم بردار ختم المرسلین است
بقطب دو جہاں طیفور شامی
بسے را مایۂ یحی العظامی
بہ عالی بارگاہ ذات اقدس
ربیع آں ساکن بیت المقدس
بعبد اللہ مکی کاندر آئیں
گدایانش چو شاہاں وسلاطیں
بہ پیر سجدہ گاہ اہل عرفاں
بدیع الدّین مدار اہل ایماں
بہ آں شاہ حسام الدین پر ازنور
کہ در عالم فتاد از رفعتش شور
بہ آن از لوث دنیا پاکدامن
شہ فردوس مسکن شاہ قاضن
بہ شیخی بادہ توحید در دست
شہ ابو الفتح دوراں پیر سرمست
بہ آں حاجی حمیدآں صاحب دل
سپہر معرفت را بدر کامل
بہ سرانداز غوث سالک راہ
شہ عبدالسلام آں شاہ ذی جاہ
بہ آں سید نصیر الدین کہ عالم
از وجو یند نصرت جملہ باہم



بآں سیّد تقی کنزا تقایش
خلائق جملہ مشغول نیایش
بوقت پاک صاحب حالت و قال
نظام الدّین بزرگ کامل الحال
بآ ھادی کش اہل اللہ دانند
بنامش خلق اہل اللہ خوانند
بشیخ وقت سلطان الحقیقت
محمد جعفر آں پیر طریقت
بہ خوش خلقے کہ در لفظ مسمیٰ
خلیل الدّین خلیل اللہ بمعنیٰ
بہ منعم کوز فضل منعم پاک
نعمہائے فراواں کردہ ادراک
بہ محبوبیکہ چشم جاں برویش
حسن شد با علی نام نکویش
بشیخ دیں کہ در عالم ولی شد
معرف حضرت یحیٰ علی شد
بآں اشرف علی فردوس مسکن
کہ اشفاق و کرم را بود مخزن
بہ پیر من جمال آں نور سیما
کہ آمد در کمال فقر یکتا

(تذکرۃ المتقین صفحہ ۱۶۰/۱۶۱)

# تاج الشریعت سیّد محمد شہباز بھاگلپوریؒ پر سلسلۂ مداریہ کا فیضان

شیخ العالم حضرت مولانا سیّد شہباز محمد بھاگلپوری ۹۵۶ھ میں صوبہ بہار کے قصبہ دیورہ میں پیدا ہوئے آپ شیخ سیّد کمال الدین حسینی ترمذی کی نسل سے ہیں سلسلہ نسب علامہ عبدالحئی لکھنوی نے ۔نزھتہ الخواطر جلد ۵ ص ۱۶۹؍ پر اس طرح درج کیا ہے۔شیخ عالم فقیہہ زاہد شہباز ابن محمد بن خیر الدین بن علی بن علی بن اسمٰعیل بن اسحاق بن سعدی بن یعقوب بن محمد بن محمود بن مسعود بن شیخ احمد حسینی لاہوری۔

آپ کو بیعت ورادت شاہ یٰسین سامانی محدث سے حاصل ہوئی ۹۸۵ھ میں ۳۰؍سال کی عمر میں دیورہ سے بھاگلپور منتقل ہوگئے اور یہیں علم وادب اور سلوک ومعرفت کی محفل سجائی آپ کی انجمن تصوف وتزکیہ سے پورا بہار ہی نہیں پورا ہندوستان مستفیض ہوا۔ ۱۰۵۰ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ گنج ارشدی میں ۱۰۶۰ھ سن وصال تحریر ہے لیکن ۱۰۵۰ھ کا قول زیادہ صحیح ہے۔جیسا کہ الدرالمنثور میں درج ہے ۹۵۶ھ سے ۹۶۸ھ تک کی سکونت اساس دیورہ میں رہی۔

آپ نے اپنے والد گرامی مولانا سیّد محمد خطاب قدس سرہ اور قاضی القضاۃ مولانا مفتی قاضی شاہ محمد عباسی دیوروی سے جملہ علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی۔

۱۵؍سال کی عمر میں جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ پر دسترس حاصل کرلیا مگر علمی پیاس نہ بجھی پھر جون پور اور قنوج میں رہ کر حصول علم فرمایا۔

۹۷۰ھ میں مکہ معظّمہ کا سفر فرمایا اور خاتم المحد ثین علامہ ابن حجر مکی کے درس حدیث میں شامل ہوگئے ۹۷۵ھ میں حج فرمایا ۹۸۵ھ میں بشارت نبوی کے تحت بھاگلپور واپس آئے۔ اور بھاگلپور کو سر چشمۂ علوم مصطفویہ بنایا۔آپ بلند پایہ فقیہ، بے مثال محدث اور یکتائے روزگار صوفی عالم تھے۔



آپ کا دور عہد جہانگیری کا دور ہے دور شاہجہانی میں بھی آپ کی عظمت کا سکہ رائج الوقت تھا۔آپ کا فیضان علمی وروحانی ہندو بیرون ہند تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کی ذات جامع العلوم اور بحر السلاسل تھی۔

ہندوستان کے جملہ مشہور سلاسل کی اجازتیں وخلافتیں آپ کو حاصل تھیں سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ میں آپ کو جو اجازت وخلافت حاصل تھی اس کا نقشہ (صاحب کا ئنات تصوف) سیّد محمد اشتیاق عالم ضیاء شہبازی بھاگلپوری نے اسطرح کھینچا ہے۔

## سلسلہ مداریہ شہبازیہ

(۱) حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
(۲) حضرت امیر المؤمنین شاہ مرداں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم
(۳) حضرت سیّد الشہداء سیّدنا امام حسین علیہ السلام
(۴) حضرت شیخ ربیع مقدسی قدس سرہ۔
(۵) حضرت شیخ رفیع الدین شامی قدس سرہ۔
(۲) حضرت شیخ عین الدین شامی قدس سرہ۔
(۷) حضرت شیخ امین الدین شامی قدس سرہ۔
(۸) حضرت شیخ بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ۔
(۹) حضرت شیخ حسام الدین سلامتی قدس سرہ۔
(۱۰) حضرت شیخ محمد علاء قاضن شطاری چشتی قدس سرہ۔
(۱۱) حضرت شیخ ابوالفتح ہدات اللہ سرمست قدس سرہ۔
(۱۲) حضرت شیخ ظہور حاجی حصور قدس سرہ۔
(۱۳) حضرت شیخ حاجی حمید عرف محمد غوث گوالیاری قدس سرہ۔

(۱۴) حضرت شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ العلوی قدس سرہ۔
(۱۵) حضرت شیخ میر سیّد یٰسین سامانی قدس سرہ۔
(۱۶) حضرت سلطان العارفین بندگی مولانا شہباز محمد بھاگلپوری قدس سرہ۔
(کائنات تصوف ص ۶۹۴ مصنف سیّد محمد اشتیاق عالم شہبازی سجادہ نشین خانقاہ شہبازیہ بھاگلپور بہار)

## سلسلہ مداریہ طیفوریہ شہبازیہ

(۱) حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔
(۲) حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(۳) حضرت سیّدنا عبداللہ علمبردار مصطفےٰ قدس سرہ۔
(۴) حضرت شیخ یمین الدین شامی قدس سرہ۔
(۵) حضرت عین الدین شامی قدس سرہ۔
(۶) حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہ۔
(۷) حضرت شیخ بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ۔
(۸) حضرت شیخ حسام الدین سلامتی قدس سرہ۔
(۹) حضرت محمد شیخ علاء قاضن شطاری قدس سرہ۔
(۱۰) حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ۔
(۱۱) حضرت شیخ ظہور حاجی حصور قدس سرہ۔
(۱۲) حضرت شیخ حاجی حمید عرف شیخ محمد گوالیاری قدس سرہ۔
(۱۳) حضرت وجیہہ الدین بن نصر اللہ العلوی گجراتی قدس سرہ۔
(۱۴) حضرت میر سیّد یٰسین سامانی قدس سرہ۔
(۱۵) حضرت سلطان العارفین مولانا شہباز محمد بھاگلپوری قدس سرہ۔



# باب ہشتم

## گروہ طالبان

## حضرت قاضی محمود کنتوری خلیفہ قطب المدار

## سرگروہ طالبان آپ ہی سے جاری ہوا

## مرید ہونے کا واقعہ

ایک مرتبہ حضور سیّدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے جونپور سے کنتور جانے کا ارادہ فرمایا اور تشریف لے گئے۔ قصبہ کنتور کی مسجد میں نزول اجلال فرمایا اور اپنے رفقاء وخدام کے ساتھ شہر والوں کی جماعت کا انتظار کیئے بغیر آپ نے نماز ادا فرمالی اور اول وقت کی افضلیت کو جانے نہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد قاضی محمود اپنے تلامذہ کے ساتھ مسجد میں وارد ہوئے اور نماز ادا کر کے حضرت قطب المدار سے جماعت کیلئے انتظار نہ کرنے کی بابت آمادۂ بحث وتکرار ہوئے اور اپنی گفتگو شروع کی۔ حضور مدار پاک نے ان کے طرز کلام سے سمجھ لیا کہ مباحثہ کی آگ قاضی موصوف کے اندر گرم ہے، گفتگو لمبی ہوگئی پس اس خیال سے حضور مدار پاک نے ارشاد فرمایا کہ قاضی نے شاید کلام مجید نہیں پڑھا اور نہ ہی اس کا مطالعہ کیا ہے۔ قاضی موصوف نے عرض کیا کہ حضور میرا کلام کلامِ جلیل کے موافق ہے۔ حکم ہوا کہ قاضی کے کتب خانہ سے قرآن مجید وفرقان حمید لایا جائے۔ جب قرآن مجید سامنے پیش خدمت ہوا اور اوراق کھولے گئے تو دیکھتے ہیں کہ سارے ورق سادہ سفید ہیں

حروف دیکھنے میں نہیں آتے یہ منظر دیکھ کر حضرت قاضی صاحب حیرت میں پڑ گئے اور فکر واندیشہ میں ڈوب گئے اور عرض کیا کہ حضور! آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا، بدیع الدین! اتنا فرمانا تھا کہ قاضی موصوف کے ذہن کے دریچے کھل گئے اور ان کے والد ماجد شیخ ابوالفتح شطاری رحمۃ الباری کا مقولہ یاد آ گیا جسے انھوں نے ان کے مرید ہونے کے وقت ارشاد فرمایا تھا وہ مقولہ یہ ہے، یہ (قاضی موصوف) نصیبے کا سکندر ہے حضرت سیّد بدیع الدین قطب المدار کی ذات گرامی سے مستفیض ہوگا۔ مفضل حقیقی کی کرم نوازی سے اس کا مقدر روشن ہوگا اور ولی صاحب تصرفات بنے گا اور اس کا سلسلۂ رشد وہدایت جاری وساری رہے گا۔''

یہ خیال آتے ہی ہوش ٹھکانے لگا۔ معذرت چاہی اور عرضی لگائی کہ حضور! مجھے اپنے غلاموں کے زمرہ میں داخل فرمالیا جائے۔ حضور مدار پاک نے حکم فرمایا کہ جب تک اپنے کسی علم کو فراموش نہیں کر دیتے ہرگز داخل بیعت نہیں کرونگا۔ قاضی سر گریبان میں ڈالے محو حیرت ہیں کہ جو علم مجھے حاصل ہے اسے کالعدم وفراموش کیسے کیا جاسکتا ہے لہٰذا آپ نے اپنی عاجزی وانکساری پیش کی عرض کیا'' حضور یہ میرے بس کا کام نہیں ہے۔ حضور مدار پاک نے اپنا لعاب دہن شریف آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ ''العلم حجاب الاکبر'' کا جو پردہ ان پر پڑا ہوا تھا وہ اٹھ گیا اور طبقات ارضی وسماوی کے تمام احوال واسرار ان پر روشن ہو گئے اور حضور مدار پاک کی خصوصی عنایت یہ ہوگئی کہ آپ کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرما کر اپنی ولایت وخلافت مخصوصہ سے ممتاز فرمایا۔ آپ سے سلسلۂ مداریہ بنام طالبان مداریہ جاری ہوا۔ ہندوستان میں سلسلہ آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کا آستانہ کنتور شریف نواحی لکھنؤ میں مرجع خلائق ہے۔



# قطعہ تاریخ وفات

جناب قاضی محمود ذیشان
چوں عازم جانب ملک بقاشد
نوشتم ازسرآہ وبکا سال
فیروزآں آفتابِ اوج جا ہے
زدنیاآں معارف دستگا ہے
زدنیا آہ رفتہ دیں پنا ہے
(۸۹۸ھ)

# حضرت سید شاہ میٹھے مدار رضی اللہ عنہ

حضرت قاضی سیّد محمود کنتوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اس قدر عزیز مقبول تھے کہ سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لکھنؤ کے گروہ نواح سے گذر فرماتے تو قاضی محمود قدس سرہ پر خصوصی توجہ فرماتے۔ اپنے دیدار سے مشرف فرما کر کرامات ونوازشات کی بارش برساتے۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب نے سرکار مدار پاک کو کیف وسرور کی حالت میں دیکھ کر اپنے ارمانوں کی جھولی پھیلا دی، عرض کیا حضور! انوار محمدیہ وبرکات ومرتضویہ سے آپ نے جس طرح مجھے نوازا ہے میں اس کا بیحد ممنون ومشکور ہوں لیکن گلستان مداریت کی جس دولت وثروت سے آپ نے مجھے نوازا ہے اس کا کوئی وارث خاص پیدا ہو جاتا تو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور قلب وجگر کو سکون ملتا۔ سرکار مدار پاک نے قاضی موصوف کی پشت پر اپنا دست نورانی پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا، قاضی محمود! جاؤ اللہ

تعالیٰ تمہیں ایک بیٹا عنایت فرمائے گا جو تمہارا وارث خاص اور میرا معنوی فرزند ہوگا۔ اس کی پیدائش کی خبر مجھے دینا۔ یہ مژدہ سن کر قاضی صاحب بہت خوش ہوئے اور فوراً سجدۂ شکر ادا کیا جب مدت مقررہ پر صاحبزادے کا تولد ہوا تو سرکار مدار پاک تشریف لائے ابوالحسن میٹھے مدار نام تجویز ہوا۔ سرکار نے بچے کیلئے دعائے خیر و برکت فرمائی اور ایک تعویذ عطا کیا اور کچھ خصوصی امانت ودیعت فرمائی۔ حضرت میٹھے مدار ولایت عظمیٰ کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ سرکار کی دعا کی برکت سے آپ کی اولاد میں بڑے بڑے متبحر علماء اور اکابر اولیاء پیدا ہوئے آپ کی کرامات و حالات بحر زخار اور تحفۃ الابرار وغیرہ کتب سیر میں تفصیل سے وارد ہیں۔

سن ۹۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

## قطعہ تاریخ وفات

شاہ میٹھے مدار قبلۂ دیں
عزم فرمود چوں بخلد بریں
سال گفتش شد از سر الہام
رفت ہادی دیں بہ علیین
(۹۴۲ھ)

## شجرۂ مداریہ شاہ ذکی الدین مانکپوری قدس سرہ

شاہ ذکی الدّین مانکپوری سجادہ نشین شاہ کرم احمد حسامی کریمی مانکپوری کا شجرۂ مداریہ محمد رضا حسامی مانکپوری نے اس طرح قلم بند فرمایا ہے۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت ذات پاک وصفات عالیات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ



الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امیر المومنین امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت عبداللہ مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت بدیع الدّین شاہ مدار ابن سیّد علی حلبی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاضی محمود قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ میٹھے مدار قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ طٰہٰ مداری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ لاڈ مداری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ سلطان محمد قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قطب الاقطاب شاہ عبدالکریم مانکپوری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان بازید مانکپوری قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ دانیال قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ محمد احمد قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ محبوب عالم قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ کرم علی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ غلام چشتی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ محمد محسن قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ کرم احمد حسامی الکریمی مانکپوری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خاکپائے صغیر وکبیر فقیر ذکی الدّین سجادہ نشین مانکپوری بقلم محمد رضا حسامی الکریمی مانکپوری

(تذکرۃ المتقین صفحہ ۱۵۲)

# شجرۂ طیفوریہ مداریہ سجادہ نشینان

# خانقاہ سلون شریف ضلع رائے بریلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت احمد مجتبیٰ و مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاسم بن محمد بن امیر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز امام المومنین امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ عبداللہ مکی رضی اللہ تعالی عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت بدیع الدّین شاہ مدار ابن سید علی حلبی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز اور نیاز حضرت قاضی محمود قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ بیٹھے مدار قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ طٰہٰ مداری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ لاڈ مداری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ سلطان محمد قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت حاجی الحرمین الشریفین شاہ عبدالکریم مانکپوری قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ پیر محمد اشرف سلونی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ پیر محمد پناہ شیخ قدس اللہ سرہٗ



الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت پیر کریم عطا قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ پیر محمد پناہ عطا قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ پیر محمد حسین عطا قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ پیر محمد مہدی عطا قدس سرہٗ
محمد نعیم عطا عفی عنہ ۱۲؍ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

(تذکرۃ المتقین ص ۱۵۲)

یعنی۔ یہ شجرۂ مبارکہ خود شاہ محمد نعیم عطا شاہ قدس سرہٗ نے اپنے ہاتھ سے لکھ تذکرۃ المتقین میں شامل کرنے کے واسطے مولانا شاہ محمد امیر حسن صاحب مداری صاحب تذکرۃ المتقین کو عنایت فرمایا۔

نوٹ: مانکپور اور سلون شریف کے دونوں شجروں میں سلطان بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضور سیّد بدیع الدّین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان ایک نام حضرت عبداللہ مکی رضی اللہ تعالی عنہ کا کتابت کی غلطی سے آ گیا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ صوفیاء کے نزدیک یہ حضرت سیّدنا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ اور سیّدنا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کے خلیفہ ہیں جیسا کہ سلسلۂ مداریہ کے دوسرے شجرات سے واضح ہے۔

وَاللہ اعلم بالصواب

ان شاءاللہ تعالیٰ مزید تفصیل کتاب کی دوسری جلد میں ملاحظہ کریں گے۔۔

# مراجع ومصادر


(۱) قرآن مجید پارہ ۱۵ع ۵۔

(۲) معالم التنزیل یعنی تفسیر بغوی۔ حسین ابن مسعود بغوی۔

(۳) پ ۶، ع ۹، قرآن مجید۔

(۴) صحیح البخاری، صحیح ابن حبان شعب الایمان للبیہقی ۔

(۵) سورۂ فتح، آیت، ۱۰۔

(۶) قرآن مجید سورۃ فتح، آیت ۱۷۔

(۷) سورۂ ممتحنہ ، آیت، ۱۲۔

(۸) مشکوٰۃ المصابیح، محمد بن عبداللہ ولی الدین تبریزی حدیث 277، جلد چہارم۔

(۹) صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۲۵: مسلم بن الحجاج نیشا پوری۔

(۱۰) سورۂ فتح، آیت، ۱۷۔

(۱۱) سورہ فتح، رکوع ۸، آیت ۱۲۔

(۱۲) سورۃ الاسراء، پ ۱۵، ع ۵۔

(۱۳) معالم التنزیل یعنی تفسیر بغوی، حسین ابن مسعود بغوی، ج:۴، ص:۱۱۱، دار الکتب العلمیہ ۔

(۱۴) سورہ مائدہ، پ ۶، ع ۹۔

(۱۵) احیاء علوم الدین: امام غزالی، ج:۱، ص:۱۸۷، المطبعۃ المیمنیۃ مصر۔

(۱۶) صحیح البخاری فی کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل رقم الحدیث: ۶۴۰۸۔

(۱۷) صحیح ابن حبان، ج:۳، ص:۱۳۹

(۱۸) شعب الایمان للبیہقی ، ج:۱، ص:۳۹۹۔

(۱۹) سورہ فتح، آیت، ۱۰۔

(۲۰) سورہ فتح، آیت، ۱۷۔

(۲۱) سورہ ممتحنہ ، آیت، ۱۲۔

(۲۲) مشکاۃ المصابیح محمد بن عبداللہ ولی الدین تبریزی، ج:۴، حدیث: ۲۷۷۔

(۲۳) صحیح مسلم، ج:۲، ص: ۱۲۵: مسلم ابن الحجاج نیشا پوری۔





(۲۴) سورہ فتح، آیت، ۱۷۔

(۲۵) سورہ فتح، ع ۸، آیت، ۹۔

(۲۶) سورہ فتح، آیت، ۱۴۔

(۲۷) عوارف المعارف: شہاب الدین سہروردی قدس سرہ، ج: ص مکتبہ۔

(۲۸) رسالہ قشیریہ: ابوالقاسم قشیری، ص ۳۱۵۔

(۲۹) صحیح مسلم، حدیث ۱۸۵۱، کتاب الامارۃ / باب وجوب ملازمتہ۔

(۳۰) مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۷، ص ۲۳۴ / کتاب الامارۃ والقضاء۔

(۳۱) عواراف المعارف للسہروردی، ص ۲۲۲، مطبوعہ دہلی۔

(۳۲) سورہ انعام، آیت، ۹۰۔

(۳۳) فتوحات مکیہ۔

(۳۴) عوارف المعارف للسہروردی۔

(۳۵) سورہ حجرات، آیت، ۵۔

(۳۶) عوارف المعارف ۔ کنزل العمال ج، ۱، ص: ۲۶۷، کتاب الاذکار / رقم الحدیث: ۲۳۸۱ / دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۷) عوارف المعارف مشکل الآثار ج ۱ ص ۹۳، الحدیث: ۱۵۰۴، ابو جعفر طحاوی / دار الکتب العلمیۃ۔

(۳۸) صحیح مسلم ج، ۲، ص: ۱۳۱، صحیح بخاری کتاب التفسیر باب اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات الحدیث: ۵۲۸۸۔ باب کیفیۃ بیعۃ النساء الحدیث: ۱۸۶۶

(۳۹) الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر ص ۷۶، ج ۱ / دار الکتب العلمیۃ، امام ابی المواہب عبد الوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ۔

(۴۰) سنن ابی داؤد ج ۵، ص: ۲۷، رقم الحدیث ۴۶۴۶ / دار ابن حزم / کتاب السنۃ۔ سنن ترمذی ج ۳، ابواب الفتن رقم الحدیث ۲۲۲۶، مسند احمد رقم الحدیث ۲۱۹۲۳۔

(۴۱) صححہ البانی فی السلسلۃ الصحیحۃ ۱۷۵۰، سنن ترمذی ۳۷۱۳ وابن ماجہ ۱۲۱، ورواہ الذہبی فی تاریخ الاسلام عن زید بن ارقم ۶۲۹/۳ وصححہ ۔

(۴۲) مقدمہ مرآۃ الاسرار۔

(۴۳) لغات کشوری

(۴۴) الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر: ج۱،ص۲۷۲/المبحث السادس والعشرون باختلاف بعض الالفاظ۔ شیخ عبدالوہاب بن احمد علی الشعرانی المصری الحنفی ۹۷۳ھ/ دار احیاء التراث العربی۔

(۴۵) سورہ یونس، آیت۶۲۔سورہ بقرہ، آیت، ۳۸۔

(۴۶) سورہ بقرہ، آیت۶۲۔سورہ بقرہ، آیت، ۱۱۲، سورہ بقرہ، آیت، ۲۷۴، سورہ بقرہ، آیت ۲۷۷۔

(۴۷) سورہ بقرہ، آیت، ۲۶۲، سورہ آل عمران: ۱۶۹۔۱۷۰۔

(۴۸) سورہ آل عمران: ۱۷۱۔سورہ انعام، آیت، ۴۸۔سورہ اعراف، آیت۳۵۔سورہ احقاف، آیت۱۳۔

(۴۹) مراۃ الاسرار ص: ۲۳، عبدالرحمٰن چشتی۔سورہ نور، آیت، ۲۵۷۔سورہ بقرہ، آیت، ۲۱۴۔سورہ مائدہ، آیت، ۵۴۔

(۵۰) مشکاۃ المصابیح، سنن ترمذی ج۳، رقم الحدیث: ۳۸۵۴، الباقۃ العطرۃ فی التصوف ج۱،ص ۷۰، کشف المحجوب ج۲،ص۸۹۔فتح الباری شرح بخاری۔

(۵۱) مفہوم النبوۃ فی القرآن الکریم ص ۲۳۷، کشف المحجوب للہجویری ص: رسالہ قشیری ص: ۱۵۵، تاج العارفین ص: ۲۲۱، جنید بغدادی/دار الشروق۔

(۵۲) احیاء علوم الدین ج ۳، ص ۶۶، دار الکتب العلمیۃ کتاب ریاضۃ النفس۔الو یزید البسطامی سلطان العارفین فی القرآن الثالث الہجری ص: ۳۵/در الکتب العلمیۃ۔

(۵۳) شرح التعرف لمذہب اہل التصوف ج۱،ص۸۴، امام علاء الدین ابوالحسن علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی الشافعی المتوفی ۷۲۹۔تاریخ مدینہ دمشق ج ۶۷ ص: ۱۰۱۔امام عالم حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن ہبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر ۴۹۹ھ۔۵۷۱ھ /دار الفکر بیروت لبنان۔مناقب الابرار ومحاسن الاخیار فی طبقات الصوفیۃ ج۱،ص: ۸۲/ حسین بن نصر بن محمد المعروف بابن خمیس الموصلی المتوفی ۵۵۲ھ دار الکتب العلمیۃ۔

(۵۴) کشف المحجوب ص: ۲۳۲، علی ابن عثمان مکتبہ جمہوریت مصر عربیہ۔کشف المحجوب، عوارف المعارف۔

(۵۵) سورہ البقرہ: ۳، آیت ۲۷۳ ع ۵، سورۃ السجدۃ پ ۲۱، ع ۱۵، آیت، ۱۶۔

(۵۶) سنن ابن ماجہ حدیث ۴۱۲۶ والحاکم ۴/۳۲۲ والبیہقی ۷/۱۳ وصحہ الحاکم، مشکاۃ المصابیح، سنن ترمذی حدیث ۲۳۵۲، سنن ترمذی ۲۳۵۳ وابن ماجہ ۴۱۲۲، مسند امام احمد ۱۰۶۵۴، مشکوۃ۔

(۵۷) کشف المحجوب۔



(۵۸) ہدایۃ الاعمی ص ۹۸۔۹۹۔

(۵۹) تذکرہ غوثیہ مع ضمیمہ جدیدہ، کشف المحجوب اردو ص ۳۱۲، سنن ابن ماجہ ۲۴۲۶۔

(۶۰) حلیۃ الاولیاء احمد بن عبداللہ الاصفہانی ابونعیم وابن عساکر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۶۱) الدرالمنظم ص ۵۸۔۶۸۔۷۱۔۷۲ حافظ جلال الدین ابن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ۔

(۶۲) الدرالمنظم ص ۷۳۔۷۴۔

(۶۳) کشف المحجوب ص: ۳۱۲۔

(۶۴) فتوحات مکیہ ص: ۷۵۔کنزل العمال من قسم الاقوال ج ۶، ص ۲۳۷، جامع المسانید والسنن ج ۱۹، ص ۲۴۱، ابن کثیر القرشی الدمشقی الشافعی دار الفکر مسند امام احمد ج ۱،ص ۵۵۰، رقم الحدیث ۸۹۵/ دار الحدیث القاہرہ، تاریخ مدینۃ دمشق ج۱،ص ۱۹۹، ابن عساکر الدمشقی۔/در الکتب العلمیۃ۔

(۶۵) فضائل اورشام ص: ۳۱۹/ دار الکتب العلمیۃ، طبرانی کبیر ۱۸/۶۵، والطبرانی فی الاوسط ۵/ ۳۹، حلیۃ الاولیاء، ابونعیم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(۶۶) الدرالمنظم ص: ۵۰، الدرالمنظم۔

(۶۷) الدرالمنظم: فتوحات شیخ اکبر۔باب: ۲۷، لطائف اشرفی۔فتوحات مکیہ باب ۳۴۱۔

(۶۸) الدرالمنظم فی مناقب غوث اعظم ص: ۵۸، الدرالمنظم ص: ۶۴۔

(۶۹) مرأۃ الاسرار اردو ص: ۹۳، شیخ عبدالرحمٰن چشتی مطبوعہ جام نور دہلی۔

(۷۰) مرأۃ الاسرار اردو، ص: ۹۳

(۷۱) مطالب رشیدی ص: ۲۶۷، الدرالمنظم فی مناقب غوث اعظم۔

(۷۲) تذکرۃ العابدین ص: ۲۴۴۔

(۷۳) تفسیر روح البیان اردو ص: ۱۲، زیر آیت والجبال اوتادا۔پ عم، مترجم مولانا محمد فیض احمد اویسی مطبوعہ رضوی کتاب گھر مٹیا محل دہلی۔

(۷۴) رسالہ ابن عابدین الشامی، ص ۲۶۵۔

(۷۵) رسالہ ابن عابدین الشامی، ص: ۲۶۴۔

(۷۶) فتوحات مکیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فصل ۳۱ باب ۱۹۸، بہ حوالہ الدرالمنظم ص: ۵۰۔

(۷۷) الدرالمنظم، ص: ۶۰۔

(۷۸) لطائف اشرفی نقل از فتوحات مکیہ فصل ۳۱، باب ۱۹۸۔

(۷۹) مکتوبات مجدد ج ا،مکتوب نمبر:۱۳۵۔
(۸۰) اردو اقتباس الانوار شیخ محمد اکرم قدسی ص:۴۱،مطبوعہ جسیم بکڈ پو دہلی،زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ۔
(۸۱) مکتوبات امام ربانی جلد اول،مکتوب نمبر:۱۳۵۔
(۸۲) مکتوبات امام ربانی جلد دوم،دفتر اول چہارم،مکتوب نمبر:۲۶۰۔
(۸۳) فتوحات مکیہ،۳۳۶واں باب بہ حوالہ الدر المنظم۔
(۸۴) بحر المعانی میر جعفر مکی،بحر المعانی ص:۹۲
(۸۵) بحر المعانی،ص:۹۳۔سراج المعارف مترجم الموصوف بہ شریعت وطریقت ص:۱۱۴۔۱۱۵۔ مصنف ابوالحسنین احمد نوری مداری۔
(۸۶) النقشبندیہ مطبوعہ اخلاص وقفی استنبول ترکی،بحر المعانی،ص:۸۳۔
(۸۷) درالمعارف،ص:۲۴۳،مولانا غلام علی نقشبندی مجددی قدس سرہ،تفسیر عزیزی،ص:۱۴۱، ج،۲۔حضرت محدث عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ۔تفسیر عزیزی زیر آیت یوم ترجف الارض والجبال،پ عم،آیت ۱۴۔

(۸۸) سیرت الاشرف ج ا ص:۷۹،مرات الأسرار ص:۱۲۵۲
(۸۹) الفتاوی الحدیثیۃ ص ۳۲۲،لابن حجر ہیثمی۔
(۹۰) فتوحات مکیۃ ج ۳ ص ۱۱
(۹۱) جامع الاصول۔
(۹۲) نفحات الانس-امام عبدالرحمٰن جامی
(۹۳) مطالب رشیدی
(۹۴) ہدایۃ الاعمیٰ ص ۹۸-۹۹
(۹۵) مکتوبات امام ربانی حصہ ۴،مکتوب نمبر ۲۵۶۔
(۹۶) تذکرۃ العابدین۔
(۹۷) مطلع العلوم مجمع الفنون۔



(۹۸) مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۵۶
(۹۹) درالمعارف مطبوعہ ترکی
(۱۰۰) تفسیر روح البیان مترجم پ:عم رضوی کتاب گھر
(۱۰۲) مکتوبات امام ربانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۔
(۱۰۳) الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم۔
(۱۰۴) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف ابوالحسن نوری مارہرہ۔
(۱۰۵) شرح مقدمۃ الأصول،شیخ ابراہیم مواہبی
(۱۰۶) الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ص ۵۹
(۱۰۷) مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۱
(۱۰۸) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف سید ابوالحسن نوری مارہرہ شریف
(۱۰۹) الدر المنظم ص ۱۷
(۱۱۰) الفواتح للحسین المبیذی
(۱۱۱) درالمعارف مطبوعۃ استانبول ترکی
(۱۱۲) تذکرۃ الفقہاء ص ۶،احمد اختر گودگانی
(۱۱۳) مرات الأنساب،ضیائالدین احمد امروہوی
(۱۱۴) فصول مسعودیہ ص ۲۲۰،مسعود احمد قلندری کاکوروی
(۱۱۵) مطلع العلوم ومجمع الفنون،واجد علی خان
(۱۱۶) مدائح حضور نور ص ۱۰۸،غلام علی شبر بدایونی
(۱۱۷) خزینۃ الاصفیاج:۲ص ۳۱۱،
(۱۱۸) ماہنامہ آستانہ دہلی ص ۹۷ جون ۱۹۰۹ء
(۱۱۹) ماہنامہ المبارک کان پور مئی 2010ء
(۱۲۰) نزہۃ الخواطر ج ۳ ص ۲۸،ازمولانا عبدالحیی صاحب۔

(۱۲۱) بحر زخار جلد سوئم از وجیہ الدین اشرف فرنگی محل لکھنؤ

(۱۲۲) اسرار العارفین فی أحوال العاشقین از شبیر احمد چشتی ص ۱۵۶.

(۱۲۳) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۴، ص ۱۶۹-۱۷۰

(۱۲۴) معین الأرواح

(۱۲۵) مرات الأسرار

(۱۲۶) نزہۃ الخاطر الفاطر-عمدۃ الطالب

(۱۲۷) فتاوی رضویہ جلد دوازدہم کتاب الشتی ص ۲۲۹

(۱۲۸) مرات الأنساب ص ۱۵۷ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ

(۱۲۹) سفینۃ الأولیاء ص ۲۳۶ شہزادہ دارا شکوہ قادری.

(۱۳۰) حاشیہ تذکرۃ المتقین ص ۱۲۸، سید امیر حسن فصوری

(۱۳۱) مخبر الواصلین

(۱۳۲) بیان المیلاد لابن جوزی

(۱۳۳) غنیۃ الطالبین ص ۴۰۷، از غوث الاعظم عبد القادر جیلانی

(۱۳۴) سیرت النبی شبلی نعمانی

(۱۳۵) سیرت النبی نور بخش توکلی

(۱۳۶) سیرت المصطفی ادریس کاندھلوی ج ۲ ص ۳۳۲

(۱۳۷) نزہۃ القاری ج ۱ ص ۱۱۶-۱۱۵، مفتی شریف الحق امجدی

(۱۳۸) مسالک السالکین ص ۲۴۷

(۱۳۹) گلستان مسعودیہ ص ۱۳-۱۶، عبد الرحمٰن چشتی۔

(۱۴۰) کرامات مسودیہ مترجم ص ۲۵ تا ۲۸ محمد ملیح اودہی

(۱۴۱) تاریخ محمودی بزبان فارسی از ملا محمود غزنوی.

(۱۴۲) سومنات ہندی آچاریہ چتر سین ص ۱۲۷، ہند پاکٹ بکس۔





(۱۴۳) انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الأولیاء اردو ص ۴۳۷

(۱۴۴) تاریخ الأولیاء-ج ۱ ص ۲۶۸

(۱۴۵) آئینہ نسب نامہ ص ۴۱

(۱۴۶) فصول مسعودیہ ص ۱۸۰، مسعود احمد قلندر

(۱۴۷) تذکرۃ الفقراء احمد گورگانی

(۱۴۸) مفتاح التواریخ ص ۱۱۵، منشی دانشور مطبوعۃ نول کشور

(۱۴۹) فصول مسعودیہ ص ۸۰

(۱۵۰) کلیات امدادیہ ص ۴۷، از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(۱۵۱) سفینۃ الأولیاء دارہ شکوہ قادری ۲۳۶.

(۱۵۲) مقالات طریقت ص ۱۸۷/ مرتبہ محمد عبد الرحیم معروف بہ فضائل عزیزیہ.

(۱۵۳) تذکرۃ المتقین ج ۲ ص ۱۱۷،

(۱۵۴) جواہر ہدایت عبد القدیر میاں

(۱۵۵) تذکرۃ المتقین ج ۲ ص ۱۷۲.

(۱۵۶) تذکرۃ الفقراء و تذکرۃ المتقین ج ۲ ص ۱۷۳

(۱۵۷) تذکرۃ المتقین ج ۲ ص ۱۶۵-۱۶۶

(۱۵۸) اخبار الاخیار فارسی عبد الحق محدث دہلوی

(۱۵۹) اخبار الأخیار اردو ص ۲۹۲

(۱۶۰) طبقات شاہجہانی؛ علامہ صادق کشمیری شاگرد محدث عبد الحق دہلوی

(۱۶۱) تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام ص ۴۹۳، مولانا سید شاہ محمد کبیر أبو العلی.

(۱۶۲) النور والبہاء مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ص ۱۷۶، از أبو الحسن احمد نوری میاں مارہروی.
تذکرۃ المتقین

(۱۶۳) اشجار البرکات ص ۷، از مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ.

(١٦٥) منہاج الطریقت

(١٦٦) سلسلۃ المشائخ مصنف محمد عثمان پرخالی پنجاب یونیورسٹی۔

(١٦٧) لطائف اشرفی ملفوظات حضرت مخدوم اشرف لطیفہ١۴/ واں۔

(١٦٨) لطائف اشرفی فارسی ص٣۵۴، مطبوعہ نصرت المطالع دہلی۔

(١٦٩) تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص٣١٠، عبدالمجتبیٰ رضوی،

(١٧٠) درالمعارف ص١۴٧

(١٧١) اختصار از بحر زخار ص٩٧٨-٩٨٩

(١٧٢) طبقات شاہجہانی از محمد صادق کشمیری ہمدانی۔

(١٧٣) سفینۃ الأولیاء ص٣۴٣/٣٢ شہزادہ داراشکوہ و تذکرۃ الکرام

(١٧۴) بحر زخار جلد تیسرا حصہ قلمی مخطوطہ کاتب سید حبیب اشرف شعبہ چہارم ص: ٩٧٦، تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام ص۴٩٣ از مولانا سید شاہ محمد کبیر أبوالعلی۔

(١٧۵) درالمعارف ص١۴٨۔

(١٧٦) ملفوظات حضرت غلام علی نقشبندی مجددی مطبوعہ ترکی، بحر زخار ص٩٧٩

(١٧٧) مرات مداری از شیخ عبدالرحمٰن چشتی ص١٣١-١٣٢، مطبوعہ المجمع الاسلامی، جہراواں،

(١٧٨) جمع الفوائد ج١ ص١۵٢

(١٧٩) شرح سفرالسعادۃ ص٢٩۵، مکتوبات امام ربانی

(١٨٠) خطبات نظامی، تاریخ جونپور وسلاطین شرقی، شرح سفرالسعادۃ ٢٩۵

(١٨١) درالمعارف ص١۴٧، تذکرۃ الکرام ص۴٩٣۔

(١٨٢) شرح سفرالسعادۃ۔

(١٨٣) تذکرۃ مشائخ عظام از ڈاکٹر عاصم اعظمی ص٣٠٩، مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور، گلزار ابرار،

(١٨۴) گلزار ابرار مترجم مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۴٩/٢، این سمن آباد لاہور، تحفۃ الأبرار فی مناقب قطب المدار از عزیز اللہ کنتوری مداری۔



(١٨۵) مرات مداری شیخ عبدالرحمٰن چشتی، بحر زخار، تذکرۃ المتقین فی أحوال خلفائے سید بدیع الدین۔

(١٨٦) تذکرۃ العابدین، تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ص٣١١۔

(١٨٧) النور والبہاء فی أسانید الحدیث فی سلاسل الأولیاء ص٢٧، شاہ ابوالحسین نوری مارہروی۔

(١٨٨) مشائخ قادریہ رضویہ ٣١٠، مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی، مآثر الکرام ص٨١

(١٨٩) مدائح حضور نور مطبوعہ ١٢٣۴ھ ص٢٨/ آئینہ کالپی ص٢٠/ تذکرۃ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ٣١٦، مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارکپور۔

(١٩٠) مآثر الکرام ١٩٣۔١٩٠/ دائرہ قادریہ بلگرام شریف ص٢٠٢

(١٩١) تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص٣١٨، از أسرار ابوالعلی

(١٩٢) تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ٣٣٣

(١٩٣) اصح التواریخ شاہ محمد میاں برکاتی مارہروی، مشائخ قادریہ رضویہ ص٣٣۴۔

(١٩۴) مآثر الکرام، اصح التواریخ، کاشف الاستار، مدائح حضور نور خاندان برکات، برکات مارہرہ۔

(١٩۵) تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ٣٨٠/ تذکرہ نوری ١٣

(١٩٦) تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ص٣٨١، بحوالہ تذکرہ نوری ۵۵-۵٦۔ تذکرہ مشائخ/ ٣٨٦، النور والبہاء۔

(١٩٧) مکتوب سید العلماء، مکتوب ص٢

(١٩٨) مکتوب ص٣-۴

(١٩٩) مکتوب سید العلماء ص۵/ مکتوب ص٦/ النور والبہاء فی أسانید الحدیث وسلاسل الأولیاء، از حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری،

(٢٠٠) مکتوب سید العلماء ص٧۔

(٢٠١) بیاد حضرت احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ، اہل سنت کی آواز ص١٩٣-١٩۴، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان خصوصی شمارہ۔

(٢٠٢) اہل سنت کی آواز ص١٩۵-١٩٦

(۲۰۳) دائرہ قادریہ بلگرام ص۲۹۴،ڈاکٹر ساحل سہسرامی علیگ،مشائخ قادریہ رضویہ ص۳۹۳/الاجازات المتینۃ۔

(۲۰۴) علماء حرمین کے لئے اجازات نامہ تصنیف مولانا احمد رضا خان بریلوی مترجم علامہ محمد احسان الحق قادری رضوی لائل پور ص۸۲-۸۳ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی،الاجازات المتینۃ ص۳۶-۳۹۔

(۲۰۵) فتاویٰ فقیہ ملت ج۲ص۴۱۲/الاجازات المتینۃ/ مداریہ الاجازات المتینۃ الملقب بہ علمائے حرمین کے اجازت نامے مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ص۸۲-۸۳

(۲۰۶) الاجازات المتینۃ ص۱۰۰-۱۰۱

(۲۰۷) مدائح حضور نور المشہور بہ تذکرہ نوری از قاضی غلام شبر قادری بدایونی۔

(۲۰۸) حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ پور بندر ج۲ص۵۹۰۔

(۲۰۹) تذکرہ نوری ص۱۵۰/مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی،تذکرہ نوری ۱۵۱۔

(۲۱۰) تذکرۃ المتقین ص۱۵۴۔

(۲۱۱) اصول المقصود۔

(۲۱۲) تذکرۃ المتقین ص۱۵۹۔

(۲۱۳) سلسلۃ اللآلی مطبوعہ مطبع انور۔

(۲۱۴) تذکرۃ المتقین ص۱۶۰-۱۶۱۔

(۲۱۵) نزہۃ الخواطر ج۵ص۱۶۸۔،الدر المنثور۔

(۲۱۶) کائنات تصوف ص۶۰۴،از محمد اشتاق عالم شہبازی سجادہ نشیں شہبازیہ بھاگلپور بہار۔

(۲۱۷) بحر زخار وتحفۃ الابرار۔

(۲۱۸) تذکرۃ المتقین ص۱۵۲

## مؤلف کی دوسری کتابیں

- رسالہ فیضان مدار العالمین
- فیضان سلسلۂ مداریہ ہندی
- جمال قطب المدار
- زیارت بارگاہ قطب المدار
- معارف قطب المدار
- تعزیہ داری جائز ہے
- مدار الارواح
- مصباح نور
- تاریخ خاندانِ علویہ
- دیار حضور میں
- طواف استفاضہ

مدار بک ڈپو مکن پور شریف ضلع کانپور نگر سے حاصل کر سکتے ہیں

AL-MADAR OFFSET, KANPUR M.8795601301